رام چرچا

بچّوں کے لئے

از

منشی پریم چند جی۔ اے

پبلشرز

لاجپت رائے اینڈ سنز بک سیلرز

نوہاری دروازہ لاہور

سنہ ۱۹۲۹ء

مطبوعہ گیلانی پریس لاہور باہتمام منشی نظام الدین صاحب پرنٹر

دیباچہ

راجہ رام چندر ہندو قوم کے اُن بزرگوں میں ہیں جن کے حالات زندگی پر آج تک ہندوستان کی ہر ایک زبان میں بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہندوستان کی ہی کیوں؟ دُنیا میں شاید ہی کوئی ایسی زبان ہوگی جس میں رامچندر کے حالات پر ایک بڑا کتب خانہ نہ موجود ہو۔ سب سے پہلے رِشی والمیک نے رام چندر کی زندگی ہی میں اُن کے حالات نظم میں لکھے۔ وہ کتاب اتنی پسند کی گئی اور پڑھنے والوں پر اس کا اتنا اثر ہُوا کہ شاید ہی کوئی ایسا نامور ہندو شاعر، مُورّخ، فسانہ نگار، مضمون نویس ہوگا رِجس

نے رام چندر کے حالات نہ لکھے ہوں۔ کسی نے اُن کے حالات کے ایک ایک واقعہ کو لے کر ناٹک لکھے، کسی نے کاویہ بنائے۔ یہاں تک کہ گوسائیں تلسی داس نے ہندی بھاشا کی چوپائیوں میں وہ داستان لکھ کر اُسے اتنا مقبول بنا دیا کہ آج کوئی ایسا ہندو گھر نہیں ہے جس میں رامائن کی ایک جلد نہ ہو۔ کتنے ہی لوگ تو رامچندر کو ایشور کا اوتار سمجھتے ہیں اور نجات حاصل کرنے کے لئے رامائن کا روزانہ پاٹھ کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں دو ایسے مہاں پرش ہوئے ہیں جنہیں اُنہوں نے ایشور کا اَوتار مانا ہے۔ یوں تو اور بھی کئی بزرگ اَوتار مانے جاتے ہیں، لیکن عام طور پر دو ہی بزرگوں کو یہ درجہ حاصل ہے۔ ایک کرشن اور دوسرے رام۔ آج کوئی ہندو قصبہ یا شہر نہ ہوگا جس میں ٹھاکر جی کا مندر نہ ہو اور اُس میں رام چندر، لکشمن، اَور

سیتا جی کی مورتی کی روزانہ پوجا نہ ہوتی ہو۔
یہ رتبہ رام چندر کو کیسے حاصل ہُوا۔ آج ہم
تُم سے وہی قِصّہ کہتے ہیں۔ دل لگا کر پڑھو۔
تُم والمیک، یا تلسی داس کی کتابیں ابھی نہیں
سمجھ سکتے۔ اس لئے ہم نے رام چندر کے
حالات تمہارے لئے آسان عبارت میں لکھے
ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ تم اس لاثانی بزرگ
کے حالات دھیان سے پڑھوگے اور اُن سے
سبق حاصل کروگے ٭

پریم چند

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	دیباچہ	۱-۳
	بال کانڈ ...	۱
۱	پیدائش	۱
۲	تاڑکا اور مارِیچ کا مارا جانا	۱۰
۳	شادی	۱۸
	اجودھیا کانڈ	۴۰
۱	بن باس	۴۰
۲	راجہ دسرتھ کی وفات	۹۱
۳	بھرت کی واپسی	۹۶
۴	چترکوٹ	۱۰۷
۵	بھرت اور رامچندر	۱۱۱
	بن کانڈ	۱۲۷
۱	ڈنڈک بن	۱۲۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲	پنچ وٹی	۱۳۳
۳	ہرن کا شکار	۱۴۵
۴	فریب	۱۵۳
۵	سیتا کا ہڑ جانا	۱۶۱
	کِسکندھا کانڈ	۱۸۴
۱	سیتا کی تلاش	۱۸۴
۲	ہنومان	۱۹۹
	سندر کانڈ	۲۱۲
۱	ہنومان لنکا میں	۲۱۲
۲	لنکا واہ	۲۲۵
۳	حملہ کی تیاری	۲۳۷
۴	بھبھیشن ...	۲۴۳
۵	حملہ	۲۴۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	لنکا کانڈ	۲۵۵
۱	راون کے دربار میں انگد ...	۲۵۵
۲	میگھناد	۲۶۱
۳	کمبھ کرن	۲۶۹
۴	میگھناد کا مارا جانا	۲۷۲
۵	راون میدان میں	۲۷۷
۶	بھبھیشن کی تاجپوشی	۲۸۲
۷	اجودھیا کو واپسی	۲۸۶
۸	رامچندر کی راج گدی	۲۹۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	اُتّر کانڈ	۳۰۲
۱	رام کا راج	۳۰۲
۲	سیتا بن باس	۳۱۳
۳	لو اور کش	۳۲۳
۴	اشو میدھ یگیہ	۳۲۷
۵	لکشمن کی موت	۳۴۰
	خاتمہ	۳۴۵

رام چرچا

بال کانڈ

(۱) پیدائش

پیارے بچّو! تم نے بچے دسہرے کا میلہ تو دیکھا ہی ہوگا۔ کہیں کہیں اِسے رام لیلا کا میلہ بھی کہتے ہیں۔ اِس میلے میں تم نے مٹّی یا پیتل کے بندروں اور بھالوؤں کے سے چہرے لگائے آدمی دیکھے ہونگے۔ رام، لچھمن اور سیتا کو سنگھاسن پر بیٹھے دیکھا ہوگا اور اِن کے

سنگھاسن کے سامنے کچھ فاصلے پر کاغذ
اور بانسوں کا ایک بہت بڑا پُتلا دیکھا
ہوگا - اِس پُتلے کے دس سر اور بیس ہاتھ
دیکھے ہونگے - یہ راون کا پُتلا ہے -
ہزاروں برس ہُوئے راجہ رام چندر
نے لنکا میں جا کر راون کو مارا تھا۔
اُسی قومی فتح کی یادگار میں بجے دسمی
کا میلہ ہوتا ہے اور ہر سال راون کا
پُتلا جلایا جاتا ہے - آج ہم تمہیں
اُنہیں راجہ رام چندر کی زندگی کے
دلچسپ حالات سُناتے ہیں ؛

گنگا کی اُن معاون ندیوں میں
جو شمال سے آ کر ملتی ہیں - ایک
سرجُو ندی ہے - اِسی ندی پر اجودھیا
کا مشہور قصبہ آباد ہے - ہندو لوگ
آج بھی وہاں تیرتھ کرنے جاتے ہیں -
آج کل تو اجودھیا ایک چھوٹا سا قصبہ

ہے۔ مگر کئی ہزار سال ہوئے۔ وہ
ہندوستان کا سب سے بڑا شہر تھا۔
وہ سورج بنسی خاندان کے نامی گرامی
راجاؤں کا پایہ تخت تھا۔ ہریشچندر
جیسے سخی۔ رگھو جیسے غریب پرور۔
بھاگیرتھ جیسے ذی ہمت راجہ اسی سورج
بنسی خاندان میں ہوئے۔ راجہ دشرتھ
اسی نامور خاندان کے ایک راجہ تھے۔
رامچندر راجہ دشرتھ کے بیٹے تھے۔

اُس زمانہ میں اجودھیا نگری علم و ہنر
کا مرکز تھی۔ دور دور کے بیوپاری روزگار
کرنے آتے تھے۔ اور وہاں کی بنی ہوئی
چیزیں خرید کر لے جاتے تھے۔ شہر میں
وسیع سڑکیں تھیں۔ سڑکوں پر ہمیشہ
چھڑکاؤ ہوتا تھا۔ دو رویہ عالی شان محل
کھڑے تھے۔ ہر قسم کی سواریاں سڑکوں
پر دوڑا کرتی تھیں۔ عدالتیں۔ مدرسے۔

شفا خانے سب موجود تھے - یہاں تک کہ
ناٹک گھر بھی بنے ہُوئے تھے. جہاں شہر
کے لوگ تماشہ دیکھنے جاتے تھے - اِس
سے معلُوم ہوتا ہے کہ اِس قدِیم زمانہ
میں بھی اِس مُلک میں ناٹکوں کا رِواج
تھا - شہر کے نواح میں بڑے بڑے باغ
تھے - اِن باغوں میں کِسی کو پھل توڑنے
کی مُمانِعت نہ تھی - شہر کی حِفاظت کے
لِئے مضبُوط چہار دِیواری بنی ہُوئی تھی -
اندر ایک قلعہ بھی تھا - قلعہ کے چاروں
طرف گہری کھائی کھودی گئی تھی - جس
میں ہمیشہ پانی لبریز رہتا تھا - قلعہ کے
بُرجوں پر توپیں لگی رہتی تھیں - تعلیم
اِتنی عام تھی کہ کوئی جاہل آدمی ڈھونڈھے
سے بھی نہ مِلتا تھا - لوگ بڑے
مہمان نواز - اِیماندار - صُلح پسند - عِلم
دوست - دھرم کے پابند اور دِل کے

صاف تھے - عدالتوں میں آج کل کی طرح
جھوٹے مُقدّمے نہ دائر کیئے جاتے تھے - ہر
گھر میں گائیں پالی جاتی تھیں - گھی دُودھ
کی اِفراط تھی - کھیتی میں اناج اِتنا پیدا
ہوتا تھا کہ کوئی بھُوکا نہ رہنے پاتا تھا -
کِسان خُوش حال تھے - اُن سے لگان بہُت
کم لِیا جاتا تھا - ڈاکے اَور چوری کی
وارداتیں سُنائی بھی نہ دیتی تھیں اَور
طاعُون، ہَیضہ، وغَیرہ بیماریوں کا نام تک
نہ تھا - یہ سب راجہ دشرتھ کے حُسنِ
اِنتِظام کی برکت تھی ٭

ایک روز راجہ دشرتھ شِکار کھیلنے
گئے اَور گھوڑا دَوڑاتے ہُوئے ایک
ندی کے کِنارے جا پہُنچے - ندی درختوں
کی آڑ میں تھی - وہیں جنگل میں سرون
نام کا ایک اندھا رہتا تھا - اس کی
بیوی بھی اندھی تھی - اُس وقت اُن کا

نوجوان بیٹا ندی میں پانی بھرنے گیا ہوا تھا۔ اِس کے کلسے کے پانی میں ڈوبنے کی آواز سُن کر راجہ نے سمجھا کہ کوئی جنگلی ہاتھی نہا رہا ہے۔ فوراً آوازی نِشانہ باندھکر تیر چلا دِیا۔ تیر نوجوان کے سینے میں لگا۔ تیر کا لگنا تھا کہ وُہ زور سے چلاّ کر گر پڑا۔ راجہ گھبرا کر وہاں گئے تو دیکھا کہ ایک نوجوان پڑا تڑپ رہا ہے۔ اپنی غلطی معلُوم ہُوئی۔ بے حد افسوس ہُوا۔ نوجوان نے اُن کو نادِم اور رنجیدہ دیکھ کر سمجھایا۔ اب رنج کرنے سے کیا فائدہ۔ میری موت شاید اِسی طرح لِکھی تھی۔ میرے ماں باپ دونو اندھے ہیں۔ اُن کی کُٹی وُہ سامنے نظر آ رہی ہے۔ میری لاش اُن کے پاس پہنچا دینا۔ یہ کہ کر وُہ مر گیا ؂

راجہ نے نوجوان کی لاش کو کندھے

پر رکھا اَور اندھے کے پاس جا کر یہ
ماجرائے غم سُنایا۔ بیچارے دونو بُڈھے
اس پر دونو آنکھوں کے اندھے۔ یہی
اِکلوتا بیٹا ان کی زندگی کا سہارا تھا۔
اِس کے مرنے کی کیفیّت سُن کر دونو
پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگے۔ جب آنسُو
ذرا تھمے تو اُنہیں راجہ پر غُصّہ آیا۔
اُن کو خُوب جی بھر کر کوسا اَور یہ
بد دُعا دے کر کہ جس طرح بیٹے کے غم
میں ہماری جان نکل رہی ہے۔ اُسی طرح
تُم بھی بیٹے ہی کے غم میں مروگے۔
دونو مر گئے۔ راجہ دشرتھ بھی رو دھو
کر یہاں سے رُخصت ہُوئے۔

راجہ دشرتھ کے اب تک کوئی اَولاد
نہ تھی۔ اَولاد ہی کے لئے اُنہوں نے
تین شادِیاں کی تھیں۔ بڑی رانی کا
نام کوشلیا تھا۔ منجھلی رانی کا سمترا۔

اَور. چھوٹی رانی کا کیکئی - تینوں رانیاں
بھی اَولاد کے لئے ترستی رہتی تھیں -
اندھے کی بد دُعا راجہ کے حق میں
دُعاے خیر ہو گئی - چاہے بیٹے کے غم
میں مرنا ہی پڑے - بیٹے کا مُنہ تو
دیکھینگے - تاج و تخت کا وارث تو پیدا
ہوگا - اِس خیال سے راجہ کو بڑی
تسکین ہوئی - اِس کے کچھ ہی دِن بعد
اپنے گرُو وشسٹ کے مشورے سے راجہ
نے ایک یگیہ کیا - اِس میں بہت سے
رشی مُنی جمع ہوئے اور سب نے راجہ
کو دُعا دی - یگیہ کے پُورے ہوتے ہی
تینوں ہی رانیاں حامِلہ ہوئیں - اَور
وقت مُعیّن کے بعد تینوں رانیوں کے
چار راجکُمار پیدا ہوئے - کوشلیا سے
رام چندر ہوئے - سُمترا سے لکشمن اَور
شترہن اَور کیکئی سے بھرت - سارے

راج میں شادیانے بجنے لگے۔ رعایا نے بھی خوب جشن منائے۔ راجہ نے اِتنا سونا چاندی خیرات کیا کہ سارے راج میں کوئی مُفلِس نہ رہ گیا۔ اُن کا دِلی مُدّعا بر آیا۔ کہاں ایک بیٹے کا مُنہ دیکھنے کو ترستے تھے۔ کہاں چار چار بیٹے پیدا ہو گئے۔ گھر گلزار ہو گیا۔ بے نور آنکھیں روشن ہو گئیں ؂

چاروں لڑکوں کی پرورش ہونے لگی۔ جب وُہ ذرا سیانے ہوئے تو گرو وشسٹ نے اُنہیں تعلیم دینا شروع کیا۔ چاروں لڑکے بہت ہی ذہین تھے۔ تھوڑے ہی دِنوں میں وید شاستر سب ختم کر لئے۔ اَور علمِ جنگ میں بھی خوب ہوشیار ہو گئے۔ نیزہ بازی۔ تیر اندازی۔ کُشتی۔ کِسی فن میں اِن کا ثانی نہ تھا۔ مگر اُن میں غرور نام کو بھی نہ تھا۔ چاروں بزرگوں

کا ادب کرتے تھے - چھوٹوں کو بھی وُہ
کبھی سخت سُست نہ کہتے - اُن میں آپس
میں بڑی گہری محبّت تھی - ایک دُوسرے
کے لئے جان دیتے تھے - چاروں ہی
خُوبرُو، توانا اَور خلیق تھے - اُنہیں دیکھ
کر ہر کس و ناکس کے مُنہ سے دُعا
نِکلتی تھی - سب کہتے تھے رِیہ لڑکے
خاندان کا نام روشن کرینگے - یُوں تو
چاروں میں یکساں محبّت تھی - مگر لکشمن
کو رامچندر سے اَور شترہن کو بھرت
سے خاص اُنس تھا - راجہ دشرتھ مارے
خُوشی کے پھُولے نہ سماتے تھے

(۲) تاڑکا اَور مارِیچ کا مارا جانا

ایک دِن راجہ دشرتھ دربار میں بیٹھے
ہُوئے وزِیروں سے کچھ بات چیت کر
رہے تھے کہ رِشی وِشوامتر تشرِیف لائے-

وشوامتر اُس زمانہ کے بہت بڑے تپسّوی تھے۔ وُہ چھتّری ہو کر بھی محض اپنی عبادت کے زور سے برہم رِشی کے درجہ پر پہنچ گئے تھے۔ سبھی رِشی اُن کے سامنے تعظیم سے سر جُھکاتے تھے۔ مگر گیانی ہونے پر بھی وُہ کِسی قدر غُصّہ ور تھے۔ کِسی نے اُن کی مرضی کے خِلاف کام کِیا اَور اُنھوں نے بد دُعا دی۔ اِس سے سبھی راجے مہاراجے اُن سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ اُن کی بد دُعا کو کوئی رد نہ کر سکتا تھا۔ لڑائی کے ہُنر میں بھی وُہ یگانۂ روزگار تھے۔ راجہ دشرتھ نے تخت سے اُتر کر اُن کی تعظیم کی اَور اُنہیں اپنے سِنگھاسن پر بِٹھا کر بولے۔ آج غریب خانہ کو اپنے قدموں سے پاک کر کے آپ نے مُجھ پر بڑا اِحسان کِیا۔ میرے لائق اگر کوئی خِدمت ہو تو فرمائیے۔ بہ سر و چشم بجا لاؤں ؛

وِشوامِتر نے دُعا دے کر کہا - مہاراج!
ہم تپسّیوں کو راج دربار کی یاد اُسی
وقت آتی ہے جب ہمیں کوئی تکلیف ہوتی
ہے - یا جب ہمارے اُوپر کوئی ظُلم کرتا ہے -
مَیں آج کل ایک یگّیہ کر رہا ہُوں - مگر
راکشس لوگ اُسے ناپاک کرنے کی کوشش
کرتے ہیں - وُہ یگّیہ کی بیدی پر خُون
اَور ہڈّیاں پھینکتے ہیں - مارِیچ اَور سباہُو
دو بڑے ہی سرکش راکشس ہیں - یہ
سارا فساد اِنہیں دونو کا ہے - مجھ میں
اپنی تپسّیا کی اِتنی طاقت ہے کہ چاہُوں
تو ایک بد دُعا دے کر اُن کی ساری فَوج
کو جلا کر خاک کر دُوں - پر یگّیہ کرتے
وقت غُصّہ کو روکنا پڑتا ہے - اِس لئے
مَیں آپ کے پاس فریاد لے کر آیا ہُوں -
آپ راجکُمار رام چندر اَور لچھمن کو میرے
ساتھ بھیج دِیجئے - تا کہ وُہ میرے یگّیہ کی

حفاظت کریں اور اُن راکشسوں کو ہلاک
کر دیں - دس دِن میں ہمارا یگیّہ پُورا
ہو جائیگا - رام کے سِوا اور کِسی سے یہ
کام نہ ہوگا ٭

راجہ دشرتھ بڑی مُشکِل میں پڑ گئے -
رام کی جُدائی اِنہیں ایک لمحہ کے لئے
بھی گوارا نہ تھی - یہ اندیشہ بھی ہُوا کہ
لڑکے ابھی ناتجربہ کار ہیں - خوفناک راکشسوں
سے بھلا کیا مقابلہ کر سکینگے - ڈرتے ہُوئے
بولے - 'اے پاک رشی' آپ کا حُکم سر اور
آنکھوں پر - مگر ان کم عُمر لڑکوں کو
راکشسوں کے مُقابلے میں بھیجتے ہُوئے
مجھے خوف ہوتا ہے - اِنہیں ابھی تک
میدانِ جنگ کا تجربہ نہیں - مَیں خُود
اپنی ساری فوج لے کر آپ کے یگیہ
کی حِفاظت کرنے چلُونگا - لڑکوں کو ساتھ
بھیجنے کے لئے مجھے مجبُور نہ کیجئے ٭

وِشوامِتر ہنس کر بولے ۔ مہاراج آپ
اِن لڑکوں کو ابھی نہیں جانتے ۔ اِن میں
شیروں کی سی ہمّت اَور طاقت ہے ۔ مجھے
پُورا یقین ہے کہ یہ راکشسوں کو مار
ڈالینگے ۔ ان کی طرف سے آپ بے خوف
رہیئے ۔ اِن کا بال بھی بانکا نہ ہوگا ۔
راجہ دشرتھ پھر کچھ عُذر کرنا چاہتے
تھے ۔ مگر گرُو وشسٹ کے سمجھانے پر
وُہ راضی ہو گئے ۔ اَور دونو راجکُماروں کو
بُلا کر رِشی وِشوامِتر کے ساتھ جانے کا حُکم
دِیا ۔ رام چندر اَور لکشمن یہ اجازت پا کر
دِل میں بہُت خُوش ہُوئے ۔ اپنی جوانمردی
کے اِظہار کا اَیسا اچھّا مَوقع اِنہیں پہلے
نہ مِلا تھا ۔ دونو نے جنگی لِباس پہنا ،
ہتھیار سجائے ۔ اَور اپنی ماتاؤں سے
آشیرباد لینے کے بعد راجہ دشرتھ کے
قدموں کو بوسہ دے کر خُوشی خُوشی وِشوامِتر

کے ساتھ چلے۔ راستہ میں وِشوامِتر نے
دونو بھائیوں کو ایک ایسا منتر بتایا جس کو
پڑھنے سے تھکاوٹ پاس نہیں آتی تھی۔
نئے نئے عجیب و غریب ہتھیاروں کا
اِستعمال کرنا بھی سِکھایا۔ جن کے مُقابلے
میں کوئی ٹھیر نہ سکتا تھا۔

کئی دِن کے بعد تینوں آدمی گنگا کو
پار کر کے ایک گھنے جنگل میں جا پہنچے۔
وِشوامِتر نے کہا۔ بیٹا اِس جنگل میں
تاڑکا نام کی ایک دیونی رہتی ہے۔ وہ
اِس راستہ سے گزرنے والے آدمیوں کو
پکڑ کر کھا ڈالتی ہے۔ پہلے یہاں ایک
اچھّا قصبہ آباد تھا۔ پر اِس دیونی نے
سارے آدمیوں کو کھا ڈالا۔ اب وُہی
آباد قصبہ گھنا جنگل ہے۔ کوئی آدمی اِدھر
بھُول کر بھی نہیں آتا۔ ہم لوگوں کی
آہٹ پا کر وُہ دیونی آتی ہوگی۔ تم فوراً

اُسے تیر سے ہلاک کر دینا ۔

وِشوامِتر ابھی یہ واقعہ بیان کر ہی رہے تھے کہ ہوا میں زور کی سنسناہٹ ہُوئی اَور تاڑکا مُنہ کھولے دَوڑتی ہوئی آتی دِکھائی دی ۔ اس کی صُورت اِتنی ڈراونی اَور قد اِتنا بڑا تھا کہ کوئی کم ہِمّت آدمی ہوتا تو مارے خَوف کے گر پڑتا ۔ اس نے ان تینوں آدمیوں کے سامنے آ کر گرجنا اَور پتّھر پھینکنا شُروع کِیا ۔ وِشوامِتر نے رام چندر کو تیر چلانے کا اشارہ کِیا ۔ رام چندر ایک عَورت پر ہتھیار چلانا اُصُول کے خِلاف سمجھتے تھے ۔ تاڑکا دیوی تھی تو کیا، تھی تو عَورت ۔ مگر رِشی کا اِشارہ پا کر اُنہیں کیا عذر ہو سکتا تھا ۔ اَیسا تیر چلایا کہ وُہ تاڑکا کی چھاتی میں چُبھ گیا ۔ تاڑکا زور سے چیخ کر گر پڑی ۔ اَور ایک لمحہ میں تڑپ تڑپ کر

مر گئی ٭

تینوں آدمی پھر آگے چلے ۔ اور کئی دنوں کے بعد وِشوامِتر کے آشرم میں پہنچ گئے ۔ تھا تو یہ بھی جنگل، پر اِس میں زیادہ تر رِشی لوگ رہتے تھے ۔ شیر، ہرن، نیل گائے، بے خوف گھوما کرتے تھے ۔ اِس پتو بھومی کے اثر سے شکاری درِندے بھی شکار کی طرف راغِب نہ ہوتے تھے ٭

دُوسرے دِن سے وِشوامِتر نے یگیہ کرنا شروع کر دِیا ۔ رام اور لکشمن، کمر میں تلوار لٹکائے، تیر اور کمان ہاتھ میں لئے جنگل کے چاروں طرف گشت لگانے لگے ۔ نہ کھانے پینے کی فکر تھی، نہ سونے لیٹنے کی ۔ رات دِن بے خواب و خُور پہرہ دیتے تھے ۔ اِس طرح پانچ دِن خیریت سے گزر گئے ۔ مگر چھٹے دِن کیا دیکھتے ہیں کہ مارِیچ اور سُباہُو راکشسوں کی فوج

لئے یگیہ کو ناپاک کرنے چلے آ رہے ہیں۔
دونو بھائی فوراً سنبھل گئے۔ جونہی مارِیچ سامنے
آیا۔ رام چندر نے ایسا تیر مارا کہ وہ
بڑی دور جا کر گر پڑا + سُباہو باقی تھا۔
اُسے بھی ایک اگن بان نے ٹھنڈا کر دیا۔
پھر تو راکشسی فوج کے قدم اُکھڑ گئے۔
دونو بھائیوں نے دُور تک اُن کا پیچھا
کیا اور کشٹوں ہی کو ہلاک کر دیا۔ اِس
طرح یگیہ بہ حُسن و خُوبی پُورا ہو گیا۔ کِسی
قِسم کی رُکاوٹ نہ ہُوئی۔ وِشوامِتر نے
دونو بھائیوں کی خُوب تعریف کی ؛

(۳) شادی

رام اور لکشمن ابھی وِشوامِتر کے
آشرم میں ہی تھے کہ متھلا کے راجہ
جنک نے وِشوامِتر کو اپنی لڑکی سیتا کے

سوئمبر میں شریک ہونے کے لئے نوید بھیجا۔
اُس زمانہ میں اکثر شادیاں سوئمبر کے طریقے
سے ہوتی تھیں۔ لڑکی کا باپ ایک جلسہ
کرتا تھا جس میں دُور دُور سے آکر لوگ
شریک ہوتے تھے۔ جلسہ میں طاقت یا
لڑائی کے ہُنر کا اِمتحان ہوتا تھا۔ جو
نوجوان اِس اِمتحان میں کامیاب ہوتا تھا۔
اُسی کے گلے میں کنّیا جے مال ڈال دیتی
تھی۔ اُسی سے اُس کی شادی ہو جاتی تھی۔
وشوامتر کی دِلی خواہش تھی کہ۔ سیتا کی
شادی رام سے ہو جائے۔ وُہ۔ یہ بھی
جانتے تھے کہ رام اِمتحان میں ضرور
کامیاب ہونگے۔ اِس لیئے جب وہ متھلا
جانے لگے تو رام اَور لکشمن کو بھی ساتھ
لیتے گئے۔ راجہ دشرتھ سے اِجازت لینے
کے لئے اجودھیا جانے اور پھر وہاں سے
متھلا آنے کے لئے کافی وقت نہ تھا۔

متھلا وہاں سے قریب ہی تھا۔ اِس لئے وِشوامِتر نے سیدھے وہیں سے جانے کا فیصلہ کیا۔

آج کل جِس صُوبے کو ہم بہار کہتے ہیں وہی اُس زمانے میں متھلا کہلاتا تھا۔ متھلا کے راجہ جنک بڑے وِدّوان، گیانی آدمی تھے۔ بڑے بڑے رشی مُنی اُن سے گیان سیکھنے آتے تھے۔ کئی سال پہلے متھلا میں بڑا بھاری قحط پڑا تھا۔ اُس وقت رِشیوں نے مِل کر فیصلہ کیا کہ یہ قحط یگیہ ہی سے دُور ہو سکتا ہے۔ اِس یگیہ کو پُورا کرنے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ راجہ جنک خُود ہل چلائیں۔ راجہ جنک کو اپنی رعایا جان سے بھی زِیادہ عزیز تھی۔ اِس کے سر سے اس مُصیبت کو دُور کرنے کے لئے اُنھوں نے اِس یگیہ کو شُروع کر دِیا۔ جب وہ ہل بیل لے کر کھیت میں پُہنچے اور

ہل چلانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پھال کی نوک سے جو زمین کھُد گئی ہے۔ اُس میں ایک چانڈسی لڑکی پڑی ہُوئی ہے۔ راجہ کے کوئی اَولاد نہ تھی۔ فَوراً اِس لڑکی کو گود میں اُٹھا لیا اور گھر لائے۔ اس کا نام سِیتا رکھّا۔ کیونکہ وہ پھال کی نوک سے نِکلی تھی۔ پھال کو سنسکرت میں سِت کہتے ہیں۔ اِس خُدا داد نِعمت کو راجہ جنک نے بڑے لاڈ اَور پیار سے پالا، اَور اچھّے اچھّے وِدّوانوں سے اُسے تعلیم دِلوائی۔ اِسی سِیتا کی شادی پر یہ سوئمبر رچا گیا تھا۔

رام۔ لکشمن اَور وِشوامِتر سُون، گنگا، وغیرہ ندّیوں کو پار کرتے ہُوئے چَوتھے دِن متھلا پہُنچے۔ سارے شہر کے لوگ اِن راجکُماروں کا حُسن اَور قد و قامت دیکھ کر اُن پر فریفتہ ہو گئے۔ سب کے مُنہ سے یہی صدا نِکلتی تھی کہ سِیتا کے

لائق کوئی ہے تو یہی راجکمار ہے۔ جیسی حسین وُہ ہے ویسے ہی خُوبصُورت رامچندر ہیں۔ مگر دیکھا چاہیئے اِن سے شیوُ کا دھنش اُٹھتا ہے یا نہیں *

راجہ جنک کو وِشوامتر کے آنے کی خبر ہُوئی۔ تو اُنہوں نے اِن کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ جب اُنہیں معلوم ہُوا کہ یہ دونو نوجوان راجہ دسرتھ کے بیٹے ہیں۔ تب اُن کے دِل میں بھی یہی خواہش پیدا ہُوئی کہ کاش سیتا کا بیاہ رامچندر سے ہو جاتا۔ مگر سوئمبر کی شرط سے مجبور تھے *

وِشوامتر نے راجہ جنک سے پُوچھا۔ مہاراج! آپ نے سوئمبر کے لئے کون سا اِمتحان تجویز کیا ہے؟

جنک نے جواب دِیا۔ بھگون، کیا کہوں، کچھ کہا نہیں جاتا۔ سینکڑوں برس گزر گئے۔ ایک بار شیو جی نے میرے ایک بزرگ کو

اپنا دھنش دیا تھا۔ وہ دھنش تب سے
میرے گھر میں رکھا ہُوا تھا۔ ایک دِن
مَیں نے سیتا سے اپنی پوجا کی کوٹھڑی
کو لیپ ڈالنے کے لئے کہا۔ اُسی کوٹھڑی
میں وُہ پرانا دھنش رکھّا ہُوا تھا۔ سینکڑوں
برس سے کوئی اُسے اُٹھا نہ سکا تھا۔
سیتا نے جا کر دیکھا تو اُس کے آس
پاس بہت کوڑا جمع ہو گیا تھا۔ اُس
نے دھنش کو اُٹھا کر ایک طرف رکھ دِیا۔
اَور اُس کے نیچے کی زمین لیپ کر پھر
اُس دھنش کو وہیں رکھ دِیا۔ مَیں پوجا
کرنے گیا تو دھنش کو ہٹا ہوا دیکھ کر
مجھے بڑا تعجّب ہُوا۔ جب معلوم ہُوا کہ
سیتا نے اُسے ہٹا کر زمین صاف کی
ہے، تب مَیں نے شرط کی کہ ایسی
بہادُر کنّیا کی شادی اُسی ور سے کرُوں گا
جو اس دھنش کو چڑھا کر توڑ دیگا۔ اب

دیکھوں لڑکی کی تقدیر میں کیا ہے ؛

دوسرے دِن سوئمبر کی تیّاریاں شُروع ہُوئیں۔ مَیدان میں ایک وسیع شامیانہ تانا گیا۔ سینکڑوں سُورما جو اپنی طاقت کے زعم میں دُور دُور سے آئے ہوئے تھے آ آ کر بَیٹھے۔ شہر کے لاکھوں مرد عورت جمع ہوئے۔ شیوُ جی کے دھنش کو بہت سے آدمی اُٹھا کر سبھا میں لائے۔ جب سب لوگ آ گئے تو راجہ جنک نے کھڑے ہو کر کہا 'اے بھارت ورش کے ویرو! یہ شیو جی کا دھنش آپ لوگوں کے سامنے رکھّا ہُوا ہے۔ جو اِسے توڑ دیگا۔ اُسی کے گلے میں سیتا جے مال ڈالیگی' ؛

یہ سُنتے ہی سورماؤں اَور دلاوروں نے دھنش کے پاس جا جا کر زور لگانا شُروع کیا۔ سبھی راجکمار سیتا سے شادی کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔

کمر کس کس کر غرور سے. اَینڈتے اکڑتے دھنش کے پاس جاتے اَور جب وُہ رتّی بھر بھی نہ ہلتا تو خفّت سے گردن جُھکائے، اپنا سا مُنہ لئے لَوٹ آتے تھے۔ ساری سبھا میں ایک بھی اَیسا جودھا نہ نِکلا جو دھنش کو اُٹھا سکتا۔ توڑنے کا تو ذکر ہی کیا ؛

راجہ جنک نے یہ کیفیت دیکھی تو اُنہیں بڑا اندیشہ ہُوا۔ سبھا میں کھڑے ہو کر مایوسانہ انداز سے بولے۔ 'شاید یہ ویر بھُومی اب ویروں سے خالی ہو گئی ہے۔ جبھی تو اتنے آدمیوں میں ایک بھی ایسا نہ نِکلا جو اِس دھنش کو توڑ سکتا۔ اگر میں اَیسا جانتا تو سوئمبر کے لئے یہ شرط ہی نہ رکھتا۔ اَیسا معلُوم ہوتا ہے کہ سیتا بن بیاہی رہیگی۔ یہی اِس کی تقدیر میں ہے تو

بَیں کیا کر سکتا ہُوں - آپ لوگ اب شَوق
سے تشرِیف لے جائیں - اس حَوصلہ اَور
طاقت پر آپ لوگوں کو یہاں آنے کی
ضرورت ہی کیا تھی ؟
لکشمن بڑے جوشیلے نوجوان تھے -
جنک کی یہ باتیں سُن کر اُن سے ضبط
نہ ہو سکا - جوش سے بولے ' مہاراج !
اَیسا اپنی زبانِ مبارک سے نہ فرمائیے -
جب تک راجہ رگھو کا بنش قائم ہے '
یہ دیش وِیروں سے خالی نہیں ہو سکتا -
مَیں ڈِینگ نہیں مارتا - سچ کہتا ہوں کہ
اگر اپنے بھائی صاحِب کا حُکم پاؤں تو
ایک دم میں اِس دھنش کے پُرزے
پُرزے کر دُوں - میرے بھائی صاحِب
چاہیں تو اِسے ایک ہاتھ سے توڑ سکتے
ہَیں - اِس کی حقیقت ہی کیا ہے '
لچھمن کی یہ پُرجوش باتیں سُن کر

سارے سورما دنگ رہ گئے۔ رامچندر چھوٹے بھائی کے مزاج سے واقف تھے۔ اِن کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور بولے 'بھائی' یہ موقع اِس طرح باتیں کرنے کا نہیں ہے۔ جب تک تمہارے بڑے موجود ہیں تمہیں زبان کھولنا مناسب نہیں ؂

لکشمن بیٹھ گئے تو وِشوامِتر نے رام چندر سے کہا۔ 'بیٹا اب تم جا کر اِس دھنش کو توڑ دو تاکہ راجہ جنک کو تسکین ہو' ؂

رام چندر، سیتا کو پہلے ہی دن ایک باغ میں دیکھ چکے تھے۔ دونو بھائی باغ میں سیر کرنے گئے تھے۔ اور سیتا' دیوی کی پوجا کرنے آئی تھیں۔ وہیں دونو کی آنکھیں ملی تھیں۔ اُسی وقت سے رام چندر کو سیتا سے محبت ہو گئی تھی۔ وہ اسی موقع کے منتظر تھے۔ وِشوامتر کی اِجازت پاتے ہی اُنہیں پرنام کیا اور دھنش کی

طرف چلے ۔ سورماؤں نے اپنی خفّت مٹانے کے لئے اُن پر آوازے کسنا شروع کئے ۔ ایک نے کہا ذرا سنبھلے ہوئے جائیے گا، ایسا نہ ہو اپنے ہی زور میں گر پڑئے ۔ دوسرا بولا اِس پرانے دھنش پر رحم کیجئے ۔ کہیں پرزے پرزے نہ کر دیجئے گا ۔ تیسرا بولا ذرا آہستہ آہستہ قدم رکھئے زمین ہل رہی ہے ۔ مگر رام چندر نے اِن طنزوں کی طرف مطلق توجّہ نہ کی ۔ جا کر دھنش کو اِس طرح اُٹھا لیا گویا کوئی پھول ہو اور اِتنی زور سے چڑھایا کہ بیچ سے اِس کے دو ٹکڑے ہو گئے ۔ اِس کے ٹوٹنے سے ایسی آواز ہوئی کہ لوگ چونک پڑے ۔ دھنش جوں ہی ٹوٹ کر گرا وہ جوشِ مسرّت سے اُچھل کر دوڑے ۔

راجہ جنک سبھا کے باہر کھڑے متفکّر

نگاہوں سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔
رام چندر کو گلے لگا لیا اور جنتا جی نے
آ کر اُن کے گلے میں جے مال ڈال دِیا۔
شہر والوں نے خوش ہو کر جے جے کار کرنا
شروع کیا، شادیانے بجنے لگے، بندوقیں
چھوٹنے لگیں۔ اور سورما لوگ ایک ایک
کر کے چپکے چپکے سرکنے لگے۔ شہر کے
چھوٹے بڑے، ادنےٰ و اعلےٰ سب خوشی
سے پھولے نہ سماتے تھے۔ سبھوں نے
منہ مانگی مراد پائی۔ صلاح ہوئی کہ راجہ
دشرتھ کو اِس خوشخبری کی اطلاع دینی
چاہیئے۔ کئی سانڈنی سوار فوراً کوشل کی
طرف روانہ کئے گئے۔ وشوامتر راجکماروں
کے ساتھ راج بھون میں جانا ہی چاہتے
تھے کہ احاطہ کے باہر شور و غل سنائی
دینے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا بادل
گرج رہا ہے۔ لوگ گھبرا گھبرا کر اِدھر اُدھر

دیکھنے لگے کہ یہ کیا آفت آنے والی ہے۔
ایک لمحہ کے بعد راز کھُلا کہ پرسرام رِشی
غُصّہ سے گرجتے چلے آ رہے ہیں۔ دیوؤں
کا سا قد۔ انگارے سی لال لال آنکھیں
غُصّہ سے چہرہ سُرخ۔ ہاتھ میں تیر کمان۔
کندھے پر پھرسا، یہ آپ کی قطع تھی۔
معلوم ہوتا تھا سب کو کچّا ہی کھا جائینگے۔
آتے ہی آتے گرج کر بولے، کس نے
میرے گرُو شیو جی کا دھنش توڑا ہے۔
نِکل آئے میرے سامنے۔ ذرا میں بھی
دیکھوں وُہ کِتنا بہادر ہے،؟

رام چندر نے بہت مُلائمت سے کہا۔
"مہا راج! آپ کے کسی بھگت ہی نے توڑا
ہوگا۔ اور کیا"

پرسرام نے پھرسے کو گھُما کر کہا۔
ہرگز نہیں۔ یہ میرے بھگت کا کام
نہیں۔ یہ کسی دُشمن کا کام ہے۔ ضرور

میرے کسی بیری نے یہ فعل کیا ہے۔
مَیں ابھی اُس کا سر تن سے جُدا کر دُونگا۔
کسی طرح مُعاف نہیں کر سکتا۔ میرے
گُرُو کا دھنش اَور اُسے کوئی چھتری توڑ
ڈالے۔ مَیں چھتّریوں کا دُشمن ہُوں۔
جانی دُشمن۔ مَیں نے ایک دو بار نہیں
اِکّیس بار چھتّریوں کے خُون کی ندّی
بہائی ہے۔ اپنے باپ کے خُون کا بدلہ
لینے کے لئے مَیں نے جہان چھتّریوں کو
پایا ہے چُن چُن کر مارا ہے۔ اب پھر
میرے ہاتھوں چھتّریوں پر وہی آفت آنے
والی ہے۔ جس نے یہ دھنش توڑا ہو
میرے سامنے نکل آئے +

دِلیر اَور منچلے لکشمن یہ للکار سُن کر
بھلا کب ضبط کر سکتے تھے۔ سامنے آ کر
بولے۔ آپ ایک سڑے سے دھنش کے
ٹوٹنے پر اِس قدر جامہ سے کیوں باہر

ہو رہے ہیں۔ لڑکپن میں ایسے کتنے ہی دھنش کھیل کھیل کر توڑ ڈالے۔ تب تو آپ کو ذرا بھی غُصّہ نہ آیا۔ آج اس پُرانے، بوسیدہ دھنش کے ٹوٹ جانے سے آپ کیوں اِتنا برہم ہو رہے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اِن گیدڑ بھبکیوں سے کوئی ڈر جائیگا ؟

جیسے گھی پڑ جانے سے آگ اَور بھی تیز ہو جاتی ہے، اسی طرح لکشمن کے یہ الفاظ سُن کر پرشرام اَور بھی غضبناک ہو گئے۔ پھرسے کو ہاتھ میں لے کر بولے۔ 'تُو کون ہے جو میرے ساتھ اِس گستاخی سے پیش آتا ہے۔ تجھے کیا اپنی جان کی ذرا بھی محبّت نہیں جو اس طرح میرے سامنے زباندرازی کرتا ہے۔ کیا یہ دھنش بھی وَیسا ہی تھا جیسے تُو نے لڑکپن میں توڑے تھے ؟ یہ شیو جی کا دھنش تھا'۔

لکشمن بولے۔ کِسی کا دھنش ہو مگر تھا
بالکل سڑا ہُوا۔ چھُوتے ہی ٹُوٹ گیا۔ زور
لگانے کی ضرُورت ہی نہ پڑی۔ اس ذرا
سی بات کے لِئے آپ ناحق اِتنا بگڑ
رہے ہَیں ؂

پرشرام اَور بھی جھلاّ کر بولے "ارے
مُورکھ۔ کیا تُو مُجھے نہیں پہچانتا؟ مَیں
تُجھے لڑکا سمجھ کر ابھی تک طرح دیتا جاتا
ہُوں اور تُو اپنی گُستاخی سے باز نہیں
آتا۔ میرا غُصّہ بُرا ہَے۔ ایسا نہ ہو میں ایک
ہی وار میں تیرا کام تمام کر دُوں" ؂

لکشمن۔ میرا کام تو تمام ہو چُکا۔ ہاں
مُجھے خَوف ہَے کہ کہیں آپ کا غُصّہ آپ
کو نُقصان نہ پُہنچائے۔ آپ جَیسے رِشیوں کو
کبھی غُصّہ نہ کرنا چاہیئے ؂

پرشرام نے پھرسا سنبھالتے ہُوئے دانت
پیس کر کہا۔ کیا کہوں تیری عمر تُجھے بچا رہی

ہے۔ ورنہ اب تک تیرا سر تن سے جُدا کر دیتا ؛

لکشمن ۔ جی، کہیں اِس بھروسے میں نہ رہیئے گا۔ آپ پھُونک کر پہاڑ کو نہیں اُڑا سکتے۔ آپ برہمن ہیں۔ اِس لئے آپ کے اُوپر مجھے رحم آتا ہے۔ شاید ابھی تک آپ کا کِسی چھتّری سے پالا نہیں پڑا جبھی آپ اِس قدر بپھر رہے ہیں ؛

رام چندر نے دیکھا کہ بات بڑھتی جا رہی ہے تو لکشمن کو ہاتھ پکڑ کر بِٹھا دیا۔ اَور پرشرام سے ہاتھ جوڑ کر بولے۔ مہاراج! لکشمن کی باتوں کا آپ بُرا نہ مانیں۔ یہ اَیسا ہی گستاخ ہے۔ یہ ابھی تک آپ کو نہیں جانتا۔ ورنہ یُوں آپ کے مُنہ نہ لگتا۔ اِسے مُعاف کیجئے۔ چھوٹوں کا قصُور بڑے ہی معاف کیا کرتے ہیں۔ آپ کا قصُوروار

مَیں ہُوں۔ مجھے جو سزا چاہیں دیں۔ آپ
کے سامنے سر جُھکا ہُوا ہَے۔

رام چندر کی یہ ادب آمیز گفتگو سُن کر
پرشرام کچھ نرم پڑے۔ کہ یکایک لکشمن
کو ہنستے دیکھ کر پھر ان کے چشم میں
آگ لگ گئی۔ بولے ' رام! تمہارا یہ
بھائی بے حد شریر ہَے۔ سلیقہ اور تمیز
اور ادب تو اِسے چھو تک نہیں گیا۔
جو کچھ مُنہ میں آتا ہَے بک ڈالتا ہے۔
رنگ اس کا گورا ہَے۔ پر دِل اِس کا
سیاہ ہَے۔ ایسا بے ادب لڑکا مَیں نے
نہیں دیکھا۔

ابھی تک تو لکشمن پرشرام کو صرف
چھیڑ رہے تھے۔ مگر یہ باتیں سُن کر
اُنہیں غُصّہ آ گیا۔ بولے۔ سُنئے مہاراج!
چھوٹوں کا کام بڑوں کا ادب کرنا ہَے۔
مگر اس کی بھی حد ہوتی ہَے۔ آپ اَب

اِس حد سے بڑھے جا رہے ہیں۔ آخر آپ کیوں اِس قدر خفا ہو رہے ہیں؟ آپ کے بگڑنے سے تو دھنش جُڑ نہ جائیگا۔ ہاں جگ ہنسائی البتّہ ہوگی۔ اگر یہ دھنش آپ کو ایسا ہی پیارا ہے تو کسی کاریگر سے اِسے جُڑوا دِیا جائیگا۔ اس کے سوا اَور ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آپ کا غُصّہ بالکل فضول ہے۔

مارے غصّہ کے پرشرام کی آنکھیں بیر بہوٹی کی طرح سُرخ ہو گئیں۔ وُہ تھر تھر کانپنے لگے۔ اُن کے نتھنے پھڑکنے لگے۔ رام چندر نے اُن کی یہ حالت دیکھ کر لکشمن کو وہاں سے چلے جانے کا اِشارہ کیا اور نہایت عاجزی سے بولے۔ مہاراج! بُزرگوں کو چھوٹے کم فہم آدمیوں کی باتوں پر دِھیان نہ دینا چاہیئے۔ اِس کے بکنے سے کیا ہوتا ہے۔ ہم سب آپ کے غُلام

ہَیں - دھنش مَیں نے توڑا ہَے - اِس کا خطاوار مَیں ہُوں - اس کی جو سزا آپ مُناسب سمجھیں مجھے دیں - آپ اِس کا جو تاوان مانگیں مَیں دینے کو تیّار ہُوں ۔

پرشرام نے نرم ہو کر کہا - " تاوان مَیں تُم سے کیا لُونگا - مجھے یہی خَوف ہَے کہ اِس دھنش کے ٹُوٹ جانے سے چھتّریوں کو پھر غرور ہوگا اور مجھے پھر اُن کا غرور توڑنا پڑیگا - یہ شیو کا دھنش نہیں ٹُوٹا ہَے - براہمنوں کے تیج اَور طاقت کو صدمہ پُہنچا ہَے " ۔

رام چندر نے ہنس کر کہا - " رشی راج ! چھتّری ایسے اوچھے نہیں ہَیں کہ اس ذرا سے دھنش کے ٹُوٹ جانے سے اُنہیں غرور ہو جائے - اگر آپ میری بہادری کا جوہر دیکھنا چاہتے ہَیں تو اِس سے بھی بڑا اِمتحان لے کر دیکھئے ۔

پرشرام ۔ تیّار ہے ؟
رام ۔ جی ہاں تیّار ہوں ۔
پرشرام نے اپنا تیر اور کمان رام چندر کے سامنے پھینک کر کہا۔ اچھّا اِس دھنش پر چلّہ چڑھا دے ۔ دیکھوں تو کتنا طاقتور ہے ۔
رام چندر نے دھنش اُٹھا لیا اور بڑی آسانی سے چلّہ چڑھا کر بولے ۔ کہئے اب کیا کروں ۔ توڑ دوں اِس دھنش کو ؟
پرشرام کا سارا غصّہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اُنہوں نے بڑھ کر رام چندر کو سینہ سے لگا لیا۔ اور اُنہیں دُعائیں دیتے ہوئے اپنا دھنش بان لے کر رُخصت ہو گئے ۔ راجہ جنک کا خون خشک ہو رہا تھا کہ نہ جانے کیا آفت آنے والی ہے ۔ پرشرام کے چلے جانے سے اُن کی جان میں جان آئی ۔ پھر شادیانے بجنے لگے ۔

راجہ دسرتھ رام چندر اور لکشمن
کی کچھ خبر نہ پانے سے بہت متفکّر ہو
رہے تھے۔ یہ خوشخبری پائی۔ تو باغ باغ
ہو گئے۔ اجودّھیا میں بھی جشن ہونے لگا۔
دوسرے دِن دھوم دھام سے بارات سجا کر
وُہ متھلا چلے +

راجہ جنک نے بارات کی خوب خاطِر
و مدارات کی، اور شاستر بدھی سے
سِیتا جی کا بیاہ رام چندر سے کر دِیا۔
اُن کی ایک دوسری لڑکی تھی۔ جس کا
نام اُرملا تھا۔ اُس کی شادی لکشمن سے
ہو گئی۔ راجہ جنک کے بھائی کے بھی
دو لڑکیاں تھیں۔ وہ دونو بھرت اور
شترہن سے بیاہی گئیں۔ کئی دن کے بعد
بارات رُخصت ہوئی۔ راجہ جنک نے بے شُمار
سونے چاندی کے برتن، ہیرے جواہر، مُرصّع
جھولوں سے سجے ہُوئے ہاتھی، ناگوری بَیلوں

سے جُتے ہُوئے رتھ، عربی نسل کے
گھوڑے جہیز میں دِئے ۔

اجودِھیا کانڈ

(۱) بن باس

راجہ دشرتھ کئی سال تک بڑی
تن دِہی سے راج کرتے رہے ۔ لیکن
بڑھاپے کے باعث اُن میں اب وُہ پہلا
سا جوش نہ تھا ۔ اِس لئے اُنہوں نے
رام چندر جی سے ریاست کے کاموں
میں مدد لینا شُروع کیا ۔ اِس میں ایک
مصلحت یہ بھی تھی کہ رام چندر کو حکمرانی

کا تجربہ ہو جائے ۔ یُوں برائے نام وُہ خود
راجہ تھے ، مگر زیادہ تر کام رام جی کے
ہاتھوں انجام پاتا تھا ۔ رام کے حُسن اِنتظام
کی سارے راج میں تعریف ہونے لگی ۔
جب راجہ دسرتھ کو یقین ہو گیا کہ رام
اب فرمانروائی کے اُصولوں سے خوب واقف
ہو گئے ہیں اَور اُن پر قابلیت کے ساتھ
عمل بھی کر سکتے ہیں تو ایک دِن اُنھوں
نے اپنے دربار کے اراکین اور شہر کے
مُعزّز آدمیوں کو بُلا کر کہا ' مجھے آپ لوگوں
کی خِدمت کرتے ایک مُدّت گُزر گئی ۔ مَیں
نے ہمیشہ انصاف کے ساتھ راج کرنے کی
کوشِش کی ۔ اب میں چاہتا ہُوں کہ راج
رام چندر کے سپُرد کر دُوں اور اپنی زِندگی
کے آخری دن کسی گوشے میں بَیٹھ کر
پرماتما کی یاد میں بسر کرُوں ۔
یہ تجویز سُن کر لوگ بہت خُوش ہُوئے ۔

اَور بولے۔ 'مہاراج! آپ کے سایہ میں ہم لوگ جس سُکھ اَور چَین سے رہے اُس کی یاد ہمارے دلوں سے کبھی نہ مٹیگی۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ آپ کا ہاتھ ہمارے سر پر ہمیشہ رہے، لیکن جب آپ کی یہی مرضی ہے کہ آپ پرماتما کی یاد میں زندگی بسر کریں تو ہم لوگ اِس کار خیر میں حارج نہ ہونگے۔ آپ شوق سے عبادت کریں۔ ہم جس طرح آپ کو اپنا مالک اَور مُربّی سمجھتے تھے اُسی طرح رام چندر کو سمجھینگے ٭

اسی اثنا میں گرُو وشسٹ جی بھی آ گئے۔ اُنہیں بھی یہ تجویز پسند آئی۔ راجہ نے کہا جب آپ لوگ رام کو چاہتے ہیں تو پھر اچّھی ساعت دیکھ کر اُن کا راج تیلک کر دینا چاہیئے۔ جتنی ہی جلد مجھے فرصت مِل جائے اُتنا ہی

اچھّا۔ سب لوگوں نے اِسے بڑی خُوشی
سے منظور کر لیا۔ تیلک کی ساعت مقرّر
ہو گئی۔ شہر میں جونہی لوگوں کو معلُوم
ہُوا کہ رام چندر کا تیلک ہونے والا ہے'
جشن منانے کی تیّاریاں ہونے لگیں۔ جِس
دِن تیلک ہونے والا تھا اُس کے ایک
دِن پہلے سے شہر کی سجاوٹ ہونے لگی۔
گھروں کے دروازوں پر بندن وار۔س
لٹکائی جانے لگیں، بازاوں میں جھنڈِیاں
لہرانے لگیں۔ سڑکوں پر چھڑکاؤ ہونے
لگا۔ باجے بجنے لگے ؛

رانی کیکئی کی ایک لونڈی منتھرا تھی۔
نہایت بد صُورت کُبڑی عورت تھی۔
کیکئی کے ساتھ میکے سے آئی تھی۔
اِس لئے کیکئی اُسے بہت چاہتی تھی۔
وُہ کِسی کام سے رنواس کے باہر نِکلی۔
تو یہ دُھوم دھام دیکھ کر ایک آدمی سے

اِس کا سبب پُوچھا۔ اُس نے کہا۔ تجھے
اتنی خبر بھی نہیں۔ اجُودھیا ہی میں رہتی
ہے یا کہیں باہر سے پکڑ آئی ہے۔ کل
سری رام چندر کا تیلک ہونے والا ہے۔
یہ سب اُسی کی تیّاریاں ہیں ۔

یہ خبر سُنتے ہی منتھرا کو گویا لرزہ
آ گیا۔ مارے حسد کے جل اُٹھّی۔ اس کی
دلی خواہش تھی کہ کیکئی کے راجکمار بھرت
گدّی پر بیٹھیں اَور کیکئی راج ماتا ہو۔
تب مَیں جو چاہونگی کرونگی۔ پھر تو میرا
ہی راج ہوگا۔ اَور رانیوں کی لونڈیوں پر
رُعب جماؤنگی۔ سر سے پَیر تک گہنے سے
لدی ہُوئی نِکلونگی تو لوگ مجھے دیکھ کر کہینگے
وُہ منتھرا دیوی جاتی ہیں۔ پھر مجھے کِسی
نے کُبڑی کہا تو اُسے مزہ چکھا دُونگی۔
اسی طرح کے منصوبے اُس نے دِل میں
باندھ رکھّے تھے۔ اِس خبر نے اِس کے

سارے منصوبے خاک میں مِلا دِئے۔ جس کام کے لئے جاتی تھی اُسے بالکل بھول گئی۔ بدحواس دوڑی ہوئی محل میں گئی اَور کیکئی سے بولی۔ 'مہارانی جی! آپ نے کچھ اَور سُنا۔ کل رام کا تیلک ہونے والا ہے'۔

تینوں رانیوں میں بڑی محبّت تھی۔ اُن میں نام کو بھی سوتیا ڈاہ نہ تھا۔ جس طرح کوسلیا بھرت کو رام ہی کی طرح پیار کرتی تھی، اُسی طرح کیکئی بھی رام کو پیار کرتی تھی۔ رام چندر سب سے بڑے تھے۔ اِس لئے یہ مانی ہوئی بات تھی کہ وہی راجہ ہونگے۔ منتھرا سے یہ خبر سُن کر کیکئی بولی۔ 'میں یہ خبر پہلے ہی سُن چکی ہوں۔ لیکن تو نے سب سے پہلے مجھ سے کہا ہے اِس لئے یہ سونے کا ہار تجھے اِنعام دیتی ہوں، یہ لے'۔

منتھرا نے سر پر ہاتھ مار کر کہا۔ 'مہارانی!

یہ انعام مَیں شَوق سے لیتی اگر رام کی جگہ راجکُمار بھرت کی تیلک کی خبر سُناتی - یہ اِنعام دینے کی بات نہیں ہَے - رونے کی بات ہَے - آپ اپنا بھلا بُرا کچھ نہیں سمجھتیں ٭ کیکئی - چپ رہ ڈائن - تجھے ایسی باتیں مُنہ سے نِکالتے شرم بھی نہیں آتی - رام چندر مجھے بھرت سے بھی پیارے ہَیں - تُو دیکھتی نہیں کہ وہ میری کِتنی عِزّت کرتے ہیں - بلا مجھ سے صلاح لئے کوئی کام نہیں کرتے - پھر وُہ سب سے بڑے ہَیں - گدّی پر حق بھی تو اُنہیں کا ہَے - پھر جو اَیسی بات مُنّہ سے نِکالی تو زبان کِھنچوا لُونگی ٭

منتھرا - ہاں زبان کیوں نہ کِھنچوا لوگی - جب بُرے دِن آتے ہیں تو آدمی کی عقل پر اِسی طرح پردہ پڑ جاتا ہَے - تُم جیسی بھولی بھالی، نیک ہو وَیسی ہی سب کو

سمجھتی ہو۔ رام کو بیٹا بیٹا کہتے یہاں
تمہاری زبان خشک ہوتی ہے، وہاں
رانی کوسلیا چپکے چپکے تمہاری جڑ کھود
رہی ہیں۔ چار دن میں وہی رانی ہونگی۔
تمہاری کوئی بات بھی نہ پوچھیگا۔ بس
مہاراج کے پوجا کے برتن دھویا کرنا۔
میرا کام تمہیں سمجھانا تھا۔ سمجھا دیا۔ تمہارا
نمک کھاتی ہوں، اس کا حق ادا کر دیا۔
میرے لئے جیسے رام ویسے بھرت۔
میں لونڈی سے رانی تو ہونے کی
نہیں۔ ہاں تمہارے خلاف کوئی بات
ہوتے دیکھتی ہوں تو رہا نہیں جاتا۔
میرے منہ میں لوکا لگے، کہاں سے
کہاں میں نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ
سویرے سویرے ڈائن، چڑیل بننا پڑا۔
تم جانو تمہارا کام جانے"۔
ان باتوں نے آخر کیکئی پر اثر کیا۔

سمجھی ٹھیک ہی تو ہے - رام چندر راجہ ہو کر
بھرت کو نکال دیں یا مروا ہی ڈالیں تو
کون اُن کا ہاتھ پکڑ لیگا - میں بھی دودھ کی
مکھّی کی طرح نکال دی جاؤنگی - بہت ہوگا
روٹی اور کپڑا مل جائیگا - راج پا کر سبھی کی
مت بدل جاتی ہے - رام کو بھی غرور
ہو جاے تو کیا تعجّب ہے - جبھی کوسلیا
میری اِتنی خاطر کرتی ہیں - یہ سب مجھے
تباہ کرنے کی چالیں ہیں - یہ سوچ کر اُس
نے منتھرا سے کہا - منتھرا - دیکھ میری باتوں
کا بُرا نہ مان - میں کیا جانتی تھی کہ مجھے
اور بھرت کو تباہ کرنے کے لئے یہ
کرشمہ سازیاں ہو رہی ہیں - میں تو سیدھی
سادی عورت ہوں - چھکّا پنجا کیا جانوں -
اب تُو نے یہ بات سُجھائی تو مجھے بھی
حقیقت معلوم ہو رہی ہے - مگر اب تو
تیلک کی ساعت مقرّر ہو چکی - کل سویرے

تیلک ہو جائیگا - اب ہو ہی کیا سکتا ہے ؟
منتھرا - ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے -
بس ذرا تڑیا ہٹ سے کام لینا پڑیگا -
مَیں ساری ترکیبیں بتلا دُونگی - ذرا اُن
لوگوں کی چالاکی دیکھو کہ تیلک کی
ساعت اُس وقت ٹھیک کی جب راجکمار
بھرت ننہیال میں ہیں - سوچو اگر دل
صاف ہوتا تو دس پانچ دن اَور نہ
ٹھیر جاتے - بھرت کے آ جانے پر تیلک
ہوتا تو کیا بگڑ جاتا - مگر وہاں تو دِلوں
میں مَیل بھرا ہُوا ہے - اُن کی غیر حاضری
میں چُپکے سے تیلک کر دینا چاہتے ہیں ؟
کیکئی - ہاں یہ بات بھی تجھے خُوب سُوجھی -
شاید اِسی لئے بھرت کو پہلے سے یہاں
سے کھسکا دیا گیا ہے - پہلے ہی سے
یہ بات سدھی بدھی تھی - افسوس مجھے
مٹی میں ملانے کے لئے ایسے ایسے رفتنے

گھڑے جاتے رہے اور میں بے خبر بیٹھی
رہی - بتلا اب کیا کروں - میری تو عقل
کچھ کام نہیں کرتی ٭
منتھرا نے اپنا کوبڑ ہلا کر کہا - واری جاؤں
مہارانی - آپ بھی کیا باتیں کرتی ہیں -
آپ کو ایشور نے ایسا روپ دیا ہے اور
مہاراج کو آپ سے ایسی محبّت ہے -
کہ رات بھر میں آپ نہ جانے کیا کیا
کر سکتی ہیں - آپ تو ساری باتیں بھول
جاتی ہیں - ایسی بھلکڑ نہ ہوتیں تو
بیریوں کو ایسے فتنے کھڑے کرنے کا
موقع ہی کیوں ملتا - اب تک تو بھرت
کا کبھی تیلک ہو گیا ہوتا - تمہیں نے
ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ مہاراج نے
تمہیں دو بردان دینے کا وعدہ کیا ہے -
کیا وہ بات بھول گئیں ٭
کیکئی - ہاں بھول تو گئی تھی پر اب یاد آ گیا -

ایک بار مہاراج لڑائی کے میدان سے
زخمی ہو کر آئے تھے اور میں نے مرہم
پٹّی کر کے رات بھر میں اُنہیں اچّھا کر
دیا تھا۔ اُسی وقت اُنہوں نے مجھے دو
بردان دئے تھے۔ میں نے کہا تھا۔ مجھے
آپ کی دیا سے کس بات کی کمی ہے۔
جب ضرورت ہوگی مانگ لونگی ٭

منتھرا۔ بس پھر تو ساری بات بنی بنائی
ہے۔ آج تم کوپ بھون میں جا کر
بیٹھ جاؤ۔ زیور وغیرہ سب اُتار پھینکو۔
صرف ایک میلی کچیلی ساڑھی پہن لینا۔
اور سر کے بال کھول کر زمین پر پڑ
رہنا۔ مہاراج تمہاری یہ حالت دیکھتے
ہی گھبرا جائینگے۔ بس اُسی وقت دونو
وعدوں کی یاد دلا کر کہنا کہ اب اُنہیں
پورا کیجئے۔ ایک یہ کہ رام کے بدلے
بھرت کا تیلک ہو دوسرے یہ کہ

رام کو چودہ برس کے لئے بن باس دیا جائے۔ مہاراج قول کے پکے ہیں۔ ضرور ہی مان جائینگے۔ پھر مزے سے راج کرنا۔

دِن تو جشن کی تیّاریوں میں گزرا۔ رات کو جب راجہ دسرتھ کیکئی کے محل میں پہنچے تو چاروں طرف اندھیرا چھایا ہُوا! نہ کہیں گانا نہ بجانا، نہ راگ نہ رنگ! گھبرا کر ایک لونڈی سے پوچھا۔ یہ اندھیرا کیوں چھایا ہوا ہے۔ چاروں طرف نحوست کیوں پھیلی ہُوئی ہے؟ تو جانتی ہے مہارانی کیکئی کہاں ہیں۔ اُن کی طبیعت تو اچھی ہے؟

لونڈی نے کہا۔" مہارانی جی نے گانے بجانے کی ممانعت کر دی ہے۔ وُہ اس وقت کوپ بھون میں ہیں"۔

مہاراج کا ماتھا ٹھنکا۔ یہ رنگ میں کیا بھنگ پڑی۔ ضرُور کوئی نہ کوئی مُصیبت

آنے والی ہے۔ اُن کا دِل دھڑکنے لگا۔ گھبرائے ہُوئے کوپ بھون میں گئے تو دیکھا کیکئی زمین پر پڑی سِسکیاں بھر رہی ہے ۔

راجہ دسرتھ کیکئی کو بہُت پیار کرتے تھے۔ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہی اُن کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ زمین پر بیٹھ کر بولے، مہارانی خیریت تو ہے۔ تُمہاری طبیعت کیسی ہے؟ جلد بتلاؤ ورنہ میں پاگل ہو جاؤنگا۔ کیا بات ہوئی ہے؟ تُمہیں کِسی نے کچھ طعنہ دیا ہے؟ کوئی بات تُمہاری مرضی کے خلاف ہوئی ہے۔ جِس نے تم سے یہ گستاخی کی ہے اُس کو اِسی وقت سزا دُونگا ۔

کیکئی نے آنسو پُونچھتے ہُوئے کہا۔ مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔ بہت اچھی طرح ہوں۔ کھانے کو روٹیاں، پہننے کو کپڑے، رہنے کو مکان مِل ہی گیا ہے۔ اب اَور کِس

بات کی کمی ہو سکتی ہے۔ آپ بھی محبت کرتے ہی ہیں۔ جائیے جشن منائیے۔ مجھے پڑا رہنے دیجئے۔ جس کی قسمت ہی خراب ہو اُسے آپ کیا کرینگے ؟

راجہ نے کیکئی کو زمین سے اُٹھانے کی کوشش کر کے کہا۔ مہارانی ایسی باتیں نہ کرو۔ مجھے صدمہ ہوتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ مَیں تُم سے کِتنی محبت کرتا ہوں۔ میں نے کبھی تُمہاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا۔ تمہیں جو شکایت ہو صاف صاف کہہ دو۔ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ اسی وقت اُسے پورا کرُونگا"

کیکئی نے تیوریاں بدل کر کہا۔ آپ جتنا مُنہ سے کہتے ہیں اُس کا ایک حِصّہ بھی کرتے تو میری حالت آج ایسی خراب نہ ہوتی۔ اب مجھے معلوم ہُوا کہ آپ کی یہ زبانی محبّت ہے۔ آپ باتوں سے پیٹ بھرنا خُوب جانتے ہیں۔ دُنیا آپ کو قول

کا پکّا کہتی ہے۔ آپ کے خاندان مین بھی لوگ قول کے پیچھے جان دیتے چلے آئے ہیں۔ مگر مجھ سے تو آپ نے جتنے وعدے کیئے اُن میں ایک بھی پُورا نہ کیا۔ اب اَور کس مُنہ سے مانگوں"۔

راجہ۔ مجھے یہ سُن کر سخت تعجّب ہو رہا ہے جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے تمہارے ساتھ جتنے وعدے کیئے وُہ سب پُورے کیئے۔ وُہ کونسا وعدہ ہے جو میں نے پُورا نہیں کیا۔ اِسی وقت پُورا کرونگا۔ اِس ذرا سی بات کے لیئے تُمہیں کوپ بھون میں بیٹھنے کی کیا ضرُورت تھی۔

کیکئی سنبھل کر اُٹھ بیٹھی اَور بولی۔ یاد کیجیئے ایک بار آپ نے مجھے دو وردان دیئے تھے۔ جس دِن آپ لڑائی میں زخمی ہو کر لوٹے تھے۔

راجہ۔ ہاں یاد آ گیا۔ ٹھیک ہے۔ میں نے دو بردان دیئے تھے۔ مگر تُم نے ہی تو

کہا تھا کہ جب مجھے ضرورت ہوگی لے لونگی'۔
کیکئی۔ ہاں مَیں نے ہی کہا تھا۔ اب وُہ
مَوقع آ گیا ہَے۔ آپ اُنہیں پُورا کرنے
کو تیّار ہیں؟
راجہ۔ دل و جان سے۔ اگر تُم جان بھی مانگو
تو نکال کر دے دُوں'۔
کیکئی نے زمین کی طرف تاکتے ہُوئے کہا۔
تو سُنئے۔ میرا پہلا بردان یہ ہے کہ
رام کے بدلے بھرت کا تیلک ہو اَور
دوسرا یہ کہ رام کو چودہ برس کے لئے
بن باس دیا جاے'۔
آہ سنگدل کیکئی! تونے یہ کیا کیا۔ تجھے
اپنے بوڑھے شوہر پر ذرا بھی رحم نہیں آیا۔
کیا تُجھے معلُوم نہیں کہ رام چندر ہی اُن
کے جیون آدھار ہَیں۔ راجہ کے چہرے کا
رنگ زرد پڑ گیا۔ معلوم ہُوا سانپ نے
کاٹ لیا ہو۔ ایک ٹھنڈا سانس بھر کر

بولے۔ کیکئی۔ کیا تُمہارے مُنہ سے یہ زہر
کے قطرے ٹپک رہے ہَیں۔ کیا تُمہارے
دل میں رام کی طرف سے اِتنی کدورت
ہے؟ رام کا آج دُنیا میں کوئی بدخواہ
نہیں۔ وُہ سب کی نظروں کا تارا ہَے۔
تُمہاری وُہ جتنی عزّت کرتا ہے اُتنی شاید
اپنی ماں کی نہیں کرتا۔ تُم نے آج تک
کبھی اُس کی شِکایت نہ کی۔ بلکہ ہمیشہ
اُس کے خُلق اَور مُروّت کی تعریف کیا کیں۔
آج یہ کایا پلٹ کیوں ہو گئی۔ ضرُور کِسی
دُشمن نے تُمہارے کان بھرے ہَیں۔ اَور
رام کی بُرائیاں کی ہَیں۔
کیکئی نے تنک کر کہا۔ کان تُمہارے بھرے
گئے ہَیں۔ میرے کان نہیں بھرے گئے،
ہَیں۔ اپنا نفع اَور نُقصان جانور تک سمجھتے
ہیں۔ کیا مَیں جانوروں سے بھی گئی گزُری
ہُوں۔ صریح دیکھ رہی ہُوں کہ میرا باغ

دیدان کیا جا رہا ہے ۔ کیا اُس کی حفاظت
نہ کروں ؟ اپنی گردن پر تلوار چل جانے
دُوں ۔ آپ کو مَیں اب تک صاف دل
سمجھتی تھی ۔ مگر اب معلوم ہُوا کہ آپ بھی
زبانی محبت کے سبز باغ دِکھا کر مجھے تباہ
کرنا چاہتے ہیں ۔ کوسلیا رانی نے آپ کو
خوب منتر پڑھایا ہے ۔ اِس ناگن کے
کاٹے کا علاج نہیں ۔ اب میں دِکھا
دُونگی کہ کیکئی بھی راجہ کی لڑکی ہے ۔
کِسی شودر چمار کی نہیں کہ ان چالوں
کو نہ سمجھے ۔

راجہ ۔ کیکئی میں کبھی جھُوٹ نہیں بولا ۔ مَیں
تُم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نے رام کے
تیلک کا فیصلہ خود کیا ۔ کوسلیا نے اس
معاملہ میں مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں
کہا ۔ تمہارا اُن پر شُبہہ کرنا بے اِنصافی
ہے ۔ رام نے بھی کبھی بھرت کے

خلاف ایک لفظ نہیں کہا۔ میرے لئے
رام اور بھرت دونو برابر ہیں۔ مگر
حق تو بڑے لڑکے ہی کا ہے۔ اگر
مَیں بھرت کا تیلک کرنا بھی چاہوں
تو کیا تم سمجھتی ہو بھرت اسے منظور
کرینگے ہرگز نہیں۔ بھرت کے لئے یہ
غیر ممکن ہے کہ وُہ رام کا حق چھین
کر خوش ہو۔ رام اَور بھرت ایک جان
دو قالب ہیں۔ تم نے اتنے دنوں کے
بعد بردان بھی مانگے تو ایسے جو اِس
گھر کو برباد کر دینگے۔ شاید اِس راج
کا خاتمہ ہی کر دیں۔ افسوس!
کیکئی نے اُنگلی نچا کر کہا 'اچھا! تو کیا
آپ نے سمجھا تھا کہ مَیں آپ سے کھیلنے
کے لئے گُڑیاں مانگونگی! کیا کِسی
مزدور کی لڑکی ہوں۔ اب ان چکنی
چُپڑی باتوں میں آپ مجھے نہ پھنسا سکینگے۔

آپ کو اور اس گھر کے سب آدمیوں
کو خوب دیکھ چکی - آنکھیں کھل گئیں -
اگر آپ کو قول کے پکے بننے کا دعوے
ہے تو میرے دونو بردان پورے کیجئے -
ورنہ پھر کبھی رگھو بنسی ہونے کا گھمنڈ
نہ کیجئے گا - یہ کلنک ہمیشہ کے لئے اپنے
ماتھے پر لگا لیجئے کہ رگھوکل کے راجہ
دسرتھ نے وعدے کئے تھے - پر جب
اُنہیں پورا کرنے کا وقت آیا تو صاف
نکل گئے ؛

راجہ نے پیچ و تاب کھا کر کہا - کیکئی - کیوں
جلے زخم پر نمک چھڑکتی ہو - میں اپنے
قول سے کبھی نہ پھروں گا چاہے اِس
سے میری زندگی، میرے خاندان اور
میرے راج کا خاتمہ ہی کیوں نہ ہو جائے -
شاید برھما نے رام کی تقدیر میں
بن باس ہی لکھا ہو - شاید اِسی حیلہ

سے اِس خاندان کی تباہی لِکھّی ہو۔
مگر اس کا اچھس ہمیشہ کے لئے تمہارے
نام کے ساتھ لگا رہیگا۔ میں تو شاید یہ
چوٹ کھا کر زندہ نہ رہونگا، مگر میری
یہ بات گرہ میں باندھ لو کہ رام کو
بن باس دے کر تم بھرت کے راج کا
سکھ نہ دیکھ سکوگی ۔

کیکئی نے جھلاّ کر کہا۔" یہ آپ بھرت کو
بد دعا کیوں دیتے ہیں۔ بھرت راجہ
ہونگے۔ آپ کو اُنہیں راج دینا پڑیگا۔
وہ راجہ ہو جاے، یہی میری خواہش
ہے۔ مَیں سُکھ دیکھنے کے لئے زندہ
رہونگی یا نہیں اِس کا حال اِیشور
جانے "۔

راجہ۔ یہ تو میں بڑی خُوشی سے کرنے
کو تیّار ہوں۔ میرے لئے رام اور
بھرت میں کوئی فرق نہیں۔ مَیں اِسی

وقت بھرت کو بُلانے کے لئے آدمی
بھیج سکتا ہُوں۔ جونہی وہ آجائینگے اُن کا
تیلک ہو جائیگا۔ مگر رام کو بن باس
دیتے ہُوئے میرے جگر کے ٹکڑے ہوئے
جاتے ہیں۔ ہائے! میرا پیارا راجکمار
چودہ سال تک جنگلوں میں کیسے رہیگا۔
جو ہمیشہ پھُولوں کے سیج پر سویا وہ
پتھر کی چٹانوں پر گھاس پات کا
بچھونا بچھا کر کیسے سوئیگا۔ کیکئی، اِیشور
کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ اس خاندان
پر رحم کرو۔ اپنا دوسرا بردان پُورا کرنے
کے لئے مجھے مجبور نہ کرو ؛

کیکئی نے راجہ کی طرف دیکھ کر آنکھیں
نچائیں اور بولی۔ "تو صاف صاف کیوں
نہیں کہتے کہ میں اپنے وعدے نہ پُورے
کرُونگا۔ کیا میں اتنا بھی نہیں سمجھتی کہ
رام کے رہتے غریب بھرت کبھی آرام

سے نہ بیٹھنے پائیگا۔ رام اپنی میٹھی میٹھی
باتوں سے رعایا کا دل قابو میں کرکے
راج میں بغاوت کرا دینگے۔ بھرت کا
زندہ رہنا مُشکل ہو جائیگا۔ میرے دونو
بردان آپ کو پُورے کرنے پڑینگے۔
اب آپ کے دھوکے میں نہ آؤنگی'۔
راجہ سمجھ گئے کہ کیکئی کو سمجھانا اب بیکار
ہے۔ مَیں جتنا ہی سمجھاؤنگا اُتنا ہی یہ
جھلّائیگی۔ سر تھام کر سوچنے لگے کہ کیا
جواب دُوں؟ معلُوم ہوتا تھا آنکھوں میں
اندھیرا چھا گیا ہے۔ کوئی جگر کو چیرے
ڈالتا ہے۔ ہائے! زندگی کی ساری
آرزوئیں خاک میں رلی جا رہی ہیں۔
اِیشور! اگر تمہیں یہی کرنا تھا تو بیٹے
دِئے کیوں۔ بلا سے لاولد رہتا۔ جوان
بیٹے کی مُصیبت تو نہ دیکھنا پڑتی۔ یہ
تین تین شادیاں کرنے کا نتیجہ ہے!

بڑھاپے میں شادی کرنے کا یہ پھل ہے!
اُس سے زیادہ بیوقوف دُنیا میں کوئی اِنسان
نہیں جو بڑھاپے میں شادی کرتا ہے۔ وہ
جان بوجھ کر زہر کا پیالہ پیتا ہے۔ ہائے!
صبح ہوتے ہی رام مجھ سے جُدا ہو جائینگے!
میرا پیارا لختِ جگر جنگلوں کی راہ لیگا!
بھگون! اس سے پہلے کہ اِس کے بن باس
کا لفظ میری زبان سے نِکلے تم مجھے اِس
دُنیا سے اُٹھا لینا۔ اِس سے پہلے کہ مَیں
اُسے فقیرانہ صُورت بنائے جنگل کی طرف
جاتے دیکھوں، تُم میری آنکھوں کو بے نُور
کر دینا۔ ہائے! کاش رام اتنا فرمانبردار
نہ ہوتا۔ کاش وہ میرا حُکم ماننے سے
اِنکار کر دیتا۔

کیکئی راجہ کو فکر میں غرق دیکھ کر بولی۔
آپ سوچ کیا رہے ہیں۔ بولئے میری
باتیں منظور کرتے ہیں یا نہیں؟

راجہ نے آنسوؤں سے بھری ہُوئی آنکھوں سے کیکئی کو دیکھ کر کہا۔ 'رانی! یہ پُوچھنے کی بات نہیں۔ اپنے قول سے نہ پھرُوں گا۔ تُمہاری دونو باتیں منظور ہیں۔ تُم اِتنی حسین ہو کر دِل کی اِتنی سیاہ ہو۔ اِس کا مجھے وہم و گمان نہ تھا۔ مَیں نہ جانتا تھا کہ تم میرے دونو بردانوں کا یہ استعمال کروگی۔ خَیر تُمہارا راج تُم کو مُبارک ہو۔ پیارے رام! مجھے معاف کرنا، تُمہارا باپ جس نے تُمہیں گود میں کھلایا آج ایک عورت کے فریب میں پڑ کر تُمہاری گردن پر تلوار چلا رہا ہے۔ مگر بیٹا! دیکھنا رگھو کُل کے نام کو داغ نہ لگنے پائے....

یہ کہتے کہتے راجہ بے ہوش ہو گئے۔ کیکئی دِل میں خُوش ہو رہی تھی کہ کل سے اجودھیا میں میرے نام کا ڈنکا بجیگا۔

وُہ سوئیرے کِسی قاصِد کو کشمیر بھیج کر بھرت کو بُلانے کے منصُوبے باندھ رہی تھی۔ اہا! وُہ گھڑی کتنی مبارک ہوگی جب بھرت اجودھیا کے راجہ ہونگے۔ راجہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کروٹ بدلتے اور کراہتے تھے۔ ہائے رام! ہائے رام! اِس کے سوا اُن کے مُنہ سے اَور کوئی لفظ نہ نِکلتا تھا۔

اِس طرح ساری رات گُزر گئی۔ صُبح کو شہر کے رؤسا، وزرا، رِشی مُنی اَور دربار کے امرا تیلک کی رسم ادا کرنے کے لئے حاضِر ہوئے۔ ہون کنڈ میں آگ جلائی گئی۔ آچاریہ لوگ وید منتروں کا پاٹھ کرنے لگے۔ فقیروں کا ایک جمّ غفیر خیرات کے روپئے لینے کے لئے پھاٹک پر جمع ہو گیا۔ لوگوں کی آنکھیں راج محل کے دروازے کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ راجہ صاحب آج کیوں اِتنی دیر کر رہے ہیں۔ ہر شخص اپنے پاس بیٹھے

ہُوئے آدمی سے یہی سوال کر رہا ہے۔
شاید راجسی پوشاک پہن رہے ہوں۔ مگر
نہیں، وہ تو بہُت تڑکے اُٹھا کرتے ہیں۔
اندر سے کوئی خبر بھی نہیں آتی۔ رام چندر
اسنان پوجا سے فارغ ہو کر بیٹھے ہَیں۔ جانکی
بھی زیوروں سے آراستہ ہَیں۔ کوسلیا کی
خوشی کا اندازہ کون کر سکتا ہَے۔ محل میں
مبارکبادیاں گائی جا رہی ہیں۔ دروازے پر
نوبت بج رہی ہے۔ پر دسرتھ کا
پتہ نہیں۔

آخر گرُو وشسٹ نے ساعت ٹلتے دیکھ کر
منتری سُمنتر کو محل میں بھیجا کہ جا کر مہاراج
کو بُلا لاو۔ سُمنتر اندر گئے تو کیا دیکھتے ہَیں
کہ مہاراج زمین پر پڑے کراہ رہے ہیں۔
اَور کیکئی دروازے پر کھڑی ہے۔ سُمنتر
نے رانی کیکئی کو پرنام کیا اور بولے۔
مہاراج کی نیند کیا ابھی نہیں ٹوٹی؟ باہر

گرُو وشسٹ جی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تیلک کا
مہورت ٹلا جاتا ہے۔ آپ ذرا اُنہیں جگا دیں۔
کیکئی بولی۔ مہاراج کو خوشیوں کے مارے آج
رات بھر نیند نہیں آئی۔ اس وقت ذرا
آنکھ لگ گئی ہے۔ ابھی جگا دونگی تو
اُن کا سر بھاری ہو جائیگا۔ تم ذرا جا کر
رام چندر کو اندر بھیج دو۔ مہاراج اُن
سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سمنت نے قیافہ سے تاڑ لیا کہ ضرور
کوئی فتنہ کھڑا ہوا ہے۔ جا کر رامچندر جی
سے یہ پیغام کہا۔ رامچندر فوراً اندر آ کر
راجہ دسرتھ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور
پرنام کر کے بولے، پتا جی میں حاضر ہوں۔
مجھے کیوں یاد فرمایا ہے؟

دسرتھ نے ایک بار بیکسانہ نگاہوں سے
رام چندر کو دیکھا اور ایک ٹھنڈی سانس
بھر کر سر جھکا لیا۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو

جاری ہو گئے۔ رام چندر کو اندیشہ ہُوا کہ شاید راجہ مہاراج مجھ سے ناراض ہیں۔ بولے، ماتا جی! پِتا جی نے میری باتوں کا کچھ جواب نہیں دیا۔ شاید وُہ مجھ سے ناراض ہیں؟

کیکئی بولی۔ نہیں بیٹا وہ تم سے ناراض نہیں ہیں۔ تم سے وہ اِتنی محبت کرتے ہیں۔ تُم سے ناراض کیوں ہونے لگے۔ وُہ تُم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ مگر اس خوف سے کہ شاید تُمہیں بُرا معلوم ہو۔ یا تُم اُن کا حُکم نہ مانو کہتے ہُوئے جھجکتے ہیں۔ اس لئے اب مجھی کو کہنا پڑیگا۔ بات یہ ہے کہ عرصہ گزرا مہاراج نے مجھ سے دو وعدے کئے تھے۔ آج وُہ اُن وعدوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم اُن کو پُورا کرنے کے لئے تیار ہو تو مَیں کہوں؟

رام نے بیخوف لہجہ میں کہا۔ ماتا جی۔
میرے لئے پتا کا حکم ماننا فرض ہے۔
دنیا میں ایسی کوئی طاقت نہیں جو
مجھے یہ فرض پُورا کرنے سے روک سکے۔
آپ ذرا بھی تامّل نہ کریں۔ مَیں
بسر و چشم اُن کے حکم کی تعمیل کرونگا۔
میرے لئے اس سے زیادہ
خوش نصیبی کی اور کیا بات ہوگی ؂
کیکئی۔ ہاں سپوت بیٹوں کا دھرم تو یہی ہے۔
مہاراج نے اب تمہاری جگہ بھرت کا تیلک
کرنے کا فیصلہ کیا ہے اَور تمہیں چودہ
سال کے لئے بن باس دیا ہے۔ مہاراج
یہ باتیں اپنے مُنہ سے نہ کہ سکینگے۔
مگر وُہ جو کچھ چاہتے ہیں وُہ میں نے
تم سے کہ دیا۔ اب ماننا تمہارے اختیار
میں ہے۔ اگر تم نے نہ مانا تو دُنیا میں
راجہ پر یہ الزام لگیگا کہ اُنہوں نے اپنے

قَول کو پُورا نہ کیا ' اَور تُمہارے رِنر پہ
کہ باپ کے حُکم کو نہ مانا '۔
رام چندر یہ حُکم سُن کر ذرا دیر کے لئے
سہم اُٹھے ۔ کیا سمجھتے تھے اَور کیا ہُوا ۔ ساری
کیفیت اُن کی سمجھ میں آ گئی ۔ اگر وہ چاہتے
تو اِس حُکم کی پروا نہ کرتے ۔ ساری اجودھیا
اُن کے نام پر مرتی تھی ۔ مگر سعادتمند بیٹے
باپ کے حُکم کو اِیشور کا حُکم سمجھتے ہیں ۔
رام نے اُسی وقت اِرادہ کر لیا کہ مجھ پر
چاہے جو کچھ گزرے ' باپ کا حُکم ماننا
مُقدّم ہے ۔ بولے ' ماتا جی ! میری طرف سے
آپ ذرا بھی اندیشہ نہ کریں ۔ میں آج ہی
اجودھیا سے چلا جاؤنگا ۔ آپ کسی قاصد کو
بھیج کر بھرت کو بلا بھیجئے ۔ مجھے اُن کے
راج تیلک ہونے کا ذرا بھی ملال نہیں ہے ۔
میں ابھی ماتا کوسلیا سے پُوچھ کر اَور
سیتا جی کو تسلّی دے کر جنگل کی راہ لُونگا ۔

یہ کہہ کر رام چندر نے راجہ کے قدموں پر سر جھکایا، ماتا کیکئی کو پرنام کیا اَور کمرے سے باہر نِکلے۔ راجہ دشرتھ کے مُنہ سے رنج یا غم کا ایک لفظ بھی نہ نِکلا۔ زبان اُن کے قابو میں نہ تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا رگوں سے جان نِکلی جا رہی ہے۔ جی میں آتا تھا رام کے پَیر پکڑ کر روک لُوں۔ اپنے اُوپر غُصّہ آ رہا تھا۔ کیکئی کے اُوپر غُصّہ آ رہا تھا۔ اِیشور سے پرارتھنا کر رہے تھے کہ مجھے مَوت آ جائے، اِسی وقت اِس زِندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ سینہ پھٹا جاتا تھا۔ آہ! میرا پیارا بیٹا اِس طرح چلا جا رہا ہے اَور میں زبان سے تشفّی کا ایک کلمہ بھی نہیں نکال سکتا۔ کون باپ اِتنا بے رحم ہوگا۔ یہ سوچتے سوچتے راجہ کو پھر غش آ گیا۔

رام چندر یہاں سے کوسلیا کے پاس پہنچے - وُہ اس وقت غریبوں کو غلّہ اَور کپڑے دینے کا اِنتظام کر رہی تھیں رام کو دیکھتے ہی بولیں کیا ہُوا بیٹا؟ راجہ باہر گئے کہ نہیں؟ اب تو دیر ہو رہی ہے"۔

رام چندر نے آواز کو سنبھال کر کہا۔ ماتا جی، معاملہ کچھ اَور ہو گیا۔ مہاراج نے اب بھرت کو راج دینے کا فیصلہ کیا ہے اَور مجھے چودہ برس کے بن باس کا حکم دِیا ہے - میں آپ سے اِجازت لینے آیا ہوں۔ آج ہی اجودھیا سے چلا جاؤنگا۔

رانی کوسلیا کو سکتہ سا ہو گیا۔ رام چندر کی طرف بے حِس آنکھوں سے تاکتی رہ گئیں، گویا کوئی مٹی کی مُورت ہو۔

لکشمن بھی وہیں کھڑے تھے - یہ باتیں سُنتے ہی اُن کی تیوریوں پر بل پڑ گئے -

آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ بولے یہ
نہیں ہو سکتا۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بھرت
کبھی لکشمن کے جیتے جی اجودھیا کے راجہ
نہیں ہو سکتے۔ آپ چھتّری ہیں۔ چھتّری کا
دھرم ہے اپنے حق کے لئے جنگ کرنا۔
ساری اجودھیا، سارا کوشل آپ کی طرف
ہے۔ فوج آپ کا اِشارہ پاتے ہی آپ
کی طرف آ جائیگی۔ بھرت اکیلے کر ہی کیا
سکتے ہیں۔ یہ سب رانی کیکئی کی سازش
ہے"۔

رام چندر نے لکشمن کی طرف محبت آمیز
نظروں سے دیکھ کر کہا، بھیّا کیسی باتیں
کرتے ہو۔ رگھوکل میں جنم لے کر باپ کا
حُکم نہ مانُوں تو دُنیا کو کیا مُنہ دِکھاؤنگا۔
تقدیر میں جو لکھا ہے وُہ پُورا ہو کر رہیگا۔
اُسے کون ٹال سکتا ہے"۔
لکشمن۔ بھائی صاحب! تقدیر کی آڑ وُہ لوگ

لیتے ہیں جن میں حوصلہ اور ہمت نہیں
ہوتا۔ آپ کیوں تقدیر کی آڑ لیں۔
آپ کے ابروؤں کے ایک اشارے پر
سارے اجودھیا میں طوفان برپا ہو جائیگا۔
قسمت اہل ہمت کی لونڈی ہے۔ اُن
کی رانی نہیں۔ اگر آپ مجھے اجازت
دیں تو میں اس تیر و کمان کے زور
سے تقدیر کو آپ کے قدموں پر
گرا دوں۔ پھر آپ سے مہاراج نے
اپنی زبانِ مبارک سے تو کچھ کہا نہیں۔
کیا یہ ممکن نہیں کہ رانی کیکئی نے اپنی
طرف سے یہ فتنے کھڑے کئے ہوں۔
رانی کوسلیا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔
بیٹا مجھے اِس بات کی تو سچّی خوشی
ہے کہ تم اپنے قابل احترام باپ کا
حکم ماننے کے لئے اپنی زندگی کو قربان
کرنے کو تیّار ہو۔ مگر مجھے تو ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ لکشمن کا خیال ٹھیک ہے۔ کیکئی نے اپنی طرف سے یہ فریب رچا ہے ۔

رام چندر نے ادب کے ساتھ کہا۔" ماتا جی! پتا جی وہیں موجود تھے۔ اگر رانی کیکئی نے اُن کی مرضی کے خلاف کوئی بات کہی ہوتی تو کیا وُہ کچھ اعتراض نہ کرتے۔ نہیں ماتا جی۔ فرض سے مُنہ موڑنے کے لئے حیلے ڈھونڈھنا میں دھرم کے خلاف سمجھتا ہُوں۔ کیکئی نے جو کچھ کہا ہے پتا جی کی رضامندی سے کہا ہے۔ مَیں اُن کے حُکم کو کسی طرح نہیں ٹال سکتا۔ آپ مجھے اب جانے کی اجازت دیں۔ اگر زندہ رہا تو پھر آپ کے قدموں کی زیارت کرونگا ۔

کوشلیا نے رام چندر کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولیں۔ بیٹا! آخر میرا بھی تو تُمہارے

اُوپر کوئی حق ہے۔ اگر راجہ نے تمہیں
بن باس کا حکم دیا ہے تو میں تمہیں
اس حکم کو ماننے سے منع کرتی ہوں۔
اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو میں دانہ
پانی تیاگ دُونگی، اَور تمہارے اوپر ماتا
کی ہتّیا کا الزام لگیگا ۔

رام چندر نے ایک سرد آہ کھینچ کر کہا۔
'ماتا جی! مجھے فرض کے سیدھے راستے
سے نہ ہٹائیے۔ ورنہ جہاں مجھ پر دھرم
کو توڑنے کا الزام لگیگا وہاں آپ بھی
اِس اِلزام سے نہ بچ سکینگی۔ میں کوہ
و بیابان، چاہے جہاں رہوں۔ میری
آتما سدا آپ کے چرنوں کے پاس
موجود رہیگی۔ آپ کی محبّت بہت رلائیگی۔
آپ کی مُقدّس صورت دیکھنے کے لئے
آنکھیں بہت روئینگی، پر بن باس میں
یہ تکلیفیں نہ ہوتیں تو تقدیر مجھے وہاں

"لے ہی کیوں جاتی ۔ کوئی لاکھ کہے مگر
اِس خیال کو دُور نہیں کر سکتا کہ تقدیر
ہی مجھے یہ کھیل کھِلا رہی ہے ورنہ کیا
کیکئی سی دیوی مجھے بن باس دیتی"۔
لکشمن بولے ۔ کیکئی کو آپ دیوی کہیں مَیں
نہیں کہ سکتا ۔
رام چندر نے لکشمن کی طرف ناراضگی کے
انداز سے دیکھ کر کہا۔ لکشمن میں جانتا
ہوں کہ تمہیں میرے بن باس سے
بہُت ملال ہو رہا ہے، مگر مَیں تمہارے
مُنہ سے ماتا کیکئی کی شان میں کوئی بے ادبی
کی بات نہیں سُن سکتا۔ کیکئی ہماری ماتا
ہیں۔ تمہیں اُن کی عزّت کرنی چاہیئے۔ مَیں
اس لئے بن باس نہیں لے رہا ہوں کہ
یہ کیکئی کی خواہش ہے۔ بلکہ اِس لئے
کہ اگر مَیں نہ جاؤں تو مہاراج کا وعدہ
جھوٹا ہوتا ہے۔ دو چار دِن میں بھرت

آجائینگے۔ جیسی مجھ سے محبّت کرتے ہو،
ویسی ہی اُن سے محبّت کرنا۔ اپنے
قول یا فعل سے یہ ہرگز مت ظاہر
کرنا کہ تُم اُن کے بدخواہ ہو۔ بار بار
میرا چرچا بھی نہ کرنا ورنہ شاید بھرت
کو ناگوار گزرے ۔

لکشمن نے غُصّہ سے سُرخ ہو کر کہا۔
بھیّا۔ بار بار بھرت کا نام نہ لیجئے۔
اُن کے نام ہی سے میرے جسم میں
آگ لگ جاتی ہے۔ ہر چند غُصّہ کو
روکنا چاہتا ہوں پر حق کو یوں مٹتے
دیکھ کر دِل قابُو سے باہر ہو جاتا ہے۔
بھرت کا راج پر کوئی حق نہیں۔ راج
آپ کا ہے اور میرے جیتے جی کوئی
اُسے آپ سے نہیں چھین سکتا۔ چھتّری
اپنے حق کے لئے لڑ کر مر جاتا ہے۔
مَیں خُون کی ندّی بہا دُونگا ۔

لکشمن کا غُصّہ بڑھتے دیکھ کر رام نے کہا۔
"لکشمن ہوش میں آؤ۔ یہ غُصّہ اَور جنگ
کا مَوقع نہیں ہَے۔ یہ مہاراجہ دشرتھ
کے قَول کو نبھانے کی بات ہَے۔ مَیں
اس فرض کو کِسی حالت میں بھی نہیں
توڑ سکتا۔ میرا بن جانا یقینی ہَے۔ فرض
کے مقابلہ میں جسمانی آرام اَور آسائش
کی کوئی حقیقت نہیں +
لکشمن کو جب معلُوم ہو گیا کہ رام چندر نے
جو ارادہ کر لِیا ہَے اُس سے ٹل نہیں
سکتے تو بولے "اگر آپ کا یہی فَیصلہ ہَے
تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلئے۔ آپ کے
بغیر میں یہاں ایک دن بھی نہیں رہ
سکتا۔ جب آپ بن میں گھومینگے تو
مَیں اس محل میں کیونکر رہ سکونگا۔
آپ کے بغیر یہ راج مجھے شمشان سا
لگیگا۔ جب سے مَیں نے ہوش سنبھالا کبھی

آپ کے قدموں سے جُدا نہیں ہُوا۔ اب
بھی اُن سے لپٹا رہُونگا ٭
رام چندر نے لکشمن کو محبّت آمیز نظروں
سے دیکھا۔ چھوٹے بھائی کو مجُھ سے کِتنی
اُلفت ہَے۔ میرے لِئے زِندگی کے
سارے آرام و آسائش پر لات مارنے
کے لئے تیار ہَے۔ بولے۔ 'نہیں لکشمن'
اِس خیال کو ترک کر دو۔ بھلا سوچو تو
جب تُم بھی میرے ساتھ چلے جاؤگے
تو ماتا کوشلیا اَور سمترا کِس کا مُنہ دیکھ کر
رہینگی۔ کون اُن کے دُکھ کے بوجھ کو
ہلکا کریگا۔ بھرت کے راجہ ہونے پر
رانی کیکئی سیاہ و سفید کی مالک ہونگی۔
مُمکن ہے وہ ہماری ماتاؤں کو کِسی قسم
کی تکلیف دیں۔ اُس وقت کون اُن کی
مدد کریگا۔ نہیں تُمہارا میرے ساتھ چلنا
مُناسب نہیں ٭

لکشمن۔ نہیں بھائی صاحب! مَیں آپ کے
بغیر کِسی طرح نہیں رہ سکتا۔ بھرت کی
جانب سے اس قسم کا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔
وہ اِتنا بُزدل اَور کمینہ نہیں ہو سکتا۔
رگھو کے خاندان میں اَیسا کمینہ انسان
پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ کا ساتھ مَیں
کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا ۔

رام چندر نے بہت سمجھایا مگر جب لکشمن
کِسی طرح نہ مانے تو اُنھوں نے کہا۔
خیر۔ اگر تُم نہیں مانتے تو میں تمہارے
ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا۔ مگر پہلے
جا کر ماتا سمترا سے تو پوچھ آؤ ۔

لکشمن نے جب سمترا سے بن جانے کی
اِجازت مانگی تو اُنھوں نے اُسے سینہ سے
لگا کر کہا۔ شوق سے بن جاؤ بیٹا۔ مَیں
تُمھیں خوشی سے اِجازت دیتی ہوں۔ مُصیبت
میں بھائی ہی بھائی کے کام آتا ہے۔ رام

سے تمہیں جتنا اُنس ہے اُس کا تقاضا
یہی ہے کہ تم اس کٹھن وقت میں ان کا
ساتھ دو - میں سدا تمہیں اشیرباد دیتی
رہونگی ۔

اسی اثنا میں سیتا جی کو بھی رام کے
بن باس کی خبر ملی - وہ اچھے اچھے زیوروں
سے آراستہ ہو کر راج تیلک کے لئے تیّار
تھیں - یکایک یہ غمناک خبر ملی، اور معلوم
ہوُا کہ رام تنہا جانا چاہتے ہیں تو دوڑی ہوئی
آکر اُن کے قدموں پر گر پڑیں اور بولیں،
سوامی آپ بن جاتے ہیں تو میں یہاں
اکیلی کیسے رہونگی - مجھے بھی ساتھ چلنے کی
اجازت دیجئے - آپ کے بغیر مجھے یہ محل
پھاڑے کھائیگا - پھُولوں کی سیج کانٹوں کی
طرح گڑیگی - آپ کے ساتھ جنگل بھی میرے
لئے باغ ہے - آپ کے بغیر باغ بھی جنگل
ہے ۔

کوشلیا نے سیتا کو گلے سے لگا کر کہا۔
"بیٹی! تم بھی چلی جاؤ گی تب میں کس کا
مُنہ دیکھ کر جیُونگی۔ پھر تو گھر ہی سُونا ہو جائیگا۔
سوچتی تھی کہ تمہیں کو دیکھ کر دل کو تسکین دُونگی،
مگر اب تم بھی بن جانے کو تیّار ہو'۔ ایشور!
اب اور کونسا دُکھ دِکھانا چاہتے ہو؟ کیوں
اِس ابھاگن کو نہیں اُٹھا لیتے۔

رام چندر کو یہ خیال بھی نہ ہُوا تھا کہ
سیتا جی اُن کے ساتھ چلنے کو تیّار ہونگی۔
سمجھاتے ہُوئے بولے۔ سیتا اس خیال سے
باز آؤ۔ جنگل میں بڑی بڑی تکلیفیں ہیں۔
قدم قدم پر درندوں کا خوف، جنگل کے
خونخوار آدمیوں سے سابقہ، راستہ کانٹوں اور
سنگریزوں سے بھرا ہُوا بھلا تمہارا نازک جسم
یہ سختیاں کیسے جھیل سکیگا۔ پتھّر کی چٹانوں
پر تم کیسے سوؤ گی۔ پہاڑوں کا پانی ایسا
خراب ہوتا ہے کہ طرح طرح کی بیماریاں

پیدا ہو جاتی ہیں - تُم اِن تکلیفوں کو کیسے
برداشت کر سکو گی' !
سیتا آنکھوں میں آنسو بھر کر بولیں" - سوامی !
جب آپ میرے ساتھ ہونگے تو مجھے کِسی
بات کا خوف نہ ہوگا - وہ خوشی ساری
تکلیفوں کو مٹا دیگی - یہ کیسے ہو سکتا ہے
کہ آپ جنگلوں میں طرح طرح کی سختیاں
جھیلیں اَور میں راج محل میں آرام سے
سوؤں - عورت کا فرض اپنے شوہر کا ساتھ
دینا ہے - وُہ خوشی اور رنج ہر حالت
میں اس کی شریک حال رہتی ہے - یہی
اس کا سب سے بڑا فرض ہے - اگر
آپ سیر و تفریح کے لئے جاتے ہوتے
تو مَیں آپ کے ساتھ جانے پر زیادہ
اصرار نہ کرتی - مگر یہ جان کر کہ آپ کو
ہر طرح کی تکلیف ہوگی مَیں کسی طرح نہیں
رُک سکتی - میں آپ کے راستہ سے کانٹے

چُنونگی، آپ کے لئے گھاس اور پتّوں کا بیج بناؤنگی، آپ سوئینگے تو آپ کو پنکھا جھلونگی - اس سے بڑھ کر کسی عورت کو اور کیا سُکھ ہو سکتا ہے، ؞

رام چندر لاجواب ہو گئے - اُسی وقت تینوں آدمیوں نے شاہی لباس اُتار دئے اور فقیروں کا سا سادہ کپڑا پہن کر کوشلیا سے آکر بولے - ' ماتا جی ! اب ہم کو چلنے کی اِجازت دیجئے ؞

کوشلیا زار و قطار رونے لگیں - بولیں ' بیٹا کِس مُنہ سے جانے کو کہوں - دل کو کِسی طرح تسکین نہیں ہوتا - دھرم کا معاملہ ہے - روک بھی نہیں سکتی - جاؤ - میرا اشیر باد سدا تُمہارے ساتھ رہیگا - جس طرح پیٹھ دِکھاتے ہو اُسی طرح منہ بھی دِکھانا ؞

یہ کہتے کہتے کوشلیا رانی فرطِ غم سے غش

کھا کر گر پڑیں۔ یہاں سے تینوں آدمی
سمترا کے پاس گئے اور اُن کے چرنوں پر
سر جُھکا کر رانی کیکئی کے کوپ بھون میں
مہاراجہ دسرتھ سے رُخصت ہونے گئے۔
راجہ لاشِ بے جان کی طرح بے حس و حرکت
پڑے تھے۔ تینوں آدمیوں نے باری باری
سے ان کے چرنوں پر سر جُھکایا۔ تب
رام بولے، مہاراج میں تو اکیلا ہی جانا
چاہتا تھا مگر لکشمن اور جانکی کسی طرح میرا
ساتھ نہیں چھوڑتے۔ اِس لئے اِنہیں بھی
لئے جاتا ہوں۔ ہمیں اشیرباد دیجئے۔

یہ کہ کر جب تینوں آدمی وہاں سے
چلے تو راجہ دسرتھ نے زور سے رو کر
کہا، ہائے رام! تم کہاں چلے، اُن
پر ایک جنون کی سی کیفیت چھا گئی۔
نیک و بد کا خیال نہ رہا۔ دوڑنے کہ
رام کو پکڑ کر روک لیں، مگر غش کھا کر

گر پڑے - رات ہی بھر میں اُن کی حالت ایسی خراب ہو گئی تھی گویا برسوں کا مریض ہے +

اجودھیا میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی - لاکھوں آدمی راج بھون کے دروازے پر جمع ہو گئے تھے - جب یہ تینوں آدمی فقیرانہ صورت میں رنواس سے نکلے تو ساری رعیّت زار زار رونے لگی - سب ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہتے تھے مہاراج آپ نہ جائیں - ہم سب چل کر مہارانی کیکئی کے قدموں پر سر جھکائینگے، مہاراج سے منّتیں کرینگے - آپ نہ جائیں - ہائے ! اب ہمیں کون پالیگا - کون ہمارے ساتھ ہمدردی کریگا، ہم کس سے اپنا دُکھ کہینگے - کون ہماری سُنیگا، ہم تو کہیں کے نہ رہے، +

رام چندر نے سب کو سمجھا کر کہا - مُصیبت میں صبر کے سوا اور کوئی چارہ

نہیں۔ یہی آپ سے میری درخواست ہے۔
میں ہمیشہ آپ لوگوں کو یاد کرتا رہوں گا"۔

راجہ نے سمنت کو پہلے ہی بُلا کر کہہ دیا تھا کہ جس طرح ہو سکے رام، سیتا اور لکشمن کو واپس لانا۔ سمنت رتھ تیار کئے کھڑا تھا۔ رام چندر نے پہلے سیتا جی کو رتھ پر بٹھایا۔ پھر دونو بھائی بیٹھے اور سُمنت کو رتھ چلانے کا حکم دیا۔ ہزاروں آدمی رتھ کے پیچھے دوڑے اور بہت سمجھانے پر بھی رتھ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر شام کو جب لوگ تماسندی کے کنارے پہنچے تو رام نے اُنہیں دلاسا دے کر رُخصت کیا۔

اِدھر اجودھیا میں کُہرام مچا ہُوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا سارا شہر ویران ہو گیا ہے۔ جہاں کل سارا شہر چراغوں سے جگمگا رہا تھا وہاں آج تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ صُبح جہاں شادیانے بج رہے تھے وہاں اِس

وقت ہر گھر سے رونے کی آوازیں آتی تھیں۔ دوکانیں بند تھیں۔ جہاں دو آدمی مِل جاتے یہی ذکر ہونے لگتا۔ بیٹا ہو تو ایسا ہو! باپ کا حُکم پاتے ہی راج پاٹ پر لات مار دی۔ سنسار میں اَیسا کون ہوگا۔ بڑے بڑے راجہ ایک ایک بالشت زمین کے لئے لڑتے مرتے ہَیں۔ بھائی بھی ہو تو ایسا ہو۔ سب سے زِیادہ تعریف سیتا جی کی ہو رہی تھی۔ مردوں کے لئے تو جنگل کی تکلیف سہنا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ عورت کے لئے غیر معمولی بات تھی۔ ستی استریاں ایسی ہوتی ہَیں۔ جِس نے کبھی زمین پر پاؤں نہیں رکھّا وُہ جنگل میں چلنے کے لئے تیّار ہو گئی۔ سچ ہَے بُرے وقت میں ہی عَورت اور دوست کی پرکھ ہوتی ہَے ٭

اُدھر رنواس ماتم سرا بنا ہُوا تھا۔ کِسی کو

تن بدن کی سُدھ نہ تھی ۔

(۲) راجہ دسرتھ کی وفات

تمسا (تونس) ندّی کو پار کر کے پہر رات جاتے جاتے رام چندر گنگا کے کنارے جا پہنچے ۔ وہاں بھیل سردار گوہ کا راج تھا۔ رام چندر کے آنے کی خبر پاتے ہی اُس نے آکر پرنام کیا ۔ رام چندر نے اُس کی نیچی ذات کا ذرا بھی خیال نہ کر کے اُسے سینہ سے لگا لیا ۔ اَور خیر و عافیت پُوچھی ۔ گوہ سردار باغ باغ ہو گیا ۔ کوشل کے راجکمار نے اُسے سینہ سے لگا لیا، اتنی عزّت اُس کے خاندان میں اور کسی کو نصیب نہ ہوئی تھی ۔ ہاتھ جوڑ کر بولا ۔ مہاراج، آپ غریب خانے کو اپنے قدموں سے روشن کیجئے ۔

اِس گھر کے نصیب بھی جاگیں - جب مَیں آپ کا سیوک یہاں موجود ہُوں تو آپ یہاں کیوں تکلیف اُٹھائینگے'۔

رام چندر نے گوہ کی دعوت منظور نہ کی۔ جسے بن باس کا حُکم مِلا ہو وُہ شہر میں کیونکر رہتا۔ وہیں ایک درخت کے نیچے رات بسر کی۔

دوسرے دن علے الصباح رام چندر نے سُمنت سے کہا' اب تم لوٹ جاؤ۔ ہم لوگ یہاں سے پیدل جائینگے۔ ماتا جی سے کہ دینا۔ کہ ہم لوگ خیریت سے ہیں۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔

سُمنت نے رو کر کہا' مہاراج دسرتھ نے تو مجھے آپ لوگوں کو واپس لے جانے کا حُکم دیا تھا۔ خالی رتھ دیکھ کر اُن کی کیا دشا ہوگی۔

رام نے سُمنت کو سمجھا بجھا کر رخصت کیا۔ سُمنت روتے ہُوئے اجودھیا لَوٹے۔ مگر وُہ شہر کے قریب پہُنچے تو دِن بہت باقی تھا۔

انہیں خوف ہوا کہ اگر اسی وقت اجودھیا چلا جاؤنگا تو شہر کے لوگ ہزاروں سوال پوچھ پوچھ کر پریشان کر دینگے۔ اس لئے وہ شہر کے باہر رُکے رہے۔ جب شام ہوئی تو اجودھیا میں داخل ہوئے۔

ادھر راجہ دسرتھ اس انتظار میں بیٹھے تھے کہ شاید سمنت رام کو لوٹا لائے۔ اُمّید کا اتنا سہارا باقی تھا۔ کیکئی سے ناراض ہو کر وہ کوشلیا کے محل میں چلے گئے تھے اور بار بار پوچھ رہے تھے کہ سُمنت ابھی لوٹا یا نہیں۔ چراغ جل گیا۔ ابھی سمنت نہیں آیا۔ مہاراج کی بیقراری بڑھنے لگی۔ آخر سمنت راج محل میں داخل ہوئے۔ دسرتھ اُنہیں آتے دیکھ کر دوڑے اور دروازے پر آ کر پوچھا، رام کہاں ہیں۔ کیا اُنہیں واپس نہیں لائے؟ سمنت کچھ نہ بول سکے۔ پر اُن کا چہرہ دیکھ کر مہاراج کی اُمید کا آخری تار بھی ٹوٹ گیا۔ وہ وہیں

غش کھا کر گر پڑے اور ہائے رام! ہائے رام کہتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ مرنے سے پہلے اُنہیں اُس اندھے تپسّوی کی یاد آئی جس کے بیٹے کو آج سے بہت دن پہلے انہوں نے ہلاک کیا تھا۔ وہ جس طرح لڑکے کے لئے تڑپ تڑپ کر مرگیا تھا اسی طرح مہاراج دسرتھ بھی لڑکوں کی جُدائی میں تڑپ کر پرلوک سِدھارے۔ اُس کی بد دعا نے آج اثر دِکھلایا۔

رنواس میں ماتم بپا ہو گیا۔ کوشلیا مہاراجہ کی لاش کو گود میں لے کر بلاپ کرنے لگیں۔ اُسی وقت کیکئی بھی آگئی۔ کوسلیا اُسے دیکھتے ہی غُصّہ سے بولیں، اب تو تمہارا کلیجہ ٹھنڈا ہوا۔ اب خوشیاں مناؤ۔ اجودھیا کے راج کا سکھ لوٹو، یہی چاہتی تھیں نہ؟ لو مراد بر آئی۔ اب کوئی تمہارے راج میں دخل دینے والا نہیں رہا۔ میں بھی کچھ گھڑیوں کی

رہمان ہوں ۔ لڑکا اور بہو پہلے ہی چلے گئے ۔
اب سوامی نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ۔ زِندگی
میں میرے لئے کیا رکھا ہے ۔ پتی کے
ساتھ ستی ہو جاؤنگی ۔

کیکئی صورت تصویر کھڑی رہی ۔ لونڈیوں
نے کوشلیا کی گود سے مہاراج کی لاش
الگ کی اور کوشلیا کو دوسری جگہ لے جا کر
تسکین دینے لگیں ۔ دربار کے امیروں کو
جونہی خبر ملی سب کے سب گھبرائے ہوئے
آئے اور رانیوں کو تسکین دینے لگے ۔
اس کے بعد مہاراج کی لاش کو تیل میں
ڈبویا گیا جس میں سڑ نہ جائے ۔ اور بھرت
کو بُلانے کے لئے ایک معتبر قاصد روانہ
کیا گیا ۔ اُن کے سوا اب کِریا کرم اور
کون کرتا ۔

(۳) بھرت کی واپسی

جس روز مہاراج دسرتھ کی وفات ہوئی اُسی رات کو بھرت نے کئی ڈراؤنے خواب دیکھے۔ اُنہیں بڑی فکر پیدا ہوئی کہ ایسے بُرے خواب کیوں دکھائی دے رہے ہیں۔ نہ جانے اجودھیا میں لوگ خیریت سے ہیں یا نہیں۔ نانا سے جانے کی اجازت مانگی۔ پر اُنہوں نے دو چار دن اور رہنے کے لئے اصرار کیا۔ آخر جلدی کیا ہے۔ کشمیر کی خوب سیر کر لو، تب جانا۔ اجودھیا میں اِس قدرتی دلکشی کے سامان کہاں ملینگے۔ مجبور ہو کر بھرت کو رُکنا پڑا۔ اس کے تیسرے دن قاصد پہنچا۔ اُسے سخت تاکید کر دی گئی تھی کہ بھرت سے اجودھیا کے حالات کا ذکر نہ کرنا۔ اِس لئے جب بھرت نے قاصد سے

پوچھا، کیوں بھئی، اجودھیا میں سب خیریت ہے نہ، تو اس نے کوئی صاف جواب نہ دے کر طنز سے کہا، جی ہاں، آپ جن کی خیریت پوچھتے ہیں وہ خیریت سے ہیں۔ قاصد بھی دل میں بھرت سے بدگمان تھا۔

بھرت جی کو کیا خبر کہ قاصد اس ایک جُملے میں کیا کہ گیا۔ اُنھوں نے نانا اور ماموں سے اجازت لی، اور اُسی روز شترو ہن کے ساتھ اجودھیا کے لئے روانہ ہوئے۔ رتھ کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے والے تھے۔ تیسرے ہی دن وہ اجودھیا میں داخل ہوئے۔ مگر یہ شہر پر اُداسی کیوں چھائی ہوئی ہے؟ شہر ویران سا کیوں ہو رہا ہے؟ گلی کوچوں میں خاک کیوں اُڑ رہی ہے۔ بازاریں کیوں بند ہیں؟ راستے میں جو بھرت کو دیکھتا تھا، بلا اِن سے کچھ بات چیت کئے، بلا خیر و عافیت پُوچھے

یا پرنام کئے کترا کر نکل جاتا تھا۔ اُن کے آگے بڑھ آنے پر لوگ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے تھے۔ بھرت کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ راز کیا ہے۔ کوئی اُن سے مخاطب بھی نہ ہوتا تھا کہ اُس سے کچھ پوچھیں۔ راج محل تک پہنچنا اُن کے لئے مشکل ہو گیا۔ راج محل پہنچے تو اُس کی حالت اور بھی ابتر تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی جان نکل گئی ہے۔ صرف لاش باقی ہے۔ نحوست منڈلا رہی تھی۔ کئی دن سے دروازے پر جھاڑو تک نہ دی گئی تھی۔ دو چار سنتری کے چپراسی کھڑے جمائیاں لے رہے تھے۔ وہ بھی بھرت کو دیکھ کر ایک کونے میں دبک گئے۔ گویا اُن کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔

دروازہ پر پہنچتے ہی بھرت اور شترد ہن رتھ سے کود کر اندر داخل ہوئے۔ مہاراج اپنے کمرے میں نہ تھے۔ بھرت نے سمجھا

ضرور کیکئی ماتا کے گھر میں ہونگے۔ وہ اکثر
کیکئی ہی کے محل میں رہتے تھے۔ پتا کے
ہوئے ماتا کے پاس گئے۔ مہاراج کا وہاں
بھی پتہ نہ تھا۔ کیکئی بیواؤں کے سے لباس
پہنے کھڑی تھی۔ بھرت کو دیکھتے ہی وہ خوشی
سے پھولی نہ سمائی۔ آکر بھرت کو گلے سے
لگا لیا اور بولی 'جیتے رہو بیٹا' راستہ میں
کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟

بھرت نے ماتا کی طرف تعجب سے دیکھ کر
کہا 'جی نہیں بڑے آرام سے آیا۔ مہاراج
کہاں ہیں۔ ذرا اُنہیں پرنام تو کرلوں'۔

کیکئی نے ٹھنڈی آہ کھینچ کر کہا۔ بیٹا
اُن کی بات کیا پوچھتے ہو' انہیں پرلوک
سدھارے تو آج ایک ہفتہ ہو گیا۔ کیا تم
سے ابھی تک کسی نے نہیں کہا؟

بھرت کے سر پر گویا غم کا پہاڑ ٹوٹ
پڑا۔ سر میں چکر سا آنے لگا۔ وہ کھڑے

نہ رہ سکے۔ زمین پر بیٹھ کر رونے لگے۔ جب ذرا جی سنبھلا تو بولے، اُنہیں کیا ہُوا تھا۔ ماتا جی۔ کیا بیماری تھی؟ ہائے! مجھ بدنصیب کو اُن کے آخری درشن بھی نہ نصیب ہوئے!

کیکئی نے سر جُھکا کر کہا۔ بیماری تو کوئی نہیں تھی بیٹا۔ رام، لکشمن اور سیتا کے بن باس کے صدمے سے اُن کی موت ہوئی۔ رام پر تو وہ جان دیتے تھے۔

بھرت کی رہی سہی جان بھی ناخنوں میں سما گئی۔ سر پیٹ کر بولے، بھائی رام چندر نے ایسا کون سا پاپ کیا تھا ماتا جی کہ اُن کو بن باس کی سزا دی گئی۔ کیا اُنہوں نے کسی براہمن کا خون کیا تھا، یا کسی غیر عورت پر بُری نگاہ ڈالی تھی؟ دھرم کے اوتار رام چندر کو دیس نکالا کیوں ہُوا؟

کیکئی نے ساری کیفیت تفصیل کے ساتھ بیان کی اور منتھرا کو خوب سراہا۔ جو کچھ

ہُوا اِسی کی مدد سے ہُوا۔ اگر اس کی مدد نہ ہوتی تو میرے کئے کچھ نہ ہو سکتا۔ اور رام چندر کا راج تیلک ہو جاتا۔ پھر تم اور ہَیں کہیں کے نہ رہتے۔ غلاموں کی طرح زندگی بسر کرنا پڑتی۔ اسی نے مجھے راجہ کے دئے ہوئے دو بردانوں کی یاد دِلائی اور ہیں نے دونو بردان پورے کرا لئے۔ پہلا تھا رام چندر کا بن باس۔ وہ تو پُورا ہو گیا۔ اکیلے رام ہی نہیں گئے۔لکشمن اور سیتا بھی اُن کے ساتھ گئے۔ دوسرا بردان باقی ہے۔ وہ کل پورا ہو جائیگا۔ تمہیں گدی ملیگی ٭

کیکئی نے دل ہیں سمجھا تھا کہ اس کی کارگزاری کی داستان سُن کر بھرت اس کا بہت احسان مانینگے۔ مگر بات کچھ اور ہی ہوئی۔ بھرت کے تیوروں پر شکن پڑ گیا اور آنکھیں غصّہ سے سُرخ ہو گئیں۔کیکئی

کی طرف نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر بولے۔
ماتا! تم نے مجھے دُنیا میں کہیں مُنہ دکھانے
کے لائق نہ رکھا۔ تم نے جو کام میری بھلائی
کے لئے کیا وہ میرے نام پر ہمیشہ کے لئے
سیاہ داغ لگا دیگا۔ دُنیا یہی کہیگی کہ اِس
معاملہ میں بھرت کی ضرور سازش ہو گی۔
اب میری سمجھ میں آیا کہ کیوں اجودھیا
کے لوگ مجھے دیکھ کر مُنہ پھیر لیتے تھے۔
یہاں تک کہ دربانوں نے بھی مجھ سے مخاطب
ہونا مناسب نہ سمجھا۔ کیا تم نے مجھے اتنا سفلہ
سمجھ لیا کہ میں رام چندر کا حق چھین کر
خوشی سے راج کرونگا۔ رگھو کُل میں ایسا
کبھی نہیں ہُوا۔ اس خاندان کا ہمیشہ سے
یہی اصول رہا ہے کہ بڑا لڑکا گدّی پر
بیٹھے۔ کیا تمہیں یہ بات معلوم نہ تھی۔
ہائے! تم نے رام چندر جیسے دیوتا صفت
آدمی کو بن باس دیا۔ جس کی جُوتیوں کا

تسمہ کھولنے کے قابل بھی میں نہیں۔ ماتا
مجھے تمہاری عزّت کرنی چاہیئے لیکن جب
تمہاری حرکتوں کو دیکھتا ہوں تو بے اختیار
سخت الفاظ مُنہ سے نِکل آتے ہیں۔ تُم
نے اس خاندان کو ملیا میٹ کر دیا۔ ہریشچندر
اور مان دھاتا کے خاندان کی عزّت خاک میں
ملا دی۔ تمہیں نے میرے ستیہ بادی پتا کی
جان لی۔ تم ہتیارنی ہو۔ یہ راج پاٹ
تمہیں مبارک ہو۔ بھرت اس کی طرف آنکھ
اُٹھا کر بھی نہ دیکھیگا۔

یہ کہتے ہوئے بھرت رانی کوشلیا کے
پاس گئے اور اُن کے چرنوں پر سر رکھ دیا۔
کوشلیا کو کیا معلوم تھا کہ اس وقت بھرت
کیکئی کو کتنا سخت وسُست کہہ آئے ہیں۔
بولیں تُم آ گئے بیٹا۔ لو تمہاری ماتا کی مُراد
بر آئی تم انہیں لے کر مزے سے راج کرو۔
مجھے رام کے پاس پہنچا دو۔ میں اب یہاں

رہ کر کیا کرونگی'*

یہ الفاظ بھرت کے سینہ میں تیر کی طرح لگے۔ آہ! ماتا کوشلیا بھی میری طرف سے بدگمان ہیں۔ روتے ہوئے بولے ماتا جی میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں جو کچھ ہُوا ہے۔ اُس کا مجھے مطلق علم نہ تھا۔ ماتا کیکئی نے جو کچھ کیا اُس کا پھل اُن کے آگے آئیگا۔ میں اُنہیں کیا کہوں۔ مگر میں اس کا یقین دلاتا ہوں کہ میں راج نہ کرونگا۔ راج رام چندر کا ہے اور وہی اس کے مالک ہیں۔ میں تو اُن کا سیوک ہوں۔ میں کریا کرم سے فارغ ہوتے ہی جاکر رامچندر کو منا لاؤنگا۔ مجھے اُمّید ہے کہ وہ میری درخواست مان جائینگے۔ میں نے پورب جنم میں نہ جانے ایسے کون سے پاپ کئے تھے کہ یہ کلنک میرے ماتھے پر لگا۔ مجھ سے زیادہ بد نصیب دُنیا میں اور کون ہوگا۔

جس کے کارن پتا جی کی جان گئی، رامچندر بن گئے اور سارے مُلک میں جگ ہنسائی ہوئی ۔

دیوی کوشلیا کے دل سے سارے شکوک دُور ہو گئے۔ اُنہوں نے بھرت کو سینہ سے لگا لیا اور رونے لگیں ۔

منتھرا اُس وقت کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھی۔ اُسے جونہی معلوم ہوا کہ بھرت آئے ہیں اُس نے سر سے پاؤں تک گہنے پہنے۔ ایک ریشمی ساڑی زیب تن کی اور چھم چھم کرتی، کوبڑ ہلاتی، اپنے حُسن خدمات کی داد لینے کے لئے آ کر بھرت کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ بھرت نے تو اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ مگر شترو ہن اپنے غصّے کو نہ روک سکے۔ اُنہوں نے لپک کر منتھرا کے بال پکڑ لئے اور کئی لات اور گھونسے جمائے۔ منتھرا ہائے ہائے کرنے لگی اور مہارانی کیکئی

کی دُہائی دینے لگی۔ آخر بھرت نے اُسے شترو ہن کے ہاتھ سے چھُڑایا اور وہاں سے بھگا دیا ۔

جب بھرت مہاراجہ دسرتھ کے کریا کرم سے فارغ ہوئے تو گورو وشسٹ، شہر کے اُمرا اور اہل دربار نے اُنہیں گدّی پر بٹھانا چاہا۔ مگر بھرت کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ بولے آپ لوگ ایسا کام کرنے کے لئے مجھے مجبور نہ کریں جو میرا لوک اور پرلوک دونو مٹی میں ملا دیگا۔ بھائی رام چندر کے رہتے یہ غیر ممکن ہے کہ میں راج کا خیال بھی دل میں لاؤں۔ میں اُنہیں جا کر منا لاؤنگا اور اگر وہ نہ آئینگے تو میں بھی گھر سے نکل جاؤنگا۔ یہی میرا آخری فیصلہ ہے'۔

لوگوں کے دل بھرت کی طرف سے صاف ہو گئے۔ سب اُن کی نیک نیتی کی

تعریف کرنے لگے - یہ بڑے باپ کا سپُوت بیٹا ہے - بھائی ہو تو ایسا ہو - کیوں نہ ہو، ایسے نیک اور دھرماتما لوگ نہ ہوتے تو دُنیا قائم کیسے رہتی ؛

دوسرے دن بھرت اپنی تینوں ماتاؤں کو لے کر رام کو منانے چلے - گورو وشسٹ، اور شہر کے معزّزین بھی اُن کے ساتھ ساتھ چلے ؛

(۴) چترکوٹ

رام، لکشمن اور سیتا گنگا ندی پار کرکے پیدل چلے جا رہے تھے - انجان راستہ، دونو طرف گھنے جنگل، بستی کا کہیں پتہ نہیں - اس طرح وہ پریاگ پہنچے - پریاگ میں بھاردواج مُنی کا آشرم تھا - تینوں آدمیوں نے ترینی میں سنان کرکے بھاردواج کے

آشرم میں قیام کیا اور رات کو اُن کے اُپدیش سُن کر صبح اُن کی صلاح سے چترکوٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد جمنا ندی ملی۔ اُس زمانہ میں وہ خطّہ بہت آباد نہ تھا۔ جمنا کو پار کرنے کے لئے کوئی کشتی نہ مل سکی۔ اب کیا ہو۔ آخر لکشمن کو ایک حکمت سوجھی۔ اُنھوں نے اِدھر اُدھر سے لکڑی کی شاخیں جمع کیں اور اُسے چھال کے ریشوں سے باندھ کر ایک تختہ سا بنا لیا۔ اس تختہ پر ہری ہری پتیاں بچھا دیں۔ اور اُسے پانی میں ڈال دیا۔ اس پر تینوں آدمی بیٹھ گئے۔ لکشمن نے اس گھنوتی کو کھیکر دم کے دم میں جمنا ندی پار کر لی۔

ندی کے اُس پار کوہستانی سرزمین تھی۔ پہاڑیاں ہری ہری جھاڑیوں سے لہرا رہی تھیں۔ درختوں پر مور، طوطے وغیرہ پرند چہک رہے تھے۔ ہرنوں کے غول وادیوں

ہیں چرتے نظر آتے تھے۔ ہوا اتنی پاکیزہ اور
صحّت بخش تھی کہ رُوح کو تازگی ہو رہی تھی۔
اس دلکش منظر کا لطف اُٹھاتے تینوں آدمی
چترکوٹ جا پہنچے۔ والمیک رشی کا آشرم وہیں
ایک پہاڑی پر تھا۔ تینوں آدمیوں نے پہلے
اُن کے درشن کرنا مناسب سمجھ کر اُن کے
آشرم کا رُخ کیا۔ والمیک نے اُنہیں دیکھا
تو بڑے تپاک سے گلے لگا لیا اور راستہ
کی خیر و عافیت پُوچھی۔ اُنہوں نے یوگ کے
بل سے اُن کے چترکوٹ آنے کا سبب جان
لیا تھا۔ بتلانے کی ضرورت نہ پڑی۔ بولے۔
آپ لوگ خوب آئے۔ آپ کو دیکھ کر بڑی
مسرت ہوئی۔ آپ لوگوں پر جو کچھ گزری
ہے وہ مجھے معلوم ہے۔ زندگی خوشی اور رنج
کے اتفاقات ہی کا نام ہے۔ انسان کو چاہئے
کہ صبر سے کام لے۔

رام نے کہا۔ 'اشیرباد دیجئے' کہ ہمارے

بن باس کے دن خیریت سے گزریں۔
والمیک نے جواب دیا۔ راجکمار میرے ایک ایک روئیں سے تمہارے لئے اشیرباد نکل رہا ہے۔ تم نے جس تیاگ سے کام لیا ہے اُس کی مثال تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ دھنیہ ہے وہ ماتا جس نے تم جیسا سپوت بیٹا پیدا کیا۔ چترکوٹ تمہارے لئے بہت اچھی جگہ ہے۔ ہماری کُٹّی میں کافی جگہ ہے۔ ہم سب یہاں آرام سے رہینگے۔

رام چندر کو بھی چترکوٹ بہت پسند آیا۔ وہیں رہنے کا فیصلہ کیا۔ مگر یہ مناسب نہ سمجھا کہ رشی والمیک کے چھوٹے سے آشرم میں رہیں۔ ان کے رہنے سے ضرور رشی کو تکلیف ہوگی، چاہے وہ مُروّت کے باعث مُنہ سے کچھ نہ کہیں۔ علٰحدہ ایک کٹی بنانے کی تجویز ہوئی۔ لکشمن کو حکم ملنے کی دیر تھی۔ جنگل سے لکڑی کاٹ لائے اور شام

تک ایک خوبصورت، آرام دہ کٹی تیار کر دی۔
اس میں کھڑکیاں بھی تھیں، دروازہ بھی تھا۔
طاق بھی تھے۔ سونے کے الگ الگ کمرے
بھی تھے۔ رام نے یہ کٹی دیکھی تو بے حد
خوش ہوئے۔ گرہ پرویش کی رسم کے طور پر
دیوتاؤں کی پوجا کی اور کٹی میں رہنے لگے۔

(۵) بھرت اور رامچندر

ادھر بھرت اجودھیا باسیوں کے ساتھ
رام کو منانے کے لئے چلے جا رہے تھے۔
جب وہ گنگا ندی کے کنارے پہنچے۔ تو
بھیل سردار گوہ کو اُن کی فوج دیکھ کر شُبہہ
ہُوا کہ شاید یہ رام چندر پر حملہ کرنے
جا رہے ہیں۔ فوراً اپنے آدمیوں کو جمع
کرنے لگا۔ مگر بعد کو جب بھرت کا ارادہ

معلوم ہُوا تو ان کے سامنے آیا اور اپنے گھر
چلنے کی دعوت دی۔ بھرت نے کہا جب رامچندر
نے بستی کے باہر درخت کے نیچے رات بسر
کی تو مَیں بستی میں کیسے جاؤں۔ بتلاؤ سری
رامچندر اور سیتا جی کہاں سوئے تھے؟ جب
گوہ نے اُنہیں وہ جگہ دکھائی تو بھرت بےاختیار
رو پڑے۔ ہائے وہ جنہیں محلوں میں نیند نہیں
آتی تھی آج زمین پر درخت کے نیچے سو رہے
ہیں۔ یہ دنوں کا پھیر ہے۔ مجھ بدنصیب کی
بدولت اُنہیں یہ ساری تکلیفیں ہو رہی ہیں۔
ان گھاس کے سخت ٹکڑوں سے نازک بدن
سیتا کا جسم چھل گیا ہوگا۔ رامچندر کو مچھّروں
نے رات بھر دق کیا ہوگا۔ نیند نہ آئی ہوگی۔
لکشمن نے جنگلی جانوروں کے خوف سے
ساری رات پہرہ دے کر کاٹی ہوگی۔ اَور
مَیں ابھی تک شاہی لباس پہنے ہوئے ہوں۔
مجھے ہزار بار دھتکار ہے ٭

یہ کہہ کر بھرت نے اُسی وقت شاہی لباس اُتار پھینکا اور فقیرانہ لباس پہن لیا۔ پھر اُسی درخت کے نیچے، اُسی گھاس پھُوس کے بچھاون پر رات بھر پڑے رہے۔ اُس دن سے چودہ سال تک بھرت نے فقیرانہ زندگی بسر کی ٭

دوسرے دن بھرت بھاردواج منی کے آشرم میں پہنچے۔ وہاں دریافت کرنے پر معلوم ہُوا کہ رام چندر چترکوٹ کی طرف گئے ہیں۔ رات بھر وہاں ٹھیر کر بھرت سویرے چترکوٹ روانہ ہو گئے ٭

شام کا وقت تھا۔ رام چندر اور سیتا ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے غروب آفتاب کا نظارہ دیکھ رہے تھے اور لکشمن ذرا دُور پر تیر اور کمان لئے کھڑے تھے ٭

سیتا نے درختوں کی طرف دیکھ کر کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان پیڑوں نے سُنہری چادر اوڑھ لی ہو ٭

رام - اور پہاڑیوں کی اودی شبنمی چادر کتنی خوبصورت معلوم ہوتی ہے - قدرت سونے کا سامان کر رہی ہے ٭

سیتا - نیچے کی گھاٹیوں نے سیاہ چادر سے مُنہ ڈھانک لیا ٭

رام - اور پسونی کو دیکھو، جیسے کوئی ناگن لہراتی ہوئی چلی جاتی ہو، ٭

سیتا - کینتکی کے پھولوں سے کیسی سُگندھ آ رہی ہے ٭

لکشمن کھڑے کھڑے یکایک چونک کر بولے - 'بھیّا وہ سامنے دُھول کیسی اُڑ رہی ہے - سارا آسمان غُبار آلود ہو گیا، ٭

رام - کوئی چرواہا بھیڑوں کا گلہ لئے چلا جاتا ہوگا، ٭

لکشمن - نہیں بھائی صاحب - کوئی فوج ہے - گھوڑے صاف نظر آ رہے ہیں - وہ لو، رتھ بھی دکھائی دینے لگے، ٭

رام چندر۔ شاید کوئی راجکمار شکار کھیلنے
نکلا ہو ؟
لکشمن۔ سب کے سب ادھر ہی چلے آتے ہیں ؟
یہ کہہ کر لکشمن ایک اونچے درخت پر چڑھ
گئے ۔ اور بھرت کی فوج کو غور سے دیکھنے لگے۔
رام چندر نے پوچھا 'کچھ صاف نظر آتا ہے'؟
لکشمن ۔ جی ہاں ۔ سب صاف نظر آ رہا ہے۔
آپ تیر و کمان لے کر تیار ہو جائیں۔
مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ بھرت
فوج لے کر ہمارے اوپر حملہ کرنے چلے
آ رہے ہیں ۔ ان شاخوں کے بیچ سے
بھرت کے رتھ کی جھنڈی صاف نظر
آ رہی ہے ۔ خوب پہچانتا ہوں: بھرت
ہی کا رتھ ہے ۔ وہی سُرنگ گھوڑے
ہیں ۔ انہیں اجودھیا کا راج پاکر ابھی
تسکین نہیں ہوئی ۔ آج سارا قضیہ پاک
کر دُونگا' ؟

رام چندر۔ نہیں لکشمن، بھرت پر شبہہ نہ کرو۔ بھرت اتنا خود غرض، اتنا بے مروّت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں واپس لے چلنے آ رہا ہے۔ بھرت نے ہمارے ساتھ کبھی برائی نہیں کی،

لکشمن۔ اُنہیں برائی کرنے کا موقع ہی کب ملا جو اُنہوں نے چھوڑ دیا۔ آپ اپنے دل کی طرح اَوروں کا دل بھی صاف سمجھتے ہیں۔ مگر میں آپ سے کہے دیتا ہوں کہ بھرت دغا کرینگے۔ وہ یہاں اسی نیت سے آ رہے ہیں کہ ہم لوگوں کو مار کر اپنا راستہ ہمیشہ کے لئے صاف کر لیں،

رام چندر۔ مجھے جیتے جی بھرت کی طرف سے ایسا گمان نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہیں بھرت کا گدّی پر بیٹھنا بُرا معلوم ہوتا ہو تو میں اُن سے کہہ کر تمہیں راج دلا سکتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ بھرت میرا کہنا

نہ ٹالینگے"۔
لکشمن نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔
رام چندر کا یہ طعنہ اُنہیں بُرا معلوم ہُوا
پر مُنہ سے کچھ نہیں بولے۔ اُدھر بھرت
کو جونہی رِشیوں کی کُٹیاں نظر آنے لگیں وُہ
رتھ سے اُتر پڑے اور ننگے پاؤں رامچندر
سے ملنے چلے۔ شترو ہن اور سمنت بھی اُن
کے ساتھ تھے۔ کئی کُٹیوں کے بعد رامچندر
کی کٹی نظر آئی۔ رامچندر کُٹی کے سامنے ایک
پتھر کی چٹان پر بیٹھے تھے۔ انہیں دیکھتے
ہی بھرت بھیّا بھیّا کہتے ہوئے بچّوں کی
طرح روتے دوڑے اور رامچندر کے پیروں
پر گر پڑے۔ رامچندر نے بھرت کو اُٹھا کر
چھاتی سے لگا لیا۔ شترو ہن نے بھی آگے
بڑھ کر رامچندر کے قدموں پر سر جُھکایا۔
چاروں بھائی گلے ملے۔ اتنے میں کوشلیا،
سمترا، کیکئی سب پہنچ گئیں۔ رامچندر نے

سب کو پرنام کیا - سیتا جی نے بھی ساسوں
کے پیروں کو آنچل سے چھوا - ساسوں
نے اُسے گلے سے لگایا - مگر کسی کے منہ
سے آواز نہ نکلتی تھی - سب کے گلے بھرے
ہوئے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری
تھے - بن باسیوں کا یہ ساؤھوں کا سا بھیس
دیکھ کر سب کا کلیجہ پھٹا جاتا تھا - کیسی بے بسی
ہے - کوشلیا سیتا کو دیکھ کر بے اختیار رو پڑیں -
وہ بہو جسے وہ پان کی طرح پھیرا کرتی تھی
بھکھارنی بنی ہوئی کھڑی ہے - سمجھانے لگیں -
بیٹی اب بھی میرا کہا مانو - یہاں تمہیں
بڑی بڑی تکلیفیں ہونگی - اتنے ہی دنوں
میں صورت بدل گئی ہے - بالکل پہچانی
نہیں جاتیں - میرے ساتھ لوٹ چلو ؛

سیتا جی نے کہا - اماں جی جب میرے
سوامی بن بن کی خاک چھانتے پھرینگے تو
مجھے اجودھیا میں ہی نہیں، سوزگ میں بھی

سُکھ نہ ملیگا۔ عورت کا دھرم پُرش کے ساتھ رہ کر اُس کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونا ہے۔ پُرش کو دُکھ میں چھوڑ کر جو عورت آرام کی خواہش کرتی ہے وہ اپنے فرض سے مُنہ موڑتی ہے۔ پانی کے بغیر ندی کی جو حالت ہوتی ہے وہی حالت شوہر کے بغیر عورت کی ہوتی ہے ۔

کوشلیا کو سیتا کی باتوں سے خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا۔ رنج تو یہ ہوا کہ یہ ناز و نعمت میں پلی ہوئی لڑکی یوں بپت میں زندگی کے دن کاٹ رہی ہے۔ خوشی یہ ہوئی کہ اُس کے خیالات اتنے اونچے اور پاکیزہ ہیں۔ بولیں 'دھنّیہ ہو بیٹی۔ اسی کو عصمت کہتے ہیں۔ یہی عورت کا دھرم ہے۔ ایشور تمہیں سُکھی رکھے۔ اور دوسری عورتوں کو بھی تمہارے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ ایسی ہی دیویاں انسان کے لئے

مایۂ ناز ہوتی ہیں۔ انہیں کے نام پر لوگ عزّت سے سر جُھکاتے ہیں۔ انہیں کے جس گھر گھر گائے جاتے ہیں ؛

چاروں بھائی جب گلے مل چُکے تو رامچندر نے بھرت سے پوچھا 'کہو بھیّا تم کشمیر سے کب آئے۔ پتا جی تو خیریت سے ہیں؟ تم اُن کو چھوڑ کر ناحق چلے آئے۔ وہ اکیلے بہت گھبرا رہے ہونگے ؛

بھرت کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ بھرّائی ہوئی آواز میں بولے۔ 'بھائی صاحب پتا جی تو اب اس سنسار میں نہیں ہیں۔ جس دن سمنت رتھ لے کر واپس ہوئے اُسی رات کو وہ پرلوک سدھارے۔ مرتے وقت آپ ہی کا نام اُن کی زبان پر تھا' ؛

یہ پُر ملال خبر سُنتے ہی رام چندر پچھاڑ کھا کر گر پڑے۔ جب ذرا ہوش آیا تو

رونے لگے۔ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔
ہائے! پتاجی کا آخری دیدار بھی نصیب نہ
ہُوا۔ اب رامچندر کو معلوم ہُوا کہ مہاراجہ دسرتھ
کو اُن سے کتنی محبت تھی! اُن کی جدائی
میں پران تیاگ دِئے۔ بولے 'یہ میری بدنصیبی
ہے کہ آخری وقت اُن کے درشن نہ کر سکا۔
زندگی بھر اس کا افسوس رہیگا۔ اب ہم اُن
کی سب سے بڑی یہی سیوا کر سکتے ہیں۔
کہ اپنے کاموں سے اُن کی آتما کو خوش
کریں۔ مہاراج اپنی پرجا کو کتنا پیار کرتے
تھے۔ تم بھی پرجا کی پرورش کرتے رہنا۔
فوج کے خوش رہنے ہی پر راج کی ہستی
قائم رہتی ہے۔ تم بھی سپاہیوں کو خوش
رکھنا۔ اُن کی تنخواہ برابر ٹھیک وقت پر
دیتے رہنا۔ انصاف کے معاملہ میں کسی کے
ساتھ ذرا بھی رو رعایت نہ کرنا۔ ہر ایک
کام میں مشیروں سے ضرور صلاح لینا اور

اُن کی صلاح پر عمل کرنا - غریبوں کو امیروں کے ظلم سے بچانا - کسانوں کے ساتھ ہرگز سختی نہ کرنا - زراعت کی آبپاشی کے لئے کوئیں، نہریں، تال بنوانا - لڑکوں کی تعلیم کی طرف سے غافل مت ہونا - اور سرکاری اہلکاروں کی سختی سے نگرانی کرتے رہنا، ورنہ یہ لوگ رعایا کو تباہ کر دینگے،

بھرت نے کہا 'بھائی صاحب! میں یہ باتیں کیا جانوں - میں تو آپ کی خدمت میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو اجودھیا لے چلوں - اب تو ہمارے پتا بھی آپ ہی ہیں - آپ ہمیں جو حُکم دینگے ہم اُسے بجا لائینگے - ہماری آپ سے یہ التجا ہے اِسے قبول کیجئے - جب سے آپ آئے ہیں اجودھیا میں وہ رونق ہی نہیں رہی - چاروں طرف سیاپا سا چھایا رہتا ہے - لوگ آپ کو یاد کر کرکے رویا کرتے

ہیں - اب تک میں سب کو یہی تسکیں
دیتا رہا ہوں کہ رامچندر جلد واپس آئینگے-
اگر آپ نہ لوٹینگے تو راج میں کہرام
مچ جائیگا - اور سارا الزام اور کلنک
میرے سر رکھا جائیگا ؛

رام چندر نے جواب دیا - بھیّا' جن وعدوں
کو پورا کرنے کے لئے پتا جی نے اپنی
جان تک دے دی اُسے پورا کرنا میرا
فرض ہے - اُنہیں اپنا قول اپنی جان
سے بھی زیادہ پیارا تھا - اس حُکم کی
مَیں تعمیل نہ کروں تو دُنیا میں کون سا
مُنہ دکھاؤنگا - تمہیں بھی اُن کا حُکم مان کر
راج کرنا چاہیئے - مَیں چودہ برس گزرنے
کے بعد ہی اجودھیا میں قدم رکھُونگا ؛

بھرت نے بہت آرزو منّت کی - گرُو
وشسٹ اور دوسرے مُعزّز آدمیوں نے
رامچندر کو بہت سمجھایا مگر وہ اجودھیا چلنے

پر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ تب بھرت نے رو کر کہا۔ "بھیّا۔ اگر آپ کا یہی فیصلہ ہے تو مجبور ہو کر ہم کو بھی ماننا پڑیگا۔ مگر آپ مجھے اپنی کھڑاؤں دے دیجئے۔ آج سے یہ کھڑاؤں ہی راج سنگھاسن پر براجیگی۔ ہم سب آپ کے چاکر ہونگے۔ جب تک آپ لوٹ کر نہ آئینگے۔ ابھاگا بھرت بھی آپ ہی کی طرح فقیروں کی سی زندگی بسر کریگا۔ لیکن چودہ سال گزر جانے پر بھی آپ نہ آئے تو میں آگ میں جل مرونگا"۔

یہ کہ کر بھرت نے رام چندر کی کھڑاؤں کو سر پر رکھا۔ اور رخصت ہوئے۔ رامچندر نے کوشلیا اور سمترا کے پیروں پر سر رکھا اور انہیں بہت دلاسا دے کر رخصت کیا۔ کیکئی شرم سے سر جھکائے کھڑی تھی۔ رامچندر جب اُس کے پیروں پر جھکے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ رام چندر کی شرافت اور

پاک دلی نے ثابت کر دیا کہ رام پر اس کا شُبہہ بے بُنیاد تھا ۔

جب سب لوگ نندی گرام میں پہنچے تو بھرت نے وزیروں سے کہا۔ آپ لوگ اجودھیا جائیں۔ میں چودہ سال تک اسی طرح اس گاؤں میں رہونگا ۔ راجہ رام چندر کے سنگھاسن پر بیٹھ کر اپنی عاقبت نہ بگاڑونگا۔ جب آپ کو مجھ سے کسی معاملہ میں صلاح و مشورہ کرنے کی ضرورت ہو میرے پاس چلے آئیے گا ۔

بھرت کی یہ شرافت اور فیاضی دیکھ کر لوگ حیرت میں آ گئے ۔ ایسا کون ہوگا جو ملتے ہوئے راج کو یوں ٹھکرا کر الگ ہو جائے ۔ لوگوں نے بہت چاہا کہ بھرت اجودھیا چل کر راج کریں لیکن بھرت نے وہاں جانے سے صاف انکار کر دیا۔ ایک شاعر نے سچ کہا ہے کہ ' بھرت جیسا شریف

بیٹا پیدا کر کے کیکئی نے اپنی ساری بُرائیوں پر خاک ڈال دی ۔

آخر سب رانیاں، شتروہن اور اجودھیا کے باشندے بھرت کو وہیں چھوڑ کر اجودھیا چلے آئے ۔ شتروہن وزیروں کی مدد سے راج کاج سنبھالتے تھے اور بھرت نندی گرام میں بیٹھے ہوئے اُن کی نگرانی کرتے رہتے تھے ۔

اس طرح چودہ سال گزر گئے ۔

بن کانڈ

(۱) ڈنڈک بن

بھرت کے چلے آنے کے بعد رام چندر نے بھی چترکوٹ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ انہیں خیال ہوا کہ اجودھیا کے لوگ یہاں برابر آتے جاتے رہینگے اور ان کی آمد و رفت سے یہاں کے رشیوں کو تکلیف ہوگی۔ تینوں آدمی گھومتے ہوئے اتری منی کے پاس پہنچے۔ اتری خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ اُن کی بیوی انسویا بھی بڑی عقلمند عورت تھیں۔ اُنھوں نے سیتا جی کو عورتوں کے فرض سمجھائے اور بڑی خاطر کی۔ تینوں آدمی یہاں کئی مہینے رہ کر ڈنڈک بن کی طرف چلے۔ اس بن میں کئی اچھے اچھے رشی رہتے تھے۔

رام چندر اُن کے درشن کرنا چاہتے تھے ۔
ڈنڈک بن میں وراوھ نام کا ایک بڑا ظالم راجہ تھا۔ اس کے ظلم سے ساری بستی ویران ہو گئی تھی۔ اس کی صورت بہت ڈراؤنی تھی اور قد پہاڑ کا سا تھا۔ وہ رات دن شراب پی کر بے ہوش پڑا رہتا تھا۔ لڑائی کے فن میں وہ اتنا ماہر تھا کہ معمولی ہتھیاروں سے اُس کو مارنا غیر ممکن تھا۔ رام، لکشمن اور سیتا اس بن میں تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ وراوھ کی نگاہ اُن پر پڑی۔ اُسے شُبہہ ہُوا کہ یہ لوگ ضرور کسی عورت کو بھگا کر لائے ہیں، ورنہ دو مردوں کے بیچ میں صرف ایک عورت کیوں ہوتی۔ پھر یہ دونو آدمی سادھوؤں کے بھیس میں ہو کر بھی ہاتھ میں تیر و کمان لئے ہوئے ہیں۔ قریب آ کر بولا۔ تم دونو آدمی مجھے بدمعاش معلوم ہوتے ہو۔ تم نے مسافروں کو لوٹنے کے لئے ہی سادھوؤں

کی صورت بنا رکھی ہے۔ اب خیریت اسی
میں ہے کہ تم دونو اس عورت کو مجھے
دے دو اور یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ورنہ میں
تمہیں مار ڈالونگا'۔

رام چندر نے کہا۔ ہم دونو کوشل کے مہاراج
دسرتھ کے بیٹے ہیں اور یہ ہماری بیوی
ہے۔ تم نے اگر پھر اِس طرح گستاخی سے
بات کی تو میں تمہیں زندہ نہ چھوڑونگا'۔

وراوھ نے ہنس کر کہا۔ تم جیسے دو کیا سو
پچاس بھی میرے سامنے آ جائیں تو
مار ڈالوں۔ سنبھل جاؤ' اب میں وار کرتا
ہوں'۔

رام چندر نے کئی تیر چلائے پر وراوھ
کے جسم پر اُن کا اثر نہ ہُوا۔ تب تو
رام چندر بہت گھبرائے۔ شیر بھی اُن کا
تیر کھا کر گر پڑتے تھے۔ مگر اس راکشس
پر اُن کا ذرا بھی اثر نہ ہُوا۔ یہ ماجرا

اُن کی سمجھ میں نہ آیا۔ تب دونو بھائیوں نے تلوار نکال لی اور وِرادھ پر ٹوٹ پڑے۔ مگر تلوار کے زخموں کا بھی اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اُس نے ایسی تپسّیا کی تھی کہ اُس کا جسم لوہے کی طرح سخت اور ٹھوس ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک تو وہ چپ چاپ کھڑا تلوار کے زخم کھاتا رہا۔ تب یکایک زور سے گرجا اور دونو بھائیوں کو کندھے پر لے کر بھاگا۔ سیتا جی رونے لگیں۔ مگر رام اور لکشمن اُس کے کندھے پر بیٹھ کر بھی تلوار چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ وِرادھ کے دونو بازو کٹ کر زمین پر گر پڑے۔ تب دونو بھائی زمین پر کود پڑے۔ اور وِرادھ بھی تھوڑی دیر میں تڑپ تڑپ کر مر گیا ؂

وِرادھ کو قتل کر کے تینوں آدمی اور آگے بڑھے۔ اس زمانہ میں رِشی لوگ دُنیا سے مُنہ موڑ کر جنگلوں میں تپسّیا کرتے تھے۔

جنگلی پھل اور کندمول ان کی خوراک اور درختوں
کی چھال ان کی پوشاک تھی۔ کسی جھونپڑی میں،
یا کسی درخت کے نیچے وہ ایک مرگ چھالا بچھا کر
پڑے رہتے تھے۔ مال و دولت کو وہ لوگ تنکے
کی طرح حقیر سمجھتے تھے۔ قناعت اور سادگی ہی
ان کی سب سے بڑی دولت تھی۔ وہ بڑے
بڑے راجاؤں کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔
کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاتے تھے۔ جسمانی
خواہشوں کے چکّر میں نہ پڑ کر وہ لوگ اپنا
دل و دماغ علمی اور دھارمک باتوں کے
سوچنے میں لگاتے تھے۔ اُن جنگل میں بسنے
والے اور جنگلی پھل کھانے والے آدمیوں نے
جو کتابیں لکھیں، اُنہیں پڑھ کر آج بھی بڑے
بڑے عالموں کی آنکھیں کھُل جاتی ہیں۔
ڈنڈک بن میں کتنے ہی رشی رہتے تھے۔
تینوں آدمی ایک ایک دو دو مہینے ہر ایک
رشی کی خدمت میں رہتے اور اُن سے گیان

کی باتیں سیکھتے تھے - اس طرح ڈنڈک بن میں گھومتے ہُوئے اُنہیں کئی سال گزر گئے۔ آخر وہ لوگ اگست رِشی کے آشرم میں پہنچے۔ یہ مہاتما اور سب رشیوں سے بڑے سمجھے جاتے تھے۔ وہ صرف رشی ہی نہ تھے۔ لڑائی کے علم میں بھی ماہر تھے۔ کئی بڑے بڑے راکششوں کو قتل کر چکے تھے۔ رامچندر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کئی مہینے تک اپنے یہاں مہمان رکھا۔ جب رامچندر یہاں سے چلنے لگے تو اگست رِشی نے اُنہیں ایک ایسا عجیب و غریب ترکش دیا جس کے تیر کبھی ختم ہی نہ ہوتے تھے۔

رامچندر نے پوچھا۔ مہاراج آپ تو اس جنگل سے خوب واقف ہونگے۔ ہمیں کوئی ایسی جگہ بتلائیے جہاں ہم لوگ آرام سے رہ کر بن باس کے باقی دن پُورے کر لیں۔

اگست نے پنچ وٹی کی بڑی تعریف کی۔

یہ مقام نربدا ندی کے کنارے واقع تھا۔ وہاں کی آب و ہوا ایسی اچھّی تھی کہ نہ جاڑے میں شدّت کا جاڑا پڑتا تھا، نہ گرمی میں شدت کی گرمی ۔ پہاڑیاں بارہوں ماس ہریالی سے لہرائی رہتی تھیں ۔ تینوں آدمیوں نے اسی جگہ جاکر رہنے کا فیصلہ کیا ؂

(۲) پنچ وٹی

کئی دن کے بعد تینوں آدمی پنچ وٹی جا پہنچے ۔ اس کی جتنی تعریف سُنی تھی اس سے کہیں بڑھ کر پائی ۔ نربدا کے دونو طرف اونچی اونچی پہاڑیاں پھولوں سے لدی ہوئی کھڑی تھیں ۔ ندی کے صاف پانی میں ہنس اور بگلے تیرا کرتے تھے ۔ کنارے ہرنوں کے غول پانی پینے آتے تھے ۔ اور خوب کُلیلیں

کرتے تھے - جنگل میں مور ناچا کرتے تھے -
ہوا اتنی صاف اور خوشگوار تھی کہ بیمار بھی
تندرست ہو جاتا تھا - یہ مقام تینوں آدمیوں
کو اتنا پسند آیا کہ اُنہوں نے ایک جھونپڑا
بنایا اور آرام سے رہنے لگے - دن کو پہاڑیوں
کی سیر کرتے - قدرت کے دلفریب مناظر کا
لطف اُٹھاتے، چڑیوں کے نغمے سُنتے، اور
جنگلی پھل کھا کر کُٹی میں سو رہتے - اس
طرح کئی مہینے گزر گئے ؂

پنچوٹی سے تھوڑی ہی دور پر راکشسوں
کی ایک بستی تھی - اُن کے دو سردار تھے -
ایک کا نام تھا کھر اور دوسرے کا دوکھن -
لنکا کے راجہ راون کی ایک بہن سروپ نکھا
بھی وہیں رہتی تھی - یہ لوگ لوٹ مار کر کے
زندگی بسر کرتے تھے ؂

ایک دن رام چندر اور سیتا درخت کے
نیچے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ

سروپ نکھا اُدھر سے ہو کر گزری - اِن دونو آدمیوں کو دیکھ کر اُسے تعجّب ہوا کہ یہ کون لوگ یہاں آ گئے - ایسے خوبصورت انسان اس نے کبھی نہ دیکھے تھے - وہ تھی تو کالی کلُوٹی - نہایت بدصورت، مگر اپنے کو پری سمجھتی تھی - اسی لئے اُس نے اب تک شادی نہیں کی تھی - کیونکہ راکشسوں سے شادی کرنا اُسے پسند نہ تھا - رامچندر کو دیکھ کر وہ پھولی نہ سمائی - بہت دنوں کے بعد اُسے اپنے جوڑ کا ایک جوان دکھائی دیا - قریب آ کر بولی "تم لوگ کس دیس کے آدمی ہو؟ تم جیسے آدمی تو میں نے کبھی نہیں دیکھے"!

رامچندر نے کہا "ہم لوگ اجودھیا کے رہنے والے ہیں - ہمارے پتاجی اجودھیا کے راجہ تھے - آج کل ہمارے بھائی وہاں راج کر رہے ہیں"۔

سروپ نکھا۔ بس تب تو ساری بات بن گئی۔
میں بھی راجہ کی لڑکی ہوں ۔ میرا بھائی
راون بھی لنکا میں راج کرتا ہے۔ بس
ہمارا اور تمہارا اچھا جوڑ ہے۔ مَیں تمہارے
ہی جیسا شوہر ڈھونڈ رہی تھی۔ تم خُوب
مِلے ۔ اب مجھ سے شادی کر لو ۔ تمہاری
خوش نصیبی ہے کہ مجھ جیسی نازنین تم
سے شادی کرنا چاہتی ہے ۔

رام چندر نے مذاقاً جواب دیا۔ بیشک یہ
میری خوش نصیبی ہے ۔ تمہاری جیسی پری
تو اندر لوک میں بھی نہ ہوگی ۔ میرا جی تو
تم سے شادی کرنے کے لئے بہت بیقرار
ہے مگر مُشکل یہ ہے کہ میری شادی ہو
چُکی ہے اور یہ عورت میری بیوی ہے۔
یہ تم سے جھگڑا کریگی ۔ ہاں میرا چھوٹا
بھائی جو وہ سامنے بیٹھا ہوا ہے یہاں
اکیلا ہے ۔ اس کی بیوی اس کے ساتھ

نہیں ہے۔ وہ چاہے تو تم سے شادی
کر سکتا ہے۔ تم اُس کے پاس جاؤ۔
تمہارا حُسن دیکھتے ہی وہ فریفتہ ہو جائیگا۔
وہی تمہارے لائق بھی ہے ٭
سروپ نکھا۔ اس عورت کی تم زیادہ فکر نہ
کرو۔ میں اُسے ابھی مار ڈالونگی۔ یہ
تمہارے لائق نہیں ہے۔ مجھ جیسی حسین
عورت پھر نہ پاؤگے۔ میری اور تمہاری
جوڑی ایشور نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے ٭
رام چندر۔ نہیں تم بھُول کرتی ہو۔ میں تو
تمہارے لائق ہوں ہی نہیں۔ بھلا کہاں
میں اور کہاں تم۔ تمہارے لائق تو میرا
بھائی ہے جو عمر میں مجھ سے چھوٹا
اور مجھ سے کہیں زیادہ بہادر ہے ٭
سروپ نکھا لکشمن کے پاس گئی اور بولی۔
میں آج ایک ضرورت سے ادھر آئی
تھی۔ تمہارے بھائی رام چندر کی نگاہ

مجھ پر پڑ گئی تو وہ مجھ پر عاشق ہو گئے۔
اور مجھ سے شادی کرنے کی خواہش کی۔
پر میں نے ایسے آدمی سے شادی کرنا
پسند نہ کیا جس کی بیوی موجود ہے۔
میرے لائق تو تم ہو۔ ذرا میری طرف
دیکھو، ایسا کوئلے کا سا چمکتا ہُوا رنگ
تُم نے اور کہیں دیکھا ہے۔ میری ناک
بالکل چلم کی سی ہے اور ہونٹ کتنی
خوبصورتی سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں۔
تمہاری خوش نصیبی ہے کہ میرا دل
تمہارے اوپر آ گیا۔ تم مجھ سے شادی
کر لو۔

لکشمن نے مُسکرا کر کہا: ہاں اس میں تو
شک نہیں کہ تمہارا حُسن لاثانی ہے اور
میں ہوں بھی خوش نصیب کہ تم مجھ سے
شادی کرنے پر راضی ہو۔ پر میں
رام چندر کا چھوٹا بھائی اور چاکر ہوں۔

تم میری بیوی ہو جاؤگی تو تمہیں سیتا جی
کی خدمت کرنا پڑیگی - تم رانی بننے کے
لائق ہو - جا کر بھائی صاحب ہی سے کہو-
وہی تم سے شادی کرینگے'۔
سروپ نکھا پھر رام کے پاس گئی - مگر
وہاں پھر وہی جواب ملا کہ تمہارے لائق
لکشمن ہیں - انہیں کے پاس جاؤ - اس طرح
دونو اُسے باتوں میں ٹالتے رہے - جب
اُسے یقین ہو گیا کہ یہاں میری تمنا پوری
نہ ہوگی تو وہ مُنہ بنا بنا کر گالیاں بکنے
لگی اور سیتا جی سے لڑائی کرنے پر آمادہ
ہو گئی - اُس کی یہ شرارت دیکھ کر لکشمن کو
غصّہ آ گیا - اُنہوں نے سروپ نکھا کی ناک
کاٹ لی - اور کانوں کا بھی صفایا کر دیا ۔
اب کیا تھا - سروپ نکھا نے وہ ہائے وائے
مچائی کہ دُنیا سر پر اُٹھا لی - تینوں آدمیوں کو
گالیاں دیتی' روتی پیٹتی وہ کھر اور دوکھن

کے پاس پہنچی اور اپنی ذلت و رسوائی کا
سارا قصّہ کہ سنایا۔ بھیّا' دونو بھائی بڑے
بد معاش ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی دونو مجھ پر
بُری نگاہیں ڈالنے لگے اور مجھ سے شادی کرنے
کے لئے زور دینے لگے۔ کبھی بڑا بھائی اپنی
طرف کھینچتا تھا' کبھی چھوٹا بھائی۔ جب میں
اس پر راضی نہ ہوئی تو دونو نے میری ناک
اور کان کاٹ لئے۔ تمہارے رہتے میری یہ
دُرگت ہوئی۔ اب میں کس کے پاس فریاد
لے کر جاؤں۔ جب تک ان دونو کے سر
میرے سامنے نہ آ جائینگے مجھے دانہ پانی
حرام ہے ؂

کھر اور دوکھن یہ حال سُن کر غصّہ سے
پاگل ہو گئے۔ اُسی وقت اپنی فوج کو تیّار
ہو جانے کا حُکم دیا۔ دم کے دم میں چودہ
ہزار آدمی رام اور لکشمن کو اس شرارت
کی سزا دینے چلے۔ آگے آگے نکٹی سروپ نکھا

روتی چلی جا رہی تھی ۔

رام چندر نے جب راکشسوں کی یہ فوج آتے دیکھی تو لکشمن کو سیتا جی کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر آپ اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے ۔ راکشسوں نے آتے ہی تیروں کی بوچھار کرنی شروع کر دی ۔ مگر رامچندر کے تیروں کے مقابلہ میں ان کی کیا چلتی ۔ سب کے سب ایک ساتھ تو تیر چھوڑ ہی نہ سکتے تھے ۔ پہلی صف کے لوگ جتنے تیر چھوڑتے، رامچندر ایک ہی تیر سے اُن کے سب تیروں کو کاٹ دیتے تھے ۔ جس طرح رائفل کے سامنے توڑے دار بندوق بے کام ہے، اُسی طرح رامچندر کے آتشیں تیروں کے سامنے راکشسوں کے تیر بے کام ہو گئے ۔ ایک ایک وار میں سینکڑوں کا صفایا ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر راکشسوں کی ہمت چھوٹ گئی ۔ ساری فوج تتر بتر ہو گئی ۔ شام ہوتے ہوتے

وہاں ایک راکشش بھی نہ رہا۔صرف لاشیں میدان میں پڑی تھیں ۔

کھر اور دوکھن نے جب دیکھا کہ ۱۴ ہزار راکششوں کی فوج بات کی بات میں تباہ ہو گئی تب انہیں یقین ہو گیا کہ رام اور لکشمن بڑے بہادر ہیں ۔ اُن پر فتح پانا آسان نہیں ۔ اپنی پوری طاقت سے اُن پر حملہ کرنا پڑیگا ۔ یہ خیال بھی تھا کہ اگر ہم لوگ ان دو آدمیوں کو بھی نہ جیت سکے تو ہماری کتنی بدنامی ہوگی ۔ خوب زور شور سے تیاریاں کرنے لگے ۔ رات بھر میں کئی ہزار چُنے ہوئے سپاہیوں کی ایک فوج تیار ہوگئی ۔ ان کے پاس موسل، بھالے، تیر کمان، گرُز، سانگے، ترسول، تلوار، ڈنڈے، سبھی طرح کے ہتھیار تھے، مگر سب پرُانے ڈھنگ کے ۔ لڑائی کے فن سے بھی وہ آشنا نہ تھے ۔ بس ایک ساتھ دوڑ پڑنا جانتے تھے ۔ فوج

کی ترتیب کس طرح ہونی چاہئے اس کا اُنہیں مطلق علم نہ تھا۔ سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ وہ سب شرابی تھے۔ شراب پی پی کر بہکتے تھے۔ مگر اصلی بہادری اُن میں نام کو نہ تھی۔ صبح رام چندر جی اُٹھے تو راکشسوں کی فوج آتے دیکھی۔ آج کی لڑائی کل سے زیادہ سخت ہوگی یہ اُنہیں معلوم تھا۔ سیتا جی کو تو اُنہوں نے ایک غار میں چھپا دیا۔ اور دونو آدمی پہاڑ کے اوپر چڑھ کر راکشسوں پر تیر چلانے لگے۔ اُن کے تیر اوپر سے بجلی کی طرح گرتے تھے اور ایک ساتھ سینکڑوں کو زمین پر گرا دیتے تھے۔ کھر اور دوکھن اپنی فوج کو للکارتے تھے، بڑھاوے دیتے تھے، مگر اُن بے پناہ تیروں کے سامنے فوج کے کلیجے دہل اُٹھتے تھے۔ رام اور لکشمن پر ان کے تیروں کا مطلق اثر نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ دونو بھائی پہاڑ کے اوپر تھے۔ وہ

اتنی تیزی سے تیر چلاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا ان کے ہاتھوں میں بجلی کی تیزی آگئی ہے۔ تیر کب ترکش سے نکلتا تھا۔ کب کمان پر چڑھتا تھا۔ کب چھوٹتا تھا یہ کسی کو نظر نہ آتا تھا۔ پھر اگست رشی کا دیا ہوا ترکش بھی تو تھا جس کے تیر کبھی ختم ہی نہ ہوتے تھے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ راکشسوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ فوج میں بھگدڑ پڑ گئی۔ کھر اور دوکھن نے بہت چاہا کہ آدمیوں کو روکیں مگر اُنہوں نے ایک نہ سُنی۔ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ اب صرف کھر اور دوکھن میدان میں رہ گئے۔ یہ دونو دلیر اور طاقتور تھے۔ اُنہوں نے بڑی دیر تک رام اور لکشمن کا مقابلہ کیا۔ مگر آخر اُن کی موت بھی آ ہی گئی۔ دونو مارے گئے۔ اکیلی سروپ نکھا اپنے بھائیوں کا ماتم کرنے کو بچ رہی ٭

(۳) ہرن کا شکار

سروپ نکھا کے دو بھائی تو مارے گئے۔ مگر ابھی دو اور باقی تھے۔ ان میں سے ایک لنکا دیش کا راجہ تھا۔ اُس زمانہ میں دکن میں لنکا سے زیادہ طاقتور اور آباد کوئی راج نہ تھا۔ راون بھی راکشس تھا، مگر بڑا عالم، شاستروں کا پنڈت، اُس کی دولت کی کوئی حد نہ تھی۔ یہاں تک کہ کہا جاتا ہے لنکا کی شہر پناہ سونے کی بنی ہوئی تھی۔ تجارت کا بازار گرم تھا، علم و فن کا خوب چرچا تھا اور وہاں کی کاریگری اپنا ثانی نہ رکھتی تھی۔ مگر جیسا اکثر ہوتا ہے دولت اور حکومت نے راون کو مغرور، ظالم اور بدکار بنا دیا تھا۔ عالم اور فاضل ہونے پر بھی وہ بُرے سے بُرا کام کرنے سے بھی نہ ہچکچاتا تھا۔ سروپ نکھا

روتی پیٹتی اس کے پاس پہنچی اور چھاتی پیٹنے
لگی ۔
راون نے اس کی یہ بُری حالت دیکھی تو
تعجّب سے بولا۔ 'کیا ہے سروپ نکھا'
کیا بات ہے؟ تیرا یہ حال کیسے ہُوا
یہ تیری ناک کیا ہوئی۔ اِس قدر رو
کیوں رہی ہے'؟
سروپ نکھا نے آنسو پونچھ کر کہا 'بھیّا
میری حالت کیا پوچھتے ہو۔ میری جو
دُرگت ہوئی ہے وہ سات۔یں دشمن کی
بھی نہ ہو۔ پنچوٹی میں دو تپسّوی اجودھ
سے آکر ٹھیرے ہوئے ہیں۔ دونو راج
دسرتھ کے بیٹے ہیں۔ ایک کا نام رام
ہے' دوسرے کا لکشمن۔ رام کی بیوی
سیتا بھی اُن کے ساتھ ہے۔ ان لوگوں
نے میری ناک اور کان کاٹ لئے او
جب کھر اور دوکھن اس کی سزا دینے

کے لئے فوج لے کر گئے تو ساری فوج کو
قتل کر دیا - ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا-
بھیّا! تمہارے جیتے جی میری یہ حالت!
رام اور لکشمن کا نام سُن کر راون کے
ہوش اُڑ گئے - وہ بھی سیتا کے سوئمبر میں
شریک ہُوا تھا - اور جس دھنش کو وہ ہلا بھی
نہ سکا تھا اُسی کو رام کے ہاتھوں ٹوٹتے دیکھ
چُکا تھا - سیتا کا حُسن بھی وہ دیکھ چُکا تھا -
اُس کی یاد ابھی تک اُسے نہ بھُولی تھی - دل
میں سوچنے لگا اگر ان دونو بھائیوں کو کسی
طرح مار سکوں تو سیتا ہاتھ آ جائے - مگر اس
خیال کو چھُپا کر بولا - ہائے! تو نے یہ کیسی
بُری خبر سُنائی - میرے دونو دلیر بھائی بھی
مارے گئے - ایک راکشس بھی زندہ نہ بچا -
وہ دونو لڑکے آفت کے پرکالے معلوم ہوتے
ہیں - مگر تو صبر کر - دونو کو اس طرح مارونگا
کہ وہ بھی سمجھینگے کسی سے پالا پڑا تھا - وہ

کتنے ہی بہادر ہوں، راون کا ایک اشارہ
اُنہیں ہلاک کر دینے کے لئے کافی ہے۔
میرے لئے یہ ڈوب مرنے کی بات ہے کہ
میری بہن کی اتنی ذلّت ہو، میرے بھائی
مارے جائیں، اور میں بیٹھا رہوں۔ آج ہی
اُن کی گوشمالی کی فکر کرتا ہوں"۔
سروپ نکھا بولی۔ بھیّا دونو بڑے بدمعاش
ہیں۔ مجھ سے زبردستی شادی کرنا چاہتے
تھے۔ لیکن بھلا میں اُنہیں کب خیال
میں لاتی تھی۔ جب میں اُنہیں دُتکار
کر چلی تو چھوٹے بھائی نے میرے ساتھ
یہ شرارت کی۔ بھیّا اس کا بدلا صرف
یہی نہیں ہے کہ دونو بھائی مارے جائیں۔
پورا بدلا جبھی ہوگا جب سیتا کی بھی ویسی
ہی رسوائی اور دُرگت ہو جیسی اُنہوں
نے میری کی ہے۔ کیا کہوں بھیّا سیتا
کتنی خوبصورت ہے۔ بس یہی سمجھ لو کہ

چاند کا سا مکھڑا ہے۔ ایشور نے اُسے
تمہارے ہی لئے بنایا ہے۔ رام اُس کے
لائق نہیں ہے۔ اُس سے ضرور شادی کرنا۔
راون نے بہن کو تشفی دی۔ اور اُسی
وقت مارتیچ نامی راکشس کو بُلا کر کہا۔ اب
اپنی کچھ کارگزاری دکھاؤ۔ بہت دنوں سے
بیٹھے بیٹھے مفت کی تنخواہ لے رہے ہو۔
رام چندر اور لکشمن پنچ وٹی میں آئے ہوئے
ہیں۔ دونو نے سروپ نکھا کی ناک کاٹ لی
ہے، کھر اور دوکھن کو مار ڈالا ہے۔ اور
سارے راکشسوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اُن
دونو سے ان شرارتوں کا بدلا لینا ہے۔
بتلاؤ میری کچھ مدد کرو گے؟

مارِتیچ وہی راکشس تھا جو وشوا متر کا
یگیہ خراب کرنے گیا تھا اور رام چندر کا
ایک تیر کھا کر بھاگا تھا۔ تب سے وہ یہیں
پڑا ہوا تھا۔ رامچندر سے اُسے پُرانی عداوت

تھی - یہ خبر سُن کر باغ باغ ہو گیا - بولا آپ کی مدد کرنے کو دل و جان سے حاضر ہوں - اب کی ان سے دغا کی لڑائی لڑونگا اور پرانا بیر چُکاؤنگا - ایسا چکمہ دوں کہ ایک قطرہ خون بھی نہ گرے اور دونو بھائی مارے جائیں ٭

راون - بس ایسی کوئی تدبیر سوچو کہ سیتا میرے ہاتھ لگ جاے - پھر دونو بھائیوں کو مارنا کون مُشکل کام رہ جائیگا ٭

مارتیچ - ایسا تو نہ کہئے مہاراج - بہادری میں تو دونو بھائی اپنا ثانی نہیں رکھتے - میں ان کی لڑکپن کی بہادری دیکھ چُکا ہوں - دونو ایک فوج کے لئے کافی ہیں - ابھی اُن سے لڑائی کرنا ٹھیک نہیں - معاملہ طول کھینچیگا اور سیتا جی کو وہ کہیں چُھپا دینگے - میں ایسی ترکیب بتا دونگا کہ سیتا آپ کے گھر میں آجائے اور

دونو بھائیوں کو خبر بھی نہ ہو - کچھ پتہ
ہی نہ چلے کہ کہاں گئی - آخر تلاش کرتے
کرتے نا اُمید ہو کر بیٹھ رہینگے +
راون کا چہرہ کِھل اُٹھا - بولا - یار صلاح تو
تم بہت معقول دیتے ہو - یہی میں بھی
چاہتا ہوں - اگر کام بلا لڑائی جھگڑے
کے ہو جاے تو کیا کہنا - ساری عُمر تمہارا
احسان مانوں - آج ہی سے تمہاری ترقی
کر دُوں اور عہدہ بڑھا دُوں - بھلا بتلاؤ
تو کیا تدبیر سوچی ہے ؟
مارتیچ - بتلاتا تو ہوں مگر حضور سے بڑا
بھاری انعام لونگا - آپ جانتے ہی ہیں
صورت بدلنے میں مَیں کِتنا اُستاد ہوں !
ایسے خوبصورت ہرن کا بھیس بنا لوں
جیسا کسی نے نہ دیکھا ہو - گلابی رنگ
ہوگا - اُس پر سنہرے داغ - سارا جسم
ہیرے کی طرح چمکتا ہُوا - بس جا کر

رام چندر کی کُٹی کے سامنے قلانچیں بھرنے
لگونگا - دونو بھائی دیکھتے ہی مجھے
پکڑنے دوڑینگے - میں بھاگونگا - دونو میرا
پیچھا کرینگے - میں دوڑتا ہوا اُنہیں دور
بھگا لے جاؤنگا - آپ ایک سادھو کا
بھیس بنا لیجئے گا - جس وقت سیتا اکیلی
رہ جائیں آپ جاکر اُنہیں اُٹھا لائیے گا -
تھوڑی دُور پر آپ کا رتھ کھڑا رہیگا -
سیتا کو رتھ پر بٹھا کر گھوڑوں کو ہوا
کر دیجئے گا - رام جب لوٹ کر آئینگے تو
سیتا کو نہ پاکر اِدھر اُدھر تلاش کرینگے -
پھر مایوس ہو کر کسی طرف چل دینگے -
بولئے کیسی ترکیب ہے کہ سانپ بھی
مر جاے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے ۔
راون نے مارتیچ کی بہت تعریف کی
اور دونو سیتا کو ہر لانے کی تیاریاں
کرنے لگے ۔

(۴) فریب

سہ پہر کا وقت تھا۔ رام اور سیتا کٹی کے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کہ یکایک ایک نہایت خوبصورت ہرن سامنے کلیلیں کرتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ اتنا خوبصورت، اتنا خوش رنگ تھا کہ سیتا اُسے دیکھ کر ریجھ گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اس ہرن کے بدن میں ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔ رام چندر سے بولیں ' دیکھئے کیسا خوبصورت ہرن ہے'!

لکشمن کو اُس وقت خیال آیا کہ ہرن اس رنگ روپ کا نہیں ہوتا۔ ضرور کوئی نہ کوئی فتنہ ہے۔ مگر اِس خوف سے کہ رام چندر شاید اُنہیں شکی سمجھیں مُنہ سے کچھ نہیں کہا۔ ہاں دل میں منا رہے تھے

کہ رام چندر کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہو۔
رام چندر نے ہرن کو بہت دلچسپی سے
دیکھ کر کہا "ہاں ہے تو بڑا خوبصورت۔ میں
نے ایسا ہرن نہیں دیکھا۔
سیتا۔ اس کو زندہ پکڑ کر مجھے دے دیجئے۔
میں اسے پالونگی اور اپنے ساتھ اجودھیا
لے جاؤنگی۔ لوگ اسے دیکھ کر حیرت میں
آ جائینگے۔ دیکھئے کیسا قلانچیں بھر رہا
ہے"۔
رام۔ زندہ پکڑنا تو ذرا مشکل کام ہے"۔
سیتا۔ چاہتی تو یہی ہوں کہ زندہ پکڑا جائے۔
لیکن مر بھی گیا تو اس کی مرگ چھالا کتنے
اعلےٰ درجہ کی ہوگی"۔
رام چندر تیر و کمان لے کر چلے تو لکشمن
بھی اُن کے ساتھ ہو لئے اور کچھ دور جا کر
بولے۔ بھیّا۔ آپ ناحق پریشان ہو رہے ہیں۔
یہ ہرن زندہ ہاتھ نہ آئیگا۔ ہاں کہئے تو میں

شکار کر لاؤں ؛

رام - اسی لئے تو میں نے تم سے نہیں کہا۔ میں جانتا تھا کہ تمہیں غصّہ آ جائیگا - تیر چلا دوگے - تم سیتا کے پاس بیٹھو - وہ اکیلی ہیں - میں ابھی اسے زندہ پکڑے لاتا ہوں ؛

یہ کہتے ہوئے رام چندر ہرن کے پیچھے دوڑے - لکشمن کو اور کچھ کہنے کا موقع نہ ملا۔ مجبور ہو کر سیتا جی کے پاس لَوٹ آئے - ادھر ہرن کبھی رام چندر کے سامنے آ جاتا، کبھی پیڑوں کی آڑ میں ہو جاتا، کبھی اتنے قریب آ جاتا کہ گویا اب تھک گیا ہے - پھر یکایک چھلانگ مار کر دُور نکل جاتا۔ اس طرح بُھلاوے دیتا ہُوا وہ رام چندر کو بہت دُور لے گیا - یہاں تک کہ وہ تھک گئے - اور اُنہیں یقین ہو گیا کہ یہ ہرن زندہ ہاتھ نہ آئیگا - مارِیچ بھاگا تو جاتا تھا،

پر لکشمن کے نہ آنے سے اُس کی چال کارگر
ہوتی نظر نہ آتی تھی - جب تک سیتا جی اکیلی
نہ ہونگی - راون اُنہیں ہر کیسے سکیگا - یہ سوچ
کر اُس نے کئی بار زور سے چلاّ کر کہا
'ہائے لکشمن! ہائے سیتا'۔
رام چندر کا کلیجہ دھڑک اُٹھا - سمجھ گئے
کہ مجھے دھوکا ہُوا - یہ نقلی ہرن ہے - ضرور
کسی راکشس نے یہ بھیس بنایا ہے - وہ
اسی لئے لکشمن کا نام لے کر پکار رہا ہے -
کہ لکشمن بھی دَوڑ آئیں اور سیتا اکیلی رہ جائیں -
یہ خیال آتے ہی اُنہوں نے ہرن کو زندہ
پکڑنے کا خیال چھوڑ دیا - ایسا نشانہ مارا کہ
پہلے ہی وار میں ہرن گر پڑا - مگر وہ ظالم
مرنے کے پہلے اپنا کام پورا کر چُکا تھا -
رام چندر تو دوڑے ہوئے کٹی کی طرف
آ رہے تھے کہ کہیں لکشمن سیتا کو چھوڑ کر
چلے نہ آ رہے ہوں، اُدھر سیتا جی نے جو

'ہائے لکشمن! ہائے سیتا!' کی آواز سُنی تو اُن کا خون سرد ہو گیا۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ یہ تو پیارے رام کی آواز ہے۔ ضرور دشمنوں نے اُنہیں زخمی کر دیا ہے۔ رو کر لکشمن سے بولیں۔ 'مجھے تو ایسا خوف ہوتا ہے کہ یہ سوامی ہی کی آواز ہے۔ ضرور اُن پر کوئی بڑی آفت آئی ہے۔ ورنہ تمہیں کیوں پکارتے۔ لپک کر دیکھو کیا ماجرا ہے۔ میرا تو کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہے۔ دوڑتے ہی جاؤ'۔ لکشمن نے بھی یہ آواز سُنی اور سمجھ گئے کہ کسی راکشس نے دغا کی۔ ایسی حالت میں سیتا کو تنہا چھوڑ کر جانا وہ کب گوارا کر سکتے۔ بولے 'بھائی صاحب کی طرف سے آپ بے فکر رہیں۔ جس نے چودہ ہزار راکشسوں کا صفایا کر دیا اُسے کس کا خوف ہو سکتا ہے۔ بھیّا ہرن کو لئے آتے ہی ہونگے۔ آپ کو تنہا چھوڑ کر میں نہ جاؤنگا

بھائی صاحب نے اس کی سخت تاکید کر دی
تھی۔ سیتا نے غصّہ سے کہا 'میری تمہیں
کیوں اتنی فکر سوار ہے' کیا مجھے کوئی شیر
یا بھیڑیا کھائے جاتا ہے۔ ضرور سوامی پر
کوئی مصیبت آئی ہے۔ اور تم ہاتھ پر ہاتھ
دھرے بیٹھے ہو۔ کیا یہی بھائی کی محبّت
ہے جس پر تمہیں اتنا غرور ہے'۔
لکشمن کچھ آزردہ خاطر ہو کر بولے۔ 'میں نے
تو کبھی بھائی کی محبت کا غرور نہیں
کیا۔ میں ہُوں ہی کس قابل۔ میں تو
صرف اُن کی خدمت کرنی چاہتا ہوں۔
اُنہوں نے چلتے چلتے مجھے تاکید کی تھی
کہ یہاں سے کہیں نہ جانا۔ اسی لیئے
مجھے جانے میں تامل ہو رہا ہے۔ میں
آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بھائی صاحب
کا کوئی بال بھی بانکا نہیں کر سکتا۔
اُن کے تیر و کمان کے سامنے کس کی

ہے جو ٹھیر سکے - آپ خواہ مخواہ اتنا
ڈر رہی ہیں'۔

سیتا جی نے مُنہ پھیر کر کہا۔ 'میں تمہارا سا
دل کہاں سے لاؤں جو اُن کی آواز سُن
کر بھی اطمینان سے بیٹھی رہوں - سچ
کہا ہے بھائی سا دوست نہ بھائی سا
دشمن - میں تمہیں اپنا مددگار اور سچّا
حمایتی سمجھتی تھی - مگر اب معلوم ہُوا کہ تُم
بھی کیکئی سے سدھے بدھے ہو - یا پھر
تمہیں یہاں سے جاتے ہوئے خوف
ہو رہا ہے کہ کہیں کسی دُشمن سے سامنا
نہ ہو جائے - میں تمہیں نہ اتنا بیوفا سمجھتی
تھی اور نہ اتنا کم ہمّت'۔

یہ طعنہ تیر کی طرح لکشمن کے دل میں
چُبھ گیا - انہیں رام سے سچی برادرانہ اُلفت
تھی اور سیتا جی کو بھی وہ اپنی ماں کی
طرح سمجھتے تھے - وہ رام چندر کے ایک

اشارہ پر جان دینے کو تیار رہتے تھے۔ جہاں
رام کا پسینہ گرے وہاں اپنا خون بہانے میں
بھی انہیں دریغ نہ تھا۔ انہیں خوف تھا کہ
کہیں میری غیر حاضری میں سیتا جی پر کوئی
آفت آ گئی، کوئی راکشس آ کر انہیں چھیڑنے
لگا تو میں رام چندر کو کیا مُنہ دکھاؤنگا۔ اُس
وقت جب رام چندر پوچھینگے کہ تم میرے حُکم کے
خلاف سیتا کو تنہا چھوڑ کر کیوں چلے گئے تو
میں کیا جواب دونگا۔ مگر جب سیتا جی نے
اُنہیں بے وفا اور بزدل اور دغا باز بنا دیا
تو اُنہیں اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ
رہا کہ رام کی تلاش میں جائیں۔ اُنہوں نے
تیر و کمان اُٹھا لیا اور رنجیدہ ہو کر بولے۔
"بھابھی جان! آپ نے اس وقت مجھے جو جو
باتیں کہیں اُن کی مجھے آپ سے اُمید نہ تھی۔
ایشور نہ کرے وہ دن آئے، مگر موقع آئیگا تو
میں دکھا دُونگا کہ بھائی کے لئے بھائی کیونکر

جان دیتا ہے - مَیں اب بھی کہتا ہوں کہ بھیّا کسی خطرہ میں نہیں، لیکن چونکہ آپ کا حُکم ہے اُس کی تعمیل کرتا ہوں - اُس کی ذمّہ واری آپ کے اوپر ہے ۔

(۵) سیتا کا ہرا جانا

یہ کہ کر لکشمن تو چل دئے۔راون نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اُس نے ایک ہاتھ میں چمٹا اُٹھایا، دوسرے ہاتھ میں کمنڈل لیا اور نارائن! نارائن کرتا ہُوا سیتا جی کی کٹی کے دروازے پر آکر کھڑا ہو گیا - سیتا جی نے دیکھا کہ ایک جٹا دھاری مہاتما دروازے پر آئے ہیں تو باہر نکل آئیں اور مہاتما کو پرنام کرکے بولیں 'کہئے مہاراج کہاں سے آنا ہُوا'؟

راون نے دُعا دے کر کہا۔ مائی سادھو سنتوں
کو تیرتھ یاترا کے سوا اور کیا کام ہے۔
بدری ناتھ کی یاترا کرنے جا رہا ہوں۔
یہاں تمہارا آشرم دیکھ کر چلا آیا۔ مگر یہ
تو بتلاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے
آ پڑی ہو؟ تمہاری جیسی سُندری تو کسی
راجہ مہاراجہ کی رنواس میں رہنے کے
قابل ہے۔ تم اس جنگل میں کیسے آگئیں؟
میں نے تمہارا جیسا حُسن کہیں نہیں دیکھا۔
سیتا نے شرم سے سر جُھکا کر کہا' مہاراج ہم
لوگ مصیبت کے ستائے ہوئے ہیں۔
مَیں متھلا پوری کے مہاراجہ جنک کی
بیٹی اور کوشل کے مہاراجہ دسرتھ کی بہو
ہوں۔ مگر تقدیر ایسی پھر گئی ہے کہ
آج جنگلوں کی خاک چھان رہی ہوں۔
دھنیہ بھاگ ہے کہ آپ کے درشن ہُوئے۔
اب آج یہیں آرام کیجئے۔ حُکم ہو تو کچھ

جل پان کے لئے لاؤں ؟
راون - تو بڑی دیاوان ہے مائی - لا جو کچھ
ہو کھلا دے - ایشور تیرا کلیان کریں ۔
سیتا جی نے ایک پتل میں کندمول اور
کچھ پھل رکھے اور راون کے سامنے لائیں -
راون نے پتل لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا -
مگر پتل کے بدلے سیتا جی ہی کو گود میں
اٹھا کر وہ اپنے رتھ کی طرف دوڑا اور ایک
منٹ میں اُنہیں رتھ پر بٹھا کر گھوڑوں کو
ہوا کر دیا - سیتا جی مارے خوف کے بے ہوش
ہو گئیں - جب ہوش آیا تو دیکھا کہ میں رتھ
پر بیٹھی ہوں اور وہ مہاتما جی رتھ کو اُڑائے
چلے جا رہے ہیں - چیخ کر بولیں - 'بابا جی - تم
مجھے کہاں لئے جا رہے ہو - ایشور کے لئے
بتلاؤ تم سادھو کے بھیس میں کون ہو ؟
راون نے ہنس کر کہا - بتلا ہی دُوں -
میں لنکا کا صاحب اقبال راجہ راون ہُوں

تمہاری یہ موہنی صورت دیکھ کر دیوانہ ہو رہا ہوں۔ اب تم رام کو بھول جاؤ اور اُن کی جگہ مجھی کو اپنا شوہر سمجھو۔ تم لنکا کے راجہ کے قابل ہو۔ بھکھاری رام کے قابل نہیں"۔

سیتا جی کو گویا گولی لگ گئی۔ آہ! مجھ سے بڑی نادانی ہوئی کہ لکشمن کو زبردستی رام کے پاس بھیج دیا۔ وہ آواز بھی اسی شیطان کی تھی۔ ہائے! لکشمن آخر تک مجھے چھوڑ کر جانے سے انکار کرتا رہا۔ مگر میں نے نہ مانا۔ ہائے! کیا معلوم تھا کہ تقدیر یوں میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ دونو بھائی کٹی میں آکر مجھے نہ پائینگے تو اُن کا کیا حال ہوگا۔

یہ سوچتے ہوئے سیتا جی نے چاہا کہ رتھ پر سے کود پڑیں۔ مگر راون بھی غافل نہ تھا۔ اُن کا ارادہ ناڑ گیا۔ فوراً اُن کا

ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔ رتھ سے کُودنے کا
خیال نہ کرو سیتا۔ ذرا دیر کے بعد ہم لنکا
پہنچے جاتے ہیں۔ وہاں تمہیں آسایش اور عیش
کے ایسے سامان ملینگے کہ تمُ اس جنگل کی
زندگی کو بھُول جاؤگی۔ اس کٹی کے بدلے
تمہیں آسمان سے باتیں کرتا ہوا راج محل
مِلیگا جس کا فرش چاندی کا ہے اور دیواریں
سونے کی۔ جہاں گلاب اور مشک کی خوشبو
آٹھوں پہر اُڑا کرتی ہے۔ اور ایک بھکھاری
شوہر کے بدلے وہ شوہر ملیگا جس کا ثانی
آج روئے زمین پر نہیں، جس کی دولت
اور ثروت کا کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔
جس کے دروازے پر دیوتا بھی سجدے
کرتے ہیں'۔

سیتا نے غضبناک ہو کر کہا۔ 'بس زبان
سنبھال۔ دغا باز راکشس۔ ایک عورت
کے ساتھ دغا کرتے تجھے شرم نہیں آتی۔

اس پر ایسی ڈینگیں مار رہا ہے۔ اپنا
بھلا چاہتا ہے تو مجھے رتھ سے اُتار دے۔
ورنہ یاد رکھ۔ رام چندر تیرا اور تیرے
سارے خاندان کا نام و نشان مٹا دینگے۔
کوئی تیرے نام کو رونے والا بھی نہ
رہ جائیگا۔ لنکا ویران ہو جائیگا۔ تیرے
عالی شان محلوں میں گیدڑ اپنے ماند بنائینگے
اور اُلّو بسیرا لینگے۔ تُو ابھی رام اور
لکشمن کے غصّے کو نہیں جانتا۔ کھر اور
دوکھن تیرے ہی بھائی تھے رجن کی
چودہ ہزار فوج دونو بھائیوں نے آن
کی آن میں تباہ کر دی۔ سروپ نکھا بھی
تیری ہی بہن تھی جو اپنی عزّت ہتھیلی
پر لئے پھرتی ہے۔ تجھے شرم بھی نہیں
آتی۔ اپنی جان کا دشمن نہ بن۔ اپنے
اور اپنے خاندان پر رحم کر۔ مجھے
جانے دے'۔

راون نے ہنس کر کہا - اُسی سرد پ نکھا کی
بے عزّتی اور کھر اور دوکھن کے خون کا
بدلہ ہی لینے کے لئے میں تمہیں لئے
جا رہا ہوں - تُمہیں یاد نہ ہوگا، مَیں بھی
تمہارے سوئمبر میں شریک ہُوا تھا مگر
ایک ذرا سے دھنش کو توڑنا اپنی شان
کے خلاف سمجھ کر لوٹ آیا تھا - میں نے
اُسی وقت تمہیں دیکھا تھا - اُسی وقت
سے تمہاری پیاری پیاری صورت میرے
دل پر نقش ہو گئی ہے - میری خوش نصیبی
تمہیں یہاں لائی ہے - اب تمہیں نہیں
چھوڑ سکتا - تمہارے حق میں بھی یہی
بھلا ہے کہ رام کو بھول جاؤ اور میرے
ساتھ آرام سے زندگی کا لُطف اُٹھاؤ -
مجھے تم سے جتنی محبت ہے اُس کا تم
اندازہ نہیں کر سکتیں - میری پیاری بیوی
بن کر تم سارے لنکا کی رانی بن جاؤگی،

تمہیں کسی بات کی کمی نہ رہیگی - سارا
لنکا تمہاری خدمت کریگا اور لنکا کا
راجہ تمہارے چرن دھو دھو کر پیئے گا'
اس جنگل میں ایک بھکھاری کے ساتھ
رہ کر کیوں اپنی جوانی اور خوبصورتی
کو برباد کر رہی ہو - میرے اوپر نہ
سہی' اپنے اوپر رحم کرو'۔
سیتا جی نے جب دیکھا کہ اس ظالم پر
غصّے کا کوئی اثر نہیں ہُوا اور یہ رتھ کو
بھگائے ہی لئے جاتا ہے تو منّت و
سماجت کرنے لگیں - 'تم اتنے بڑے راجہ
ہو کر بھی دھرم کا ذرا بھی خیال نہیں
کرتے - میں نے سُنا ہے کہ تم بڑے عالم
اور شیو جی کے بھگت ہو - اور تمہارے
باپ پُلست رشی تھے - کیا تم کو مجھ پر
ذرا بھی رحم نہیں آتا - اگر تمہارا خیال
ہے کہ میں تمہارا راج پاٹ دیکھ کر

پھول اُٹھونگی تو تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔
رام چندر کے ساتھ میری شادی ہوئی ہے۔
چاہے سورج پورب کے بدلے پچھم سے
نکلے، چاہے ندی اپنا رُخ بدل دے۔
چاہے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جاے۔
پر میں دھرم کے راستہ سے نہیں ہٹ
سکتی۔ تم ناحق کیوں اتنا بڑا پاپ اپنے
سر لیتے ہو'۔
جب اس منّت کا بھی راون پر کچھ
اثر نہ ہُوا تو سیتا 'ہاے رام! ہاے رام!
کہ کر زور زور سے رونے لگیں۔ اتّفاق سے
اُسی نواح میں جٹایو نام کا ایک سادھو رہتا
تھا۔ وہ رامچندر کی صحبت میں اکثر بیٹھتا
تھا اور اُن سے سچّی عقیدت رکھتا تھا۔ اُس
نے جب سیتا کو رتھ پر رام کا نام لے کر
روتے سُنا تو اُسے فوراً شبہہ ہُوا کہ کوئی
راکشس سیتا کو لئے جاتا ہے۔ ہتھیار لیکر

رتھ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور للکار کر بولا 'تو کون ہے اور سیتا جی کو کہاں لئے جاتا ہے؟ فوراً رتھ روک لے' ورنہ ابھی وہ لٹھ مارونگا کہ بھیجا نکل پڑیگا'۔

راون اس وقت لڑنا تو نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ اُسے رام اور لکشمن کے آجانے کا خوف تھا مگر جب جٹایو راستہ میں کھڑا ہو گیا تو اُسے مجبور ہو کر رتھ روکنا پڑا۔ گھوڑوں کی باگ کھینچ لی اور بولا 'کیوں شامتیں آئی ہیں جو مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے۔ میں لنکا کا راجہ راون ہوں۔ میری بہادری کے کارنامے تُو نے سُنے ہونگے۔ اپنا بھلا چاہتا ہے تو راستہ سے ہٹ جا'۔

جٹایو۔ 'تُو سیتا جی کو کہاں لئے جاتا ہے'؟

راون۔ 'رام نے میری بہن کی عزّت بگاڑی ہے۔ اُسی کا یہ بدلہ ہے'۔

جٹایو۔ 'اگر عزّت کا بدلا لینا تھا تو مردوں

کی طرح سامنے کیوں نہ آیا۔ معلوم ہو گیا
کہ تو کمینہ اور دغا باز ہے۔ ابھی سیتا جی
کو رتھ پر سے اُتار دے'۔

راون بڑا طاقتور تھا۔ وہ بھلا غریب
جٹایو کی دھمکیوں کو کب خیال میں لاتا تھا۔
لڑنے پر آمادہ ہوا۔ جٹایو کمزور تھا۔ مگر
جان پر کھیل گیا۔ بڑی دیر تک راون
سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کا سارا
جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا۔ تب وہ
بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اور راون نے پھر
گھوڑے بڑھا دئے۔

اُدھر لکشمن کُٹیا سے چلے تو، مگر دل
میں پچھتا رہے تھے کہ کہیں سیتا پر
کوئی آفت آئی تو میں رام کو مُنہ دکھانے
لائق نہ رہونگا۔ جوں جوں آگے بڑھتے
تھے۔ اُن کی ہمّت جواب دیتی جاتی تھی۔
یکا یک رامچندر آتے دکھائی دئے۔ لکشمن

نے آگے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے پوچھا "کیا
آپ نے مجھے بُلایا تھا؟"
رام نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیکر
کہا۔ "کیا تم سیتا کو اکیلی چھوڑ کر چلے
آئے؟ غضب کیا۔ یہ ہرن نہ تھا۔ مارِیچ
راکشس تھا۔ ہمیں دھوکا دینے ہی کے
لئے اُس نے یہ بھیس بنایا تھا۔ اور
تمہیں دھوکا دینے کے لئے میرا نام
لے کر چلّایا تھا۔ کیا تم نے میری آواز
بھی نہ پہچانی۔ میں نے تو تمہیں تاکید
کر دی تھی کہ سیتا کو اکیلی نہ چھوڑنا۔
مارِیچ کی چال کام کر گئی۔ ضرور سیتا
پر کوئی آفت آئی۔ تم نے بُرا کیا"۔
لکشمن نے سر جُھکا کر کہا۔ "بھابھی جی نے
مجھے زبردستی بھیج دیا۔ مَیں تو آتا ہی نہ
تھا۔ پر جب وہ طعنے دینے لگیں تب
کیا کرتا"۔

رام نے تیز نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔ تم نے اُن کے طعنوں کی پرواہ کی، پر میری تاکید کی پروا نہ کی۔ میں تمہیں اتنا کم سمجھ نہ سمجھتا تھا۔ خیر چلو۔ دیکھیں تقدیر میں کیا لکھا ہے"۔

دونوں بھائی پلکے ہوئے اپنی کٹی پر آئے۔ دیکھا تو سیتا کا کہیں پتہ نہیں۔ ہوش اُڑ گئے۔ بدحواسی کے عالم میں اِدھر اُدھر چاروں طرف دوڑ دوڑ کر سیتا کو ڈھونڈھنے لگے۔ اُن درختوں کے نیچے جہاں اکثر مور ناچتے تھے۔ ندی کے کنارے، جہاں ہرن کلیلیں کرتے تھے، سب کہیں چھان ڈالا۔ مگر کہیں نشان نہ ملا۔ لکشمن تو کٹی کے دروازے پر بیٹھ کر زور زور سے چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ مگر رام چندر کی حالت پاگلوں کی سی ہو گئی۔ کبھی درختوں سے پوچھتے تم نے سیتا کو تو نہیں دیکھا؟

چڑیوں کے پیچھے دوڑتے اور پوچھتے
تم نے میری پیاری سیتا کو دیکھا ہو تو
بتا دو؛ گپھاؤں میں جا کر چلاتے کہاں
گئی ؟ سیتا کہاں گئی ' مجھ ابھاگے کو چھوڑ
کر کہاں گئی ؟ ہوا کے جھونکوں سے پوچھتے
تم کو بھی میری سیتا کی کچھ خبر نہیں ؟
سیتا جو مجھے ہر دو جہان سے عزیز تھی '
جس کے ساتھ یہ جنگل بھی میرے لئے
گلشن بنا ہوا تھا ' یہ کٹی راج محل کو بھی
مات کرتی تھی ' وہ میری پیاری سیتا کہاں
چلی گئی ؟

اس طرح بیقراری کے عالم میں وہ
بڑھتے چلے جاتے تھے ۔ لکشمن اُن کی حالت
دیکھ کر اور بھی گھبرائے ہوئے تھے ۔ رام چندر
کی حالت ایسی تھی کہ سیتا کے فراق میں
زندہ نہ رہ سکینگے ۔ لکشمن روتے تھے کہ کیکئی
کے سر اگر بن باس کا الزام آیا تو میرے سر

سیتا ناس کا الزام آئیگا۔ اگر رام چندر کو
سنبھالنے کی فکر نہ ہوتی تو شاید وہ اُسی
وقت اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیتے۔ یکایک
ایک درخت کے نیچے جٹایو کو پڑے کراہتے
دیکھ کر رام چندر رُک گئے۔ اور بولے
جٹایو! تمہارا یہ کیا حال ہے! کس ظالم
نے تمہاری یہ گت بنا ڈالی ہے؟
جٹایو رام چندر کو دیکھ کر بولا۔ 'آپ آگئے،
بس اتنی ہی تمنا تھی۔ ورنہ اب تک
دم نکل گیا ہوتا۔ سیتا جی کو لنکا کا
راکشس راجہ راون ہر لے گیا ہے۔
میں نے چاہا کہ اُن کو اُس کے ہاتھ
سے چھین لوں۔ اُسی کے ساتھ لڑنے
میں میری یہ حالت ہو گئی۔ آہ!
بہت درد ہو رہا ہے۔ اب چلا۔
رام نے جٹایو کا سر اپنی گود میں
رکھ لیا۔ لکشمن دوڑے کہ پانی لا کر

اُس کا مُنہ تر کریں، مگر اتنے میں جٹایو
کی جان نِکل گئی - اس جنگل میں ایک
رفیق تھا وُہ بھی مرگیا - رام کو اس کے
مرنے کا بہت رنج ہُوا - بہت دیر تک
اس کی لاش کو گود میں لئے روتے رہے -
ایشور سے بار بار یہی دعا کرتے تھے کہ
اِسے جنّت میں سب سے اچھی جگہ دیجئے گا -
کیونکہ اس ویر نے ایک دُکھیاری کی حمایت
میں جان دی ہے - جو حق کی حمایت کے
لئے راون جیسے شہ زور آدمی کے مقابلہ میں
آنے سے بھی نہ ہچکا - یہی دوستی کا فرض
ہے - یہی انسانیت کا فرض ہے - ویر
جٹایو کا نام اُس وقت تک زندہ رہیگا
جب تک رام کا نام زندہ رہیگا ٭

لکشمن نے ادھر ادھر سے لکڑی بٹور کر
چِتا تیار کی - رام چندر نے لاش اُس پر
رکھی، اور وید منتروں کا پاٹھ کرتے ہوئے

اس کی داہ کریا کی - پھر وہاں سے آگے
بڑھے - اب اُنہیں سیتا کا پتہ مِل گیا تھا-
اس بات کی بیقراری نہ تھی کہ سیتا کہاں
گئی - یہ فکر تھی کہ راون سے سیتا کو کیسے
چھین لینا چاہیئے - اس کام کے لئے مددگاروں
کی ضرورت تھی - بہت بڑی فوج تیار کرنا
پڑیگی، لنکا پر حملہ کرنا پڑیگا - یہ فکریں پیدا
ہو گئی تھیں - چلتے چلتے سورج ڈوب گیا-
رام کو تو اب کسی بات کی سُدھ نہ تھی،
مگر لکشمن کو یہ خیال ہو رہا تھا کہ رات کہاں
کاٹی جائے - کوئی گاؤں نظر نہ آتا تھا، نہ
کسی رشی کا آشرم، اِسی فکر میں تھے کہ سامنے
درختوں کے کنج میں ایک جھونپڑی نظر آئی-
دونو آدمی اُس جھونپڑی کی طرف چلے - یہ
جھونپڑی ایک بھیلنی کی تھی جس کا نام
شبوری تھا - اُسے جو معلوم ہوا کہ یہ دونو
بھائی اجودھیا کے راجہ دسرتھ کے بیٹے ہیں

تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی، بولی
'دھنّیہ! میرے بھاگ کہ آپ میری جھونپڑی
تک آئے۔ آپ کے قدموں سے میری جھونپڑی
پاک ہو گئی۔ رات بھر یہیں آرام کیجئے'۔ یہ
کہہ کر وہ جنگل میں گئی اور تازے پھل توڑ
لائی۔ کچھ جنگلی بیر تھے، کچھ کروندے، کچھ
شریفے، شیوری خوب رسیلے، پکے ہوئے
پھل ہی چُن رہی تھی۔ اس خوف سے کہ
کوئی کھٹّا نہ نکل جائے وہ اکثر پھلوں کو
کُتر کر اُن کا ذائقہ لے لیتی تھی۔ بھیلنی کیا
جانتی تھی کہ جھوٹی چیز کھانے کے لائق
نہیں رہتی۔ اس طرح وہ ایک ٹوکری
پھلوں سے بھر کر لائی۔ اور کھانے کے
لئے اصرار کرنے لگی۔ اس وقت رنج کے
مارے اُن کا جی کچھ کھانے کو تو نہ چاہتا
تھا، پر شیوری کی خاطر منظور تھی۔ وہ
کتنے پریم سے جنگل سے پھل لائی ہے۔

اِس کا لحاظ تو کرنا ہی پڑیگا۔ جب پھل کھانے شروع کئے تو بعض بعض کُترے ہوئے نظر آئے۔ مگر دونو بھائیوں نے اُن پھلوں کو اور بھی رغبت کے ساتھ کھایا۔ گو وہ جھوٹھے تھے مگر اُن میں پریم کا رس بھرا ہوا تھا۔ دونو بھائی بیٹھے پھل کھا رہے تھے اور شیوری کھڑی پنکھا جھل رہی تھی۔ اُسے یہ ڈر لگا ہُوا تھا کہ کہیں میرے پھل کھٹے یا کچّے نہ نکل جائیں تو یہ لوگ بھوکے رہ جائینگے۔ شاید مجھے گھُڑکیاں بھی دیں۔ راجہ تو ہیں ہی۔ کیا ٹھکانا۔ مگر جب اُن لوگوں نے خوب بکھان بکھان کر کے پھل کھائے تو اُسے گویا جنّت کا ٹھیکہ مل گیا۔

دونو بھائیوں نے رات وہیں بسر کی۔ صبح کو شیوری سے رخصت ہو کر آگے بڑھے۔

اُدھر راون رتھ کو بھگاتا ہوا جب

پمپا سر پہاڑ کے قریب پہنچا تو سیتا جی نے دیکھا کہ پہاڑ پر کئی بندروں کی سی صورت والے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیتا جی نے خیال کیا کہ رام چندر مجھے ڈھونڈھتے ہوئے ضرور ادھر آئینگے۔ اِس لئے اُنہوں نے اپنے کئی زیور اور چادر رتھ کے نیچے ڈال دی۔ کہ شاید ان لوگوں کی نگاہ ان چیزوں پر پڑ جاے اور وہ رام چندر کو میرا پتہ بتا سکیں۔ آگے چل کر تم کو معلوم ہوگا کہ سیتا جی کی اس ہوشیاری سے رام چندر کو اُن کا پتہ لگانے میں بڑی مدد ملی ؛

لنکا پہنچ کر راون نے سیتا جی کو اپنے محل، باغ، خزانے، فوجیں سب دکھائیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ میری ثروت اور دولت کو دیکھ کر سیتا جی لالچ میں پڑ جائینگی۔ اُس کا محل کتنا شاندار تھا۔ باغ کتنے خوبصورت تھے۔ فوجیں کتنی بے شمار اور نئے نئے ہتھیاروں سے

کس قدر سجی ہوئی تھیں، خزانہ کتنا بے حساب
تھا، اس میں کتنے ہیرے جواہر بھرے ہوئے
تھے۔ مگر سیتا جی پر اِس فوج کا بھی کچھ
اثر نہ ہُوا۔ انہیں یقین تھا کہ رامچندر کے
تیروں کے سامنے یہ فوجیں ہرگز نہ ٹھہر سکینگی۔
جب راون نے دیکھا کہ سیتا جی نے میرے اس
ٹھاٹھ باٹ کی تنکے برابر بھی پروا نہ کی تو
بولا، کیا تمہیں اب بھی میری طاقت کا اندازہ
نہیں ہُوا؟ کیا تم اب بھی سمجھتی ہو کہ
رامچندر تمہیں میرے ہاتھوں سے چھڑا لے
جائینگے؟ اِس خیال کو دل سے نکال ڈالو۔
سیتا جی نے حقارت سے اس کی طرف دیکھکر
کہا۔ اس خیال کو میں دل سے کسی طرح
نہیں نکال سکتی۔ رام چندر ضرور مجھے
لے جائینگے۔ اور تجھے اس شرارت اور
کمینہ پن کا مزا بھی چکھائینگے۔ تیری ساری
فوج، سارا خزانہ، سارے ہتھیار دھرے

رہ جائینگے۔ اُن کے تیر موت کے تیر ہیں۔
تو اُن سے نہ بچ سکیگا۔ وہ آن کی آن
میں تیری یہ سونے کی لنکا خاک و سیاہ
کر دینگے۔ تیرے خاندان میں کوئی چراغ
جلانے والا بھی نہ رہ جائیگا۔ اگر تجھے اپنی
زندگی سے کچھ محبت ہو تو مجھے اُن کے
پاس پہنچا دے، اور اُن کے پیروں پر
عاجزی سے گر کر اپنی گستاخی کی معافی مانگ
لے۔ وہ بڑے رحم دل ہیں۔ تجھے معاف
کر دینگے۔ لیکن اگر تو اپنی شرارت سے
باز نہ آیا تو تیرا ستیاناس ہو جائیگا۔
راون غصّہ سے جل اُٹھا۔ محل کے قریب
ہی اشوک باٹکا نام کا ایک باغ تھا۔ راون
نے سیتا جی کو اُسی میں ٹھیرا دیا۔ اور کئی
راکشسن عورتوں کو اس لئے تعینات کیا کہ وہ
سیتا کو ستائیں اور ہر طرح کی تکلیف پہنچا کر
اُنہیں اس کی طرف مخاطب ہونے کے لئے

مجبور کریں - موقع پا کر اس کی تعریف سے
بھی سیتا جی کو مائل کریں - یہ انتظام کر کے
وہ تو چلا گیا - لیکن راکشسن عورتیں تھوڑے
ہی دنوں میں سیتا جی کی نیکی اور شرافت
اور شوہر کی سچی محبّت دیکھ کر اُن سے مانوس
ہو گئیں - اور اُنہیں تکلیف پہنچانے کے بدلے
ہر طرح کا آرام دینے لگیں - وہ سیتا جی کو
دلاسا بھی دیتی رہتی تھیں - ہاں جب راون
آ جاتا تو اُسے دکھانے کے لئے سیتا پر دو چار
گھُڑکیاں جما دیتی تھیں ٭

کِسکِندھا کانڈ

(۱) سیتا کی تلاش

رام اور لکشمن سیتا کی تلاش میں کوہ و بیابان کی خاک چھانتے چلے جاتے تھے۔ کہ سامنے رشموک پہاڑ نظر آیا۔ اُس کی چوٹی پر سگریو اپنے چند وفادار ساتھیوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ یہ شخص کِسکِندھا شہر کے راجہ بالی کا چھوٹا بھائی تھا۔ بالی نے ایک بات پر ناراض ہو کر اُسے راج سے نکال دیا تھا اور اُس کی بیوی تارا کو اُس سے چھین لیا تھا۔ سگریو بھاگ کر اس پہاڑ پر چلا آیا تھا۔ اور اگرچہ وہ چھُپ کر رہتا تھا، پھر بھی اُسے یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ کہیں بالی اُس کا پتہ نہ

لگا لے اور اُسے مارنے کے لئے کسی کو بھیج
نہ دے - اس نے رام اور لکشمن کو تیر اور
کمان لئے گزرتے دیکھا تو روح فنا ہو گئی -
خیال آیا کہ ہو نہ ہو بالی نے اِن دونو
دلاوروں کو مجھے مارنے کے لئے بھیجا ہے -
اپنے وفادار دوست ہنومان سے بولا ' بھئی
مجھے تو ان دونو آدمیوں سے ڈر لگتا ہے -
بالی نے اِنہیں مجھے مارنے کے لئے بھیجا
ہے - اب بتلاؤ کہیں جا کر چھپوں '؟

ہنومان سگریو کا سچا رفیق تھا - اس
غربت میں اور سب ساتھیوں نے سگریو سے
مُنہ موڑ لیا تھا - اس کی بات بھی نہ پوچھتے
تھے - مگر ہنومان بڑے عقلمند تھے اور جانتے
تھے کہ سچا دوست وہی ہے جو مصیبت میں
ساتھ دے - اچھّے دنوں میں تو دشمن بھی
دوست بن جاتے ہیں - انہوں نے سگریو
کو سمجھایا - آپ اتنا ڈرتے کیوں ہیں - مجھے

اِن دونو آدمیوں کے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت شریف اور رحمدِل ہیں۔ میں ابھی اِن کے پاس جاکر ان کا حال دریافت کرتا ہوں ؛

یہ کہ کر ہنومان نے ایک برہمن کا بھیس بنایا۔ ماتھے پر ٹیکہ لگایا، جنیو پہنا، پوتھی بغل میں دبائی اور لاٹھی ٹیکتے ہوئے رامچندر کے پاس جاکر بولے، آپ لوگ یہاں کہاں سے آرہے ہیں؟ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ پردیسی ہیں اور شاید آپ کا کوئی ساتھی کھو گیا ہے، ؛

رام چندر نے کہا 'ہاں دیوتا جی، آپ کا خیال دُرست ہے۔ ہم لوگ پردیسی ہیں۔ قِسمت کے مارے اجودھیا کا راج چھوڑ کر یہاں جنگلوں کی خاک چھان رہے ہیں۔ اس پر نئی مصیبت یہ پڑی کہ کوئی میری بیوی سیتا کو بھی اُٹھا لے گیا۔

اُسی کی تلاش میں ادھر آ نکلے - دیکھیں
ابھی کہاں کہاں ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں'۔
منومان نے ہمدردانہ انداز سے کہا' مہاراج
گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے - آپ
اجودھیا کے راجکمار ہیں تو ہم لوگ بھی
آپ کے خادم ہیں - میرے ساتھ پہاڑ پر
چلئے - وہاں راجہ سگریو رہتے ہیں - اُنہیں
بالی نے کسکندھا پوری سے نکال دیا ہے -
بڑے ہی نیک اور ملنسار آدمی ہیں -
اگر اُن سے آپ کی دوستی ہو گئی تو پھر
بڑی آسانی سے آپ کا کام نکل جائیگا -
وہ چاروں طرف اپنے آدمی بھیج کر پتہ
لگائینگے' اور جونہی پتہ مِلا اپنی زبردست
فوج لے کر مہارانی جی کو چھُڑا لائینگے -
اُنہیں آپ اپنا خادم سمجھئے'۔
رام نے لکشمن سے کہا - 'مجھے تو یہ آدمی دل
کا صاف اور شریف معلوم ہوتا ہے -

اس کے ساتھ جانے میں کوئی ہرج نہیں
معلوم ہوتا۔ کون جانے سگریو ہی سے ہمارا
کام نکلے۔ چلو ذرا سگریو سے بھی مل لیں۔
دونو بھائی ہنومان کے ساتھ پہاڑ پر پہنچے۔
سگریو نے دوڑ کر اِن کا اِستقبال کیا اور لاکر
اپنے برابر سنگھاسن پر بٹھایا۔
ہنومان نے کہا' آج بڑا مبارک دن ہے۔
کہ اجودھیا کے دھرماتما راجہ رام کِسکِندھا
پوری کے راجہ سگریو کے مہمان ہوئے ہیں۔
آپ دونو مِل کر اتنے طاقتور ہو جائینگے۔
کہ کوئی آپ کا سامنا نہ کر سکیگا۔ آپ کی
حالت ایک سی ہے۔ اور آپ دونو کو
ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت ہے۔
راجہ سگریو مہارانی سیتا کی تلاش کرینگے۔
اور مہاراجہ رام چندر بالی کو مار کر سگریو
کو راجہ بنائینگے۔ اور رانی تارا کو واپس
دلا دینگے۔ اس لئے آپ دونو اگن کو گواہ

بنا کر عہد کیجئے کہ ہمیشہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہینگے۔ چاہے اُس میں کتنا ہی خطرہ ہو ٭

آگ جلائی گئی۔ رام اور سگریو اُس کے سامنے بیٹھے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا قول و قرار کیا۔ پھر باتیں ہونے لگیں۔ سگریو نے پوچھا 'آپ کو معلوم ہے کہ سیتا جی کو کون اُٹھا لے گیا؟ اگر اُس کا نام معلوم ہو جائے تو شاید میں سیتا جی کا آسانی سے پتہ لگا سکوں' ٭

رام نے کہا۔ 'یہ تو جٹایو سے معلوم ہو گیا ہے۔ بھائی۔ یہ لنکا کے راجہ راون کی حرکت ہے۔ اسی نے ہم لوگوں کو فریب دے کر سیتا کو ہر لیا اور اپنے رتھ پر بٹھا کر لے گیا ٭

اب سگریو کو اُن زیوروں کی یاد آئی جو سیتا جی نے رتھ پر سے نیچے پھینکے تھے۔ اُس

نے اُن زیوروں کو منگوا کر رامچندر کے سامنے رکھ دیا اور بولا آپ اُن زیوروں کو دیکھ کر پہچانئے کہ یہ مہارانی سیتا کے تو نہیں ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک دن ایک رتھ ادھر سے جا رہا تھا۔ کسی عورت نے اُس پر سے یہ گہنے پھینک دِئے تھے۔ مجھے تو معلوم ہوتا ہے وہ سیتا جی ہی تھیں۔ راون اُنہیں لئے چلا جاتا تھا۔ جب کچھ بس نہ چلا تو اُنہوں نے یہ زیور گرا دِئے کہ شاید آپ اِدھر آئیں اور ہم لوگ آپ کو اُن کا پتہ بتا سکیں ؂

زیوروں کو دیکھ کر رام چندر کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ ایک دن وہ تھا کہ یہ گہنے سیتا جی کے بدن پر زیب دیتے تھے۔ آج یہ اس طرح مارے مارے پھر رہے ہیں۔ مارے غم کے وہ ان گہنوں کو دیکھ نہ سکے۔ مُنہ پھیر کر لکشمن سے کہا۔ بھیّا ذرا دیکھو تو یہ تمہاری بھابی کے زیور ہیں'؟

لکشمن نے کہا 'بھائی صاحب' اس گلے کے
ہار اور ہاتھوں کے کنگن کی نسبت تو میں
کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں نے
کبھی بھابھی کے چہرے کی طرف دیکھنے
کی جرات نہیں کی۔ ہاں پاؤں کے یہ
بچھوے اور پازیب بھابھی ہی کے ہیں۔
میں اُن کے چرنوں کو چھوتے وقت روز
ان چیزوں کو دیکھتا رہا ہوں۔ بلاشک یہ
چیزیں دیوی جی ہی کی ہیں ؛
سگریو بولا۔ تب تو اس میں شک نہیں کہ
دکھن کی طرف ہی سیتا جی کا پتہ لگیگا۔
آپ جتنی جلد مجھے راج دلا دیں اُتنی ہی
جلد میں آدمیوں کو اُدھر بھیجنے کا انتظام
کروں۔ مگر یہ سمجھ لیجئے کہ بالی نہایت
زور آور آدمی ہے اور لڑائی کے فن بھی
خوب جانتا ہے۔ مجھے یہ اطمینان کیسے
ہوگا کہ آپ اُس پر فتح پا سکینگے۔ وہ

ایک تیر سے تین درختوں کو ایک ہی
ساتھ چھید ڈالتا ہے'۔
پہاڑ کے نیچے سات درخت ایک ہی قطار
میں لگے ہوئے تھے۔ رامچندر نے تیر کو کمان
پر چڑھا کر چھوڑا تو وہ ساتوں درختوں کو پار
کرتا ہوا پھر ترکش میں آ گیا۔ رامچندر کا یہ
کمال دیکھ کر سگریو کو یقین ہو گیا کہ یہ بالی
کو مار سکینگے۔ دوسرے دن اُس نے ہتھیار سجے
اور بڑی دلیری سے بالی کے سامنے جا کر بولا۔
'او ظالم! نکل آ۔ آج میرا اور تیرا آخری
بار مقابلہ ہو جائے۔ تو نے مجھے بے گناہ راج
سے نکال دیا ہے۔ آج تجھے اُس کا مزہ
چکھاونگا'۔
بالی نے کئی بار سُگریو کو پچھاڑ دیا تھا۔
پر ہر مرتبہ تارا کی سفارش کرنے پر
اُسے چھوڑ دیا تھا۔ یہ للکار سن کر غُصہ سے
لال ہو گیا اور بولا' معلوم ہوتا ہے تیری

شامتیں آئی ہیں - جبھی تجھے اتنا گھمنڈ ہو گیا ہے - کیوں ناحق اپنی جان کا دشمن ہُوا ہے - جا چوروں کی طرح پہاڑ پر چھپ کر بیٹھ - تیرے خون سے کیا ہاتھ رنگوں'۔

تارا نے بالی کو اکیلے میں بُلا کر کہا 'میں نے سُنا ہے سگریو نے اجودھیا کے راجہ رامچندر سے دوستی کر لی ہے - وہ بڑے بہادر ہیں - تم اس کا تھوڑا بہت حصّہ دیکر راضی کر لو - اس وقت لڑنا مناسب نہیں'۔

مگر بالی اپنی طاقت کے غرور میں اندھا ہو رہا تھا - بولا - 'سُگریو ایک نہیں سَو راجاؤں کو اپنی مدد کے لئے بُلا لائے میں بالکل پروا نہیں کرتا - جب میں نے راون کی کچھ حقیقت نہیں سمجھی تو رامچندر کی کیا ہستی ہے - میں نے سمجھا دیا ہے' لیکن وہ مجھے لڑنے پر مجبور کریگا تو اُس کی شامت - اب کی مار ہی ڈالونگا - ہمیشہ کے لئے قصّہ پاک کر دونگا'۔

بالی جب باہر آیا تو دیکھا سُگریو ابھی تک کھڑا للکار رہا ہے۔ تب اُس سے ضبط نہ ہو سکا۔ اپنی گدا اُٹھا لی اور سُگریو پر جھپٹا۔ سُگریو پیچھے ہٹتا ہوا بالی کو اُس مقام تک لایا جہاں رام چندر تیر و کمان لئے گھات میں بیٹھے تھے۔ اُسے اُمید تھی کہ اب رام چندر تیر چھوڑ کر بالی کا کام تمام کر دینگے، مگر جب کوئی تیر نہ آیا اور بالی اُس پر وار کرتا ہی گیا تب تو سُگریو جان لے کر بھاگا اور پہاڑ کے ایک غار میں چھپ گیا۔ بالی نے بھاگے ہوئے دشمن کا پیچھا کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھ کر مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے گھر کا راستہ لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد جب رامچندر سگریو کے پاس آئے تو وہ بگڑ کر بولا۔ 'واہ صاحب واہ! آپ نے تو آج میری جان ہی لے لی تھی۔ مجھ سے تو کہا کہ میں درخت کی آڑ سے

بالی کو مار گراؤنگا اور تیر کے نام ایک تنکا بھی نہ چھوڑا۔ جب آپ بالی سے اتنا ڈرتے تھے تو مجھے لڑنے کے لئے بھیجا ہی کیوں تھا۔ میں تو بڑے مزے سے یہاں چھپا بیٹھا تھا۔ میں نہ جانتا تھا کہ آپ اتنے وعدہ فراموش ہیں۔ بھاگ نہ آتا تو اُس نے آج مجھے مار ہی ڈالا تھا'۔

رام نے شرمندہ ہو کر کہا۔ 'سگریو میں اپنے وعدے کو بھولا نہ تھا اور نہ بالی سے ڈر ہی رہا تھا۔ بات یہ تھی کہ تم دونو بھائی صورت شکل میں اتنا ملتے جلتے ہو کہ میں دُور سے پہچان ہی نہ سکا کہ کون تم ہو اور کون بالی۔ ڈرتا تھا کہ ماروں تو بالی کو اور تیر لگ جائے تمہیں۔ بس اتنی سی بات تھی۔ کل تم ایک مالا گلے میں پہن کر پھر اُس سے لڑو۔ اس طرح میں تمہیں پہچان جاؤنگا اور ایک ہی تیر میں بالی کا کام تمام کر دُونگا۔

دوسرے دن سگریو نے پھر جا کر بالی کو للکارا۔ کل مَیں نے تجھے بڑا بھائی سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ ورنہ چاہتا تو چٹنی کر ڈالتا۔ مجھے اُمید تھی کہ تو میرے اس برتاؤ سے کچھ نرم ہوگا اور میرے آدھے راج کے ساتھ میری بیوی کو واپس کر دیگا۔ مگر تو نے میرے برتاؤ کی کچھ قدر نہ کی۔ اس لئے آج میں پھر لڑنے آیا ہوں۔ آج فیصلہ ہی کر کے چھوڑونگا۔

بالی فوراً نکل آیا۔ سُگریو کے ڈینگ مارنے پر آج اُسے بہت غصّہ آیا۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ آج اسے زندہ نہ چھوڑونگا۔ دونو پھر اُسی میدان میں آ کر لڑنے لگے۔ بالی نے ذرا دیر میں سگریو کو دے پٹکا اور اس کی چھاتی پر سوار ہو کر چاہتا تھا کہ اس کا سر کاٹ لے کہ یکایک کسی طرف سے ایک ایسا تیر آ کر اُس کے سینے میں لگا کہ وہ فوراً نیچے گر پڑا۔ سینے سے خون کی دھار بہنے لگی۔

اُس کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ تیر کس نے مارا۔
اُس کے راج میں تو اَیسا کوئی شخص نہ تھا
جس کے تیر میں اِتنی طاقت ہوتی ؛

وہ اِسی شش و پنج میں پڑا چلّا رہا تھا۔
کہ رام اور لکشمن تیر و کمان لئے سامنے
آ کھڑے ہُوئے۔ بالی سمجھ گیا کہ رامچندر نے
ہی اُسے تیر مارا ہے۔ بولا "کیوں مہاراج!
مَیں نے تو سُنا تھا کہ تُم بڑے دھرماتما اَور
بہادُر ہو۔ کیا تُمہارے دیس میں اسی کو بہادری
کہتے ہیں کہ کِسی آدمی پر چھپ کر وار کیا جائے۔
مَیں نے تو تُمہارا کچھ نہیں بگاڑا تھا"؛

رام چندر نے جواب دِیا۔ "مَیں نے
تُمہیں اس لئے نہیں مارا کہ تُم میرے دُشمن
ہو۔ بلکہ اس لئے کہ تم نے اپنے خاندان پر
ظُلم کیا ہے اَور سُگریو کی بیوی کو گھر ڈال لیا
ہے۔ ایسے آدمی کو قتل کرنا گُناہ نہیں ہے۔
تُمہیں اپنے خاص بھائی کے ساتھ ایسی بدسلوکی

نہ کرنی چاہیئے تھی۔ تم سمجھتے ہو کہ 'راجہ آزاد ہے' وُہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ راجہ اُسی وقت تک آزاد ہے۔ جب تک وہ نیکی اور انصاف کے راستہ پر چلتا ہے۔ جب وہ نیکی کے راستہ سے ہٹ جائے تو ہر شخص کو جو کافی طاقت رکھتا ہو اُسے سزا دینے کا اختیار ہے۔ اس کے علاوہ سگریو میرا دوست ہے۔ اور دوست کا دشمن میرا دشمن ہے۔ میرا فرض تھا کہ میں اپنے دوست کی مدد کرتا'۔

بالی کو مہلک زخم لگا تھا۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ اب میں چند لمحوں کا اور مہمان ہُوں۔ تو اُس نے اپنے بیٹے انگد کو بُلا کر سگریو کے سپُرد کیا اور بولا "سگریو! اب میں اس دُنیا سے رُخصت ہو رہا ہوں۔ اس یتیم لڑکے کو اپنا بیٹا سمجھنا۔ یہی تم سے میری آخری درخواست ہے۔ میں نے جو کچھ کیا اُس کا

پھل پایا - تم سے مجھے کوئی شکایت نہیں -
جب دو بھائی لڑتے ہیں تو بربادی کے سوا
اور نتیجہ کیا ہو سکتا ہے - اب میری برائیوں
کو بھول جاؤ - میری بد سلوکیوں کا بدلہ اس
یتیم لڑکے سے نہ لینا - اسے طعنے نہ دینا، میری
حالت سے سبق لو اور سچائی کے راستے پر چلو،
یہ کہتے کہتے بالی کی جان نکل گئی - سگریو
کسکندھاپوری کا راجہ ہؤا اور انگد ولی عہد
بنایا گیا - تارا پھر سگریو کی رانی ہو گئی ؛

(۲) ہنومان

برسات کا موسم آیا - ندی نالے، جھیل
تالاب، پانی سے لبریز ہو گئے - میدانوں میں
سبزہ لہلہانے لگا - پہاڑیوں پر موروں نے
شور مچانا شروع کیا - آسمان پر کالے کالے
بادل منڈلانے لگے - رام اور لکشمن نے ساری
برسات پہاڑ کی گپھا میں بسر کی - یہاں تک

کہ برسات گزر گئی اور جاڑا آیا۔ پہاڑی ندیوں
کی دھار دھیمی پڑ گئی، کاس کے درخت سفید
پھولوں سے لد گئے۔ آسمان صاف اور نیلگوں
ہو گیا۔ چاند کی روشنی نکھر گئی۔ مگر سگریو نے
اب تک سیتا کو تلاش کرنے کا کوئی انتظام
نہ کیا۔ نہ رام لکشمن ہی کی کچھ خبر لی۔ ایک
مدّت تک مصیبتیں جھیلنے کے بعد راج کا سکھ
پا کر عیش میں ڈوب گیا۔ اپنا قول یاد نہ رہا۔
آخر رام چندر نے انتظار سے تنگ آ کر ایک
دن لکشمن سے کہا "دیکھتے ہو سگریو کی احسان
فراموشی۔ جب تک بالی نہ مرا تھا تب تک تو
رات دن خوشامد کیا کرتا تھا اور جب راج
مل گیا اور کسی دشمن کا خطرہ نہ رہا تو ہماری
طرف سے بالکل بے فکر ہو گیا۔ تم ذرا جا کر
اُسے ایک بار یاد تو دلا دو۔ اگر مان جائے تو
بہتر، ورنہ جس تیر سے بالی کو مارا اُسی
تیر سے سگریو کو ختم کر دُونگا"۔

لکشمن فوراً کسکندھا شہر میں داخل ہوئے
اور سگریو کے پاس جاکر کہا "کیوں صاحب!
شرافت اور بھل منسی کے یہی معنی ہیں کہ جب
تک اپنی غرض تھی تب تک تو رات دن گھیرے
رہتے تھے اور جب راج مل گیا تو سارے
وعدے بھول بیٹھے۔ خیریت چاہتے ہو تو فوراً
اپنی فوج کو سیتا کی تلاش میں روانہ کرو،
ورنہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ جن ہاتھوں نے بالی
کا ایک دم میں خاتمہ کر دیا، انہیں تم کو
مارنے میں کیا دیر لگتی ہے۔ راستہ دیکھتے دیکھتے
ہماری آنکھیں تھک گئیں، مگر تمہاری نیند نہ
ٹوٹی۔ تم اتنے بے مروّت اور خود غرض ہو۔
میں تمہیں ایک مہینے کا وقت دیتا ہوں۔ اگر
اس میعاد کے اندر سیتا جی کا کچھ پتہ نہ چل
سکا تو تمہاری خیریت نہیں"۔

سگریو کو مارے شرم کے سر اٹھانا مشکل
ہو گیا۔ لکشمن سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگی

اَور بولا "ویر لکشمن! مَیں سخت نادم ہُوں کہ اب تک اپنا وعدہ نہ پُورا کر سکا۔ سری راجچندر نے مجھ پر جو احسان کیا اُسے مرتے دم تک نہ بھولونگا۔ اب تک میں سلطنت کی پریشانیوں میں پھنسا ہُوا تھا۔ اب دل و جان سے سیتا جی کی تلاش کرونگا۔ مجھے یقین ہے کہ ایک مہینے میں مَیں اُن کا پتہ لگا دُونگا"۔

یہ کہ کر وہ لکشمن کے ساتھ رشموگ پہاڑ پر چلا آیا جہاں رام اور لکشمن رہتے تھے۔ اور یہیں سے سیتا جی کو تلاش کرنے کا انتظام کرنے لگا۔ معتبر اور آزمودہ کار آدمیوں کو چُن چُن کر مُلک کے ہر ایک حصہ میں بھیجنا شروع کیا۔ کوئی پنجاب اور قندھار کی طرف گیا۔ کوئی بنگال کی طرف، کوئی ہمالہ کی طرف۔ ہنومان اُن آدمیوں میں سب سے بہادر اَور تجربہ کار تھے۔ اُنہیں اُس نے دکھن کی طرف بھیجا۔ کیونکہ گمان یہ تھا کہ راون سیتا جی کو

لے کر لنکا کی طرف گیا ہوگا۔ ہنومان کی مدد کے لئے انگد، جامونت، نیل، نل وغیرہ بہادروں کو بھی تعینات کیا۔ رامچندر ہنوماں سے بولے۔ "مجھے اُمید ہے کہ کامیابی کا سہرا تمہارے ہی سر رہیگا"۔

ہنومان نے کہا۔" اگر آپ کی یہ دعا ہے۔ تو میں ضرور کامیاب ہونگا۔ آپ مجھے کوئی ایسی نشانی دے دیجئے جسے دکھا کر میں سیتا جی کی تشفّی کر سکوں"۔

رام چندر نے اپنی انگوٹھی نکال کر ہنومان کو دے دی اور بولے" اگر سیتا سے تمہاری مُلاقات ہو تو اُنہیں سمجھا کر کہنا کہ رام اور لکشمن تمہیں بہت جلد چھڑانے آئینگے۔ جس طرح انہنے دن کاٹے ہیں اُسی طرح تھوڑے دن اور صبر کریں۔ اُن کو خوب ڈھارس دینا کہ رنج نہ کریں۔ یہ زمانے کا اُلٹ پھیر ہے۔ نہ اس طرح رہا، نہ اُس طرح رہیگا۔

اگر یہ تکلیفیں نہ جھیلنی ہوتیں تو ہمارا بن باس ہی کیوں ہوتا - راج چھوڑ کر کیوں جنگلوں میں مارے مارے پھرتے - ہر حالت میں ایشور پر بھروسہ رکھنا چاہیئے، ہم سب اُسی کی مرضی کے پُتلے ہیں"۔

ہنومان انگوٹھی لے کر اپنے رفیقوں کے ساتھ چلے - مگر کئی دن کے بعد جب لنکا کا کچھ ٹھیک پتہ نہ چلا اور رسد کا سامان سب خرچ ہو گیا تو انگد اور اُس کے کئی ساتھی واپس چلنے پر تیّار ہو گئے - انگد اُن کا سرغنہ بن بیٹھا - اگرچہ وہ سگریو کے حکم کی تعمیل کر رہا تھا، پر ابھی تک اپنے باپ کا غم اُس کے دل میں تازہ تھا - ایک دن اُس نے کہا، بھائیو میں تو اب آگے نہیں جا سکتا - نہ ہمارے پاس رسد ہے نہ یہی خبر ہے کہ ابھی لنکا کتنی دُور ہے - اس طرح گھاس پات کھا کر ہم لوگ کتنے دِن

رہینگے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چچا سگریو نے ہمیں ادھر اسی لئے بھیجا ہے کہ ہم لوگ بھوک پیاس سے مرجائیں اور اُسے میری طرف سے کوئی کھٹکا نہ رہے۔ اس کے سوا اُس کا اور کوئی مطلب نہیں۔ آپ تو وہاں مزے سے بیٹھے راج کر رہے ہیں۔ اور ہمیں مرنے کے لئے ادھر بھیج دیا ہے۔ وہی رام چندر تو ہیں جنہوں نے میرے باپ کو دغا سے قتل کیا۔ مَیں کیوں اُن کی بیوی کی تلاش میں جان دُوں۔ مَیں تو اب کسکندھا نگر جاتا ہُوں۔ اور آپ لوگوں کو بھی یہی صلاح دیتا ہُوں'۔

اور لوگ تو انگد کے ساتھ لَوٹنے پر نیم راضی سے ہو گئے، مگر ہنومان نے کہا۔ جن لوگوں کو اپنے قول کی پڑوا نہ ہو وُہ لَوٹ جائیں۔ مَیں نے تو عہد کر لیا ہے کہ سیتا جی کا پتہ لگائے بغیر نہ لَوٹونگا، چاہے

اِس کوشش میں جان ہی کیوں نہ دینا پڑے۔
مردوں کی بات جان کے ساتھ ہے۔ وُہ جو
وعدہ کرتے ہیں اُس سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتے۔
ہم رام چندر کے ساتھ بے وفائی کر کے اپنی
ساری قوم کو بدنام نہیں کر سکتے۔ آپ لوگ
لکشمن کے غُصّہ سے واقف نہیں۔ میں اُن
کا غصّہ دیکھ چُکا ہوں۔ اگر ہم لوگ اپنا وعدہ
نہ پورا کر سکے تو سمجھ لو کہ کسکندھا کا راج
تباہ ہو جائیگا'۔

ہنومان کے سمجھانے کا سب کے اوپر اثر
ہُوا۔ انگد نے دیکھا کہ میں اکیلا ہی رہا جاتا
ہوں تو اُس نے بھی بغاوت کا ارادہ چھوڑ
دیا۔ ایک بار پھر سب نے مضبوط کمر باندھی
اور آگے بڑھے۔ بیچارے دن بھر اِدھر اُدھر
بھٹکتے اور رات کو کسی غار میں پڑ رہتے تھے۔
رِیچھ راج کا کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ یہاں تک کہ
بھٹکتے ہُوئے ایک مہینہ کے قریب گزر گیا۔

راجہ سگریو نے چلتے وقت کہہ دیا تھا کہ اگر تم لوگ ایک مہینہ کے اندر سیتا جی کا پتہ لگا کر نہ لوٹوگے تو مَیں کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا۔ اَور یہاں یہ حال تھا کہ سیتا جی کی کچھ خبر ہی نہیں۔ سب کے سب زندگی سے مایُوس ہو گئے۔ سمجھ گئے کہ اسی حیلہ سے مرنا تھا۔ اس طرح لوٹ کر مارے جانے سے تو یہ کہیں اچھّا ہے کہ یہیں کہیں ڈُوب مریں ؛

ایک دن یہ مُصیبت کے مارے بیٹھے سوچ رہے تھے کہ کدھر جائیں کہ اُنہیں ایک بوڑھا فقیر آتا ہؤا دکھائی دیا۔ بہت دنوں کے بعد ان لوگوں کو آدمی کی صورت نظر آئی۔ سب نے دوڑ کر اُسے گھیر لیا اَور پُوچھنے لگے، کیوں بابا، تُم نے کہیں رانی سیتا کو دیکھا ہے، کچھ بتلا سکتے ہو وُہ کہاں ہیں؟

اس فقیر کا نام سمپاتی تھا۔ وُہ اُس جٹایو کا بھائی تھا جس نے سیتا جی کو راون سے

چھین لینے کی کوشش میں اپنی جان دے دی تھی - دونو بھائی بہت دنوں سے الگ الگ رہتے تھے - بولا ' ہاں بھائی ' سیتا کو لنکا کا راجہ راون اپنے رتھ پر اُٹھا لے گیا ہے - کئی ہفتے ہوئے ہیں نے سیتا جی کو رتھ پر روتے ہوئے جاتے دیکھا تھا' کیا کروں' بڑھاپے سے لاچار ہوں ورنہ راون سے ضرور لڑتا - تب سے اسی فکر میں گھوم رہا ہوں کہ کوئی مل جائے تو اُس سے یہ خبر کہ دوں - کون جانے کب موت آ جائے - تم لوگ خوب ملے - اب میں نے اپنا فرض ادا کر دیا' ؛

ہنومان نے پوچھا - ' لنکا کدھر ہے اور یہاں سے کتنی دور ہے بابا' ؟

سمپاتی بولا - ' دکھن کی طرف چلے جاؤ - وہاں تمہیں ایک سمندر ملیگا - سمندر کے اُس پار لنکا ہے - یہاں سے کوئی سو کوس ہوگا' ؛

یہ خبر سُن کر اس جماعت کے لوگ بہُت خوُش ہوُئے۔ زندگی کی کچھ اُمید ہوئی۔ اُسی وقت قدم تیز کر دئے اور دو دن میں رات دن چل کر سو کوس کی منزل تمام کر دی۔ اب سمندر ان کے سامنے لہریں مار رہا تھا۔ چاروں طرف پانی ہی پانی۔ جہاں تک نگاہ جاتی پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ ان غریبوں نے اِتنا چوڑا ند کہاں دیکھا تھا۔ کئی آدمی تو مارے خوف کے کانپ اُٹھے۔ نہ کوئی ناؤ تھی، نہ کوئی ڈونگی۔ سمندر میں جائیں تو کیسے جائیں۔ کسی کی ہمّت نہ پڑتی تھی۔ نل اور نیل اچھے انجنیر تھے مگر سمندر میں تیرنے قابل کشتی بنانے کے لئے نہ کوئی سامان تھا، نہ وقت۔ اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہ تھی کہ اُن میں سے کوئی سمندر کو تیر کر لنکا جائے اور سیتا جی کی خبر لائے۔ آخر بُوڑھے جامونت نے کہا، کیوں بھائیو، کب تک

اِس طرح سمندر کو سہمی ہُوئی نظروں سے دیکھتے رہو گے ؟ تُم میں سے کوئی اتنی ہمت نہیں رکھتا کہ سمندر کو تیر کر لنکا تک جائے ؟
انگد نے کہا "مَیں تیر کر جا تو سکتا ہُوں پر شاید لوٹ کر نہ آ سکوں" ۔
نل نے کہا "مَیں تیر کر جا تو سکتا ہُوں۔ پر شاید لوٹتے وقت آدھی دُور آتے آتے بے دم ہو جاؤں" ۔
نیل بولا "جا تو میں بھی سکتا ہُوں اور شاید یہاں تک لوٹ بھی آؤں ۔ مگر لنکا میں سیتا جی کا پتہ لگا سکوں اِس کا مجھے یقین نہیں" ۔
اسی طرح سبھوں نے اپنی اپنی ہمّت اور طاقت کا اندازہ لگایا ۔ مگر ہنومان جی ابھی تک خاموش بیٹھے تھے ۔ جامونت نے اُن سے بھی پُوچھا "تُم کیوں چُپ ہو بھگت جی ؟ بولتے کیوں نہیں ؟ کچھ تُم سے بھی ہو سکیگا ؟"

ہنومان نے کہا۔ "مَیں لنکا تک تیر کر جا سکتا ہُوں۔ تم لوگ یہیں بیٹھے ہُوئے میرا اِنتظار کرتے رہنا۔

جامُونت نے ہنس کر کہا۔ "اِتنی ہمت ہونے پر بھی تم اب تک خاموش کیوں بیٹھے تھے"؟

ہنومان نے جواب دیا۔ "صرف اِسی لئے کہ مَیں اَوروں کو اپنا درجہ اور رُتبہ بڑھانے کا مَوقع دینا چاہتا تھا۔ مَیں پہلے بول اُٹھتا تو شاید اَوروں کو یہ افسوس ہوتا کہ ہنومان نہ ہوتے تو مَیں اِس کام کو پورا کر کے راجہ سگریو اور راجہ رام چندر دونو کا پیارا بن جاتا۔ جب کوئی تیّار نہ ہُوا تو مجبُور ہو کر مجھے اس کام کا بیڑا اُٹھانا پڑا۔ آپ لوگ بے فکر ہو جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ مَیں بہت جلد کامیاب ہو کر واپس آؤنگا"۔

یہ کہ کر ہنومان جی سمندر کی طرف مردانہ قدم اُٹھاتے ہُوئے چلے۔

سُندر کانڈ

(۱) ہنومان لنکا میں

راس کماری سے لنکا تک تیر کر جانا آسان کام نہ تھا۔ اِس پر دریائی جانوروں سے بھی سامنا کرنا پڑا۔ مگر ویر ہنومان نے ہمّت نہ ہاری۔ شام ہوتے ہوتے وہ اُس پار جا پہنچے۔ دیکھا کہ لنکا کا شہر ایک پہاڑ کی چوٹی پر بسا ہُوا ہے۔ اس کے محل آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ سڑکیں چوڑی اور صاف ہیں۔ اُن پر طرح طرح کی سواریاں دَوڑ رہی ہیں۔ قدم قدم پر مُسلّح سپاہی کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ جدھر دیکھئے ہیرے جواہر کے انبار لگے ہیں۔

شہر میں ایک بھی غریب آدمی نہیں نظر آتا۔
بعض بعض محلوں کے کلس سونے کے ہیں۔
دیواروں پر ایسی خوبصورت قلعی کی ہوئی ہے
کہ معلوم ہوتا ہے سونے کی ہیں۔ ایسا آباد اور
با رونق شہر دیکھ کر ہنومان چکرا گئے۔ یہاں
سیتا جی کا پتہ لگانا لوہے کے چنے چبانا تھا۔
یہ تو اب معلوم ہی تھا کہ سیتا راون کے
محل میں ہونگی۔ مگر محل میں گزر کیونکر ہو۔
صدر دروازہ پر سنتریوں کا پہرہ تھا۔ کسی
سے پوچھتے تو فوراً لوگوں کو اُن پر شبہہ
ہو جاتا۔ پکڑ لئے جاتے۔ سوچنے لگے شاہی
محل کے اندر کیسے گھسوں۔ یکایک انہیں ایک
بڑا چھتنار درخت نظر آیا جس کی شاخیں محل
کے اندر جھکی ہوئی تھیں۔ ہنومان خوشی سے
اُچھل پڑے۔ پہاڑوں میں تو وہ پیدا ہی ہوئے
تھے۔ بچپن ہی سے درختوں پر چڑھنا، اُچکنا،
کودنا، سیکھا تھا۔ اِتنی پھرتی سے درختوں پر

چڑھتے تھے کہ بندر بھی دیکھ کر شرما جاے۔
پہرہ داروں کی آنکھ بچا کر فوراً اُس درخت پر
چڑھ گئے اور پتّوں میں چھپے بیٹھے رہے۔ جب
آدھی رات ہو گئی اور چاروں طرف سناٹا چھا گیا،
راون بھی اپنے محل میں آرام کرنے چلا گیا،
تو وہ آہستہ سے ایک شاخ کو پکڑ کر محل
کے اندر کود پڑے۔

محل کے اندر کی چمک دمک دیکھ کر ہنومان
کی آنکھوں میں چکا چوندھ آ گئی۔ بلّور کی شفاف
زمین تھی۔ اُس پر فانوس کی کرنیں پڑتی تھیں
تو وہ دپ دپ کرنے لگتی تھی۔ ہنومان نے
دبے پاؤں محلوں میں گھومنا شروع کیا۔ راون
کو دیکھا ایک سونے کے پلنگ پر پڑا سو رہا
ہے۔ اس کے کمرے سے ملے ہوئے مندودری
اور دُوسری رانیوں کے کمرے ہیں۔ مندودری کا
حُسن دیکھ کر ہنومان کو شک ہُوا کہ کہیں یہی
سیتا جی نہ ہوں۔ مگر خیال آیا سیتا جی اِس طرح

عطر اور جواہر سے لدی ہوئی بھلا میٹھی نیند
کے مزے لے سکتی ہیں - ایسا مُمکن نہیں - یہ
سیتا نہیں ہو سکتیں - ہر ایک محل میں اُنہوں
نے حسین رانیوں کو مزے سے سوتے پایا -
کوئی گوشہ ایسا نہ بچا جسے اُنہوں نے نہ
دیکھا ہو - پر سیتا جی کا کہیں نشان نہیں -
وہ رنج و غم سے گھُلی ہُوئی سیتا کہیں نظر
نہ آئیں - ہنومان کو شُبہہ ہُوا کہیں راون
نے سیتا جی کو مار تو نہیں ڈالا - زندہ ہوتیں
تو کہاں جاتیں ؟

ہنومان ساری رات اسی جیص بیص میں
پڑے رہے - جب سویرا ہونے لگا اور کوّے
بولنے لگے تو وُہ اُسی درخت کی شاخ سے
باہر نکل آئے - مگر اب اُنہیں کسی ایسی
جگہ کی ضرورت تھی جہاں وُہ دن بھر چھُپ
سکیں - کل جب وہ یہاں آئے تھے تو شام
ہو گئی تھی - اندھیرے میں کسی نے اُنہیں

دیکھا نہیں - مگر صُبح کو اُن کا لباس اَور رَنگ روپ دیکھ کر یقیناً لوگ بھڑک اُٹھتے اَور اُنہیں پکڑ لیتے - اِس لئے ہنومان کِسی ایسی جگہ کی تلاش کرنے لگے جہاں وہ چُھپ کر بیٹھ سکیں - کل سے کُچھ کھایا نہ تھا - بھوک بھی لگی ہوئی تھی - باغ کے سوا اَور مفت کے پھل کہاں مِلتے - یہی سوچتے چلے جاتے تھے کہ کُچھ دُور پر ایک گھنا باغ دکھائی دیا - اشوک کے بڑے بڑے درخت ہری ہری خوبصورت پتّیوں سے لدے ہُوئے کھڑے تھے - ہنومان نے اُسی باغ میں بھُوک مٹانے اور دن کاٹنے کا فَیصلہ کیا - باغ میں پہنچتے ہی ایک درخت پر چڑھ کر پھل کھانے لگے۔

یکایک کئی عورتوں کی آوازیں سُنائی دینے لگیں - ہنومان نے اُدھر نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ ایک نہایت حسین عورت مَیلے کُچَیلے کپڑے پہنے، ہر کے بال کھولے اُداس بَیٹھی زمین کی طرف تاک رہی ہے اَور کئی راکشس عورتیں اس کے

قریب بیٹھی ہوئی اُسے سمجھا رہی ہیں۔ ہنومان اُس حسینہ کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہی سیتا جی ہیں۔ اُن کا زرد چہرہ، آنسوؤں سے بھیگی ہوئی آنکھیں، اور پریشان صورت دیکھ کر یقین آ گیا۔ اُن کے جی میں آیا کہ چل کر اس دیوی کے قدموں پر سر رکھ دُوں اور سارا حال کہ سُناؤں۔ وہ درخت سے اُترنا ہی چاہتے تھے کہ راون کو باغ میں آتے دیکھ کر رُک گئے۔ راون غرور سے اکڑتا ہوا سیتا کے پاس جا کر بولا، سیتا، دیکھو کیسا سُہانا وقت ہے۔ پھُولوں کی خوشبو سے مست ہو کر ہوا جھوم رہی ہے۔ چڑیاں گا رہی ہیں، پھُولوں پر بھونرے منڈلا رہے ہیں۔ مگر تم آج بھی اُسی طرح اُداس اور غمگین بیٹھی ہوئی ہو۔ تمہارے لئے میں نے جو بیش قیمت جوڑے اور زیور بھیجے تھے اُن کی طرف تُم نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ نہ سر میں تیل ڈالا، نہ عطر ملا، اس کا کیا سبب ہے؟ کیا اب بھی تمہیں

میری حالت پر رحم نہیں آیا"؟

سیتا جی نے نفرت کی نگاہ سے اُس کی طرف تاک کر کہا 'ظالم راکشس' کیوں میرے زخم پر نمک چھڑکتا ہے۔ مَیں تجھ سے ہزار بار کہہ چکی کہ جب تک میری جان رہیگی اپنے پیارے پتی کے چرنوں کا دھیان کرتی رہونگی۔ میرے جیتے جی تیرے ناپاک ارادے کبھی پُورے نہ ہونگے۔ میں تجھ سے اب بھی کہتی ہوں کہ اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو مجھے رامچندر جی کے پاس پہنچا دے۔ اور اُن سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگ لے۔ ورنہ جس وقت اُن کی فوج آ جائیگی تجھے بھاگنے کی کہیں جگہ نہ ملیگی۔ اُن کے غصّے کی آگ تجھے اور تیرے سارے خاندان کو جلا کر خاک کر دیگی۔ اور خُوب کان کھول کر سُن لے کہ وہ اب یہاں آیا ہی چاہتے ہیں"۔

راون یہ باتیں سُن کر غصّہ سے لال ہوگیا۔ اور بولا "بس زبان سنبھال بے وقوف عورت۔

مجھے معلوم ہو گیا کہ تیرے ساتھ نرمی سے کام
نہ چلیگا۔ اگر تُو ایک کمزور عورت ہو کر ضد کر
سکتی ہے تو میں لنکا کا مہاراج ہو کر کیا ضد
نہیں کر سکتا؟ جس شخص کی طاقت پر تجھے
اتنا غرور ہے اُسے میں یوں مسل ڈالوں گا
جیسے کوئی کیڑے کو مسلتا ہے۔ تو مجھے سختی
کرنے پر مجبور کر رہی ہے تو میں بھی سختی
کرونگا۔ بس آج سے ایک مہینہ کی مُہلت تجھے
اور دیتا ہوں۔ اگر اُس وقت بھی تیری آنکھ
نہ کھُلی تو پھر یا تو تُو راون کی رانی ہوگی
یا تیری لاش چیل اور کوّے نوچ نوچ کر
کھائینگے"۔

راون چلا گیا تو راکشس عورتوں نے سیتا
جی کو سمجھانا شروع کیا۔ تم بڑی نادان ہو
سیتا۔ اتنا بڑا راجہ تمہاری اتنی خوشامد کرتا
ہے۔ پھر بھی تم کان نہیں دیتیں۔ اگر وہ
زبردستی کرنا چاہے تو آج ہی تمہیں اپنی

رانی بنا لے - مگر کتنا نیک ہے کہ تمہاری مرضی
کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہتا - اُس کے
ساتھ تمہاری اتنی بے پروائی مُناسب نہیں -
ناحق رامچندر کے پیچھے جان دے رہی ہو - لنکا
کی رانی بن کر زندگی کے سُکھ اُٹھاؤ - رام کو
بھول جاؤ - وہ اب یہاں نہیں آ سکتے اور آ بھی
جائیں تو راجہ راون کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے ؛

اِنہیں عورتوں میں ایک کا نام ترجٹا تھا - وُہ
بڑی نیک اور پارسا تھی اور سیتا جی کو اکیلے
میں ڈھارس دیا کرتی تھی - ان عورتوں کی باتیں
اُسے بُری لگیں - بولی ' چُپ بھی رہو ' کیوں مُفت
میں اپنی زبان خراب کر رہی ہو - راون کی
تعریف کرتے ہُوئے تمہیں شرم نہیں آتی - ایسے
پاپی کو جو دُوسروں کی عورتوں کو زبردستی اُٹھا
لاتا ہے تم نیک اور دھرماتما کہتی ہو - اُس سے
بڑا پاپی تو سنسار میں نہ ہوگا '

ہنومان اوپر بیٹھے ہُوئے ان عورتوں کی

باتیں سُن رہے تھے۔ جب وہ سب وہاں سے
چلی گئیں اور سیتا جی اکیلی رہ گئیں تو ہنومان
جی نے اوپر سے رامچندر کی انگوٹھی ان کے
سامنے گرا دی۔ سیتا جی نے انگوٹھی اُٹھا کر
دیکھی تو رام چندر کی تھی۔ رنج اور حیرت سے
ان کا کلیجہ دھڑکنے لگا۔ رنج اس بات کا ہُوا
کہ کہیں راون نے رام چندر کو مروا نہ ڈالا ہو۔
حیرت اس بات کی تھی کہ رامچندر کی انگوٹھی
یہاں کیسے آئی۔ وہ انگوٹھی کو ہاتھ میں لئے
اسی سوچ میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ ہنومان درخت
سے اُتر کر اُن کے سامنے آئے اور اُن کے
پیروں پر سر جُھکا دیا۔

سیتا جی نے اور بھی حیرت میں آکر پوچھا
تم کون ہو؟ کیا یہ انگوٹھی تمہیں نے گرائی
ہے؟ تمہاری صُورت سے معلوم ہوتا ہے کہ
تم نیک اور بہادر ہو۔ کیا بتلا سکتے ہو کہ
تمہیں یہ انگوٹھی کہاں ملی؟

ہنومان نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ماتا جی! میں
سری رامچندر ہی کے پاس سے آ رہا ہوں۔
یہ انگوٹھی اُنہیں نے مجھے دی تھی۔ میں آپ
کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ آپ ہی جانکی جی ہیں۔
آپ کی تلاش میں سینکڑوں سپاہی چھوٹے
ہوئے ہیں۔ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ
کے درشن ہوئے ؛

سیتا جی کا زرد چہرہ کھل گیا۔ بولیں۔
"کیا سچ مچ تم میرے سوامی کے پاس سے
آ رہے ہو۔ ابھی تک وہ میری یاد کر رہے
ہیں"؟

ہنومان۔ آپ کی یاد اُنہیں ہمیشہ ستایا کرتی
ہے۔ سوتے جاگتے آپ ہی کے نام کی
رٹ لگایا کرتے ہیں۔ آپ کا پتہ اب تک
نہ تھا۔ اس وجہ سے آپ کو چھڑا نہ سکتے
تھے۔ اب جونہی میں پہنچ کر اُنہیں آپ کی
خبر دونگا وہ فوراً لنکا پر حملہ کرنے کی

تیاری کرینگے'۔

سیتا جی نے فکرمند ہو کر پوچھا۔ اُن کے پاس اِتنی بڑی فَوج ہے جو راون کی طاقت کا مُقابلہ کر سکے'؟

ہنومان نے جوش کے ساتھ کہا۔ اُن کے پاس جو فوج ہے اُس کا ایک ایک سپاہی ایک ایک فَوج کو قتل کر سکتا ہَے۔ میں ایک ادنےٰ سپاہی ہُوں۔ پر مَیں دکھا دُونگا کہ لنکا کی ساری فَوج کس طرح مجھ سے ہار مان لیتی ہَے'۔

سیتا جی۔ رام چندر کو یہ فَوج کہاں مل گئی؟ مجھ سے مُفصّل کیفیت بیان کرو تب مجھے یقین آئے'۔

ہنومان۔ یہ فَوج راجہ سگریو کی ہَے۔ جو رام چندر کے دوست اَور خادم ہیں۔ رام چندر نے سگریو کے بھائی بالی کو مار کر کِسکندھا کا راج سگریو کو دِلا دِیا ہے۔

اِسی لئے سگریو اُنہیں اپنا محسن سمجھتا ہے۔ اُس نے آپ کا پتہ لگا کر آپ کو چھڑانے میں رام چندر جی کی مدد کرنے کا عہد کر لیا ہے۔ اب آپ کی مُصیبت بہت جلد ختم ہو جائیگی"۔

سیتا جی نے رو کر کہا۔ "ہنومان! آج کا دِن بڑا مبارک ہے کہ مجھے اپنے سوامی کی خبر ملی۔ تم نے یہاں کی ساری کیفیت دیکھی ہے۔ سوامی سے کہنا سیتا کی حالت بہت نازک ہے۔ اگر آپ جلد اُسے نہ چھڑائینگے تو وہ زندہ نہ رہیگی۔ اب تک محض اِسی اُمید پر وُہ زِندہ ہے۔ لیکن روز بروز مایوسی سے اُس کا دِل کمزور ہوتا جا رہا ہے"۔

ہنومان نے سیتا جی کو بہت تسلّی دی اور چلنے کو تیار ہوئے۔ مگر اُسی وقت خیال آیا کہ جس طرح سیتا جی کے اطمینان کے لئے

رام چندر کی انگوٹھی لایا تھا اُسی طرح رام چندر کی تشفّی کے لئے سیتا جی کی بھی کوئی نشانی لے چلنا چاہیئے۔ بولے۔ ماتا جی! اگر آپ مُناسب سمجھیں تو اپنی کوئی نشانی دیجئے جس سے رام چندر کو یقین آ جائے کہ مَیں نے آپ کے درشن پائے ہیں۔

سیتا جی نے اپنے سر کی بینی اُتار کر دے دی۔ ہنومان نے اُسے کمر میں باندھ لیا اور سیتا جی کو پرنام کر کے رُخصت ہوئے۔

(۲) لنکا واہ

اِس اشوکوں کے باغ سے چلتے چلتے ہنومان کے جی میں آیا کہ ذرا اِن راکشسوں کی بہادری کا امتحان بھی کرتا چلوں۔ دیکھوں یہ سب لڑائی کے فن میں کتنے ہوشیار ہیں۔ آخر رامچندر جی اِن سبھوں کا حال پوچھینگے تو کیا بتاؤنگا۔ یہ سوچ کر اُنھوں نے باغ کے

درختوں کو اُکھاڑنا شُروع کیا۔ تمہیں حَیرت ہوگی کہ اُنہوں نے درخت کیسے اُکھاڑے ہونگے۔ ہم تو ایک پَودھا بھی جڑ سے نہیں اُکھاڑ سکتے۔ مگر ہنومان جی اپنے زمانے کے نہایت طاقتور آدمی تھے۔ جب اُنہوں نے ہندوستان سے لنکا تک سمندر کو تیر کر پار کیا تو چھوٹے موٹے درختوں کو اُکھاڑنا کیا مُشکل تھا۔ کئی درخت اُکھاڑے، کچھ درختوں کی شاخیں توڑ ڈالیں اور پھل تو اتنے توڑ کر گرا دِئے کہ اُن کا فرش سا بچھ گیا۔ باغ کے محافظوں نے یہ حال دیکھا تو جمع ہو کر ہنومان کو روکنے آئے۔ مگر یہ کس کی سُنتے تھے۔ اُن سبھوں کو شاخوں سے مار مار کر بھگا دِیا۔ کئی آدمیوں کو جان سے مار ڈالا۔ تب باہر سے اور کتنے ہی سپاہی آ کر ہنومان کو پکڑنے لگے۔ مگر آپ نے اُنہیں بھی مار بھگایا۔ شدہ شدہ راجہ راون کے پاس خبر پہنچی کہ ایک آدمی نہ جانے کدھر سے اشوکوں کے باغ

گھُس آیا ہے اور باغ کا ستیاناس کئے ڈالتا ہے۔ کئی مالیوں اور سپاہیوں کو مار بھگایا ہے۔ کِسی طرح نہیں مانتا'۔

راون نے غصّہ سے دانت پیس کر کہا۔" تم لوگ اُسے پکڑ کر میرے سامنے لاؤ'۔

محافظ۔ 'حُضُور وہ اتنا طاقتور ہے کہ کوئی اُس کے پاس جا ہی نہیں سکتا'۔

راون۔ 'چُپ رہو۔ نالائقو۔ باہر کا ایک آدمی ہمارے باغ میں گھُس کر یہ طوفان مچا رہا ہے اور تم لوگ اُسے گرفتار نہیں کر سکتے۔ بڑے شرم کی بات ہے'۔

یہ کہہ کر راون نے اپنے لڑکے اکشے کمار کو ہنومان کو گرفتار کر لانے کے لئے بھیجا۔ اکشے کمار کئی سو بہادروں کی فوج لے کر ہنومان سے لڑنے چلا۔ ہنومان نے اُنہیں آتے دیکھ ایک موٹا سا درخت اُٹھا لیا اور اُن آدمیوں پر ٹوٹ پڑے۔ پہلے ہی حملے میں کئی آدمی

زخمی ہو گئے۔ کچھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ تب اکشئے کمار نے للکار کر کہا۔ 'اگر جوانمرد ہے تو سامنے آ جا۔ یہ کیا گنواروں کی طرح سوکھی ٹہنی لے کر گھما رہا ہے'۔

ہنومان تال ٹھونک کر اکشئے کمار پر جھپٹے اور اس کی ٹانگ پکڑ کر اتنی زور سے پٹکا کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ اور سب آدمی ہُر ہو گئے۔

راون کو جب اکشئے کمار کے مارے جانے کی خبر ملی۔ تب اُس کے غصّے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ابھی تک اُس نے ہنومان کو کوئی معمولی سپاہی سمجھ رکھا تھا۔ اب اُسے معلوم ہُوا کہ یہ کوئی نہایت دلیر آدمی ہے۔ ضرور اسے رام چندر نے یہاں سیتا کا سراغ لگانے کے لئے بھیجا ہے۔ اس آدمی کو ضرور سزا دینی چاہئے۔ کڑک کر بولا۔ 'اس دربار میں اتنے سورما سادھو ہیں، کیا کسی میں بھی اتنا حوصلہ نہیں کہ اس بدمعاش کو پکڑ کر میرے سامنے لائے۔ لنکا

کے اس راج میں ایک بھی ایسا آدمی نہیں؟
میرے ہتھیار لاؤ، مَیں خُود جا کر اُسے گرفتار
کرونگا۔ دیکھُوں اُس میں کتنی طاقت ہے،"
سارے دربار میں سنّاٹا چھا گیا۔ راون
کا دُوسرا لڑکا میگھ ناد بھی وہاں بیٹھا ہُوا تھا۔
اب تک اس نے ہنومان کا مقابلہ کرنا اپنی
شان کے خلاف سمجھا تھا۔ راون کو آمادہ دیکھ کر
اُٹھ کھڑا ہُوا اور بولا "اُس کی سرکوبی کے لئے
میں کیا کم ہُوں جو آپ جا رہے ہیں۔ مَیں
ابھی جا کر اُسے باندھے لاتا ہوں۔ آپ
تشریف رکھیں"۔
میگھ ناد نہایت دلیر، طاقتور اور لڑائی
کے فن میں ہوشیار تھا۔ تیر کمان ہاتھ میں
لے کر اشوک باٹکا میں پہنچا اور ہنومان سے
بولا۔ "کیوں رے پگلے، کیا تیری شامتیں آئی
ہیں جو یہاں ایسا اندھیر مچا رہا ہے۔ ہم لوگوں
نے تجھے مسافر سمجھ کر طرح دیا اور تُو شیر ہو گیا۔

لیکن معلوم ہوتا ہے تیرے سر پر موت کھیل رہی ہے۔ آجا سامنے۔ باغ کے مالیوں اور میرے کم سن بھائی کو مار کر شاید تجھے گھمنڈ ہو گیا ہے۔ آ تیرا گھمنڈ توڑ دُوں'۔

ہنومان طاقت میں میگھناد سے کم نہ تھے۔ مگر اُس وقت اُس سے لڑنا مصلحت کے خلاف سمجھا۔ میگھناد معمولی آدمی نہ تھا۔ برابر کا مقابلہ تھا۔ سوچے کہیں اس نے مجھے مار ڈالا تو رامچندر کے پاس سیتا جی کی خبر بھی نہ لے جا سکونگا۔ میگھناد کے سامنے تال ٹھونک کر کھڑے تو ہوئے پر اُسے اپنے اوپر جان بوجھ کر غالب آجانے دیا۔ میگھناد نے سمجھا میں نے اسے دبا لیا۔ فوراً ہنومان کو رسّیوں سے جکڑ دِیا اور مُوچھوں پر تاؤ دیتا ہوا راون کے سامنے آکر بولا۔

'مہاراج یہ لیجئے آپ کا قیدی حاضر ہے'۔

راون غصّے میں بھرا تو بیٹھا ہی تھا۔ ہنومان کو دیکھتے ہی بیٹے کے خون کا بدلہ لینے کے لئے

اُس کی تلوار میان سے نکل پڑی۔ قریب تھا
کہ رسّیوں میں جکڑے ہُوئے ہنومان کی گردن
پر اس کی تلوار گرے کہ راون کے بھائی بھبھیشن
نے کھڑے ہو کر کہا۔ 'بھائی صاحب! پہلے اِس
سے پوچھئے کہ یہ کون ہے اور یہاں کس لئے
آیا ہے؟ ممکن ہے برا مھڑ ہو تو ہمیں برہم ہتیا
کا پاپ لگ جائے'۔
ہنومان نے کہا 'میں راجہ سگریو کا ایلچی
ہوں۔ رامچندر جی نے مجھے سیتا جی کا پتہ
لگانے کے لئے بھیجا ہے۔ مجھے یہاں سیتا جی
کے درشن ہو گئے۔ تم نے بہت بُرا کیا کہ
اُنہیں یہاں اُٹھا لائے۔ اب تمہاری خیریت
اسی میں ہے کہ سیتا جی کو رامچندر جی کے
پاس پہنچا دو۔ ورنہ تمہارے حق میں بُرا ہوگا۔
تُم نے راجہ بالی کا نام سُنا ہوگا۔ اُس نے
تُمہیں ایک بار نیچا بھی دکھایا تھا۔ اُسی راجہ
بالی کو رامچندر نے ایک تیر سے ہلاک کر دیا۔

کھر اور دوکھن کی موت کا حال بھی تم نے سنا ہی ہوگا۔ اُن سے تم کسی طرح پیش نہیں پا سکتے"۔

یہ سُن کر کہ یہ رامچندر کا ایلچی ہے اور سیتا جی کا سراغ لگانے کے لئے آیا ہے راون کا خون کھولنے لگا۔ اُس نے پھر تلوار اُٹھائی مگر بھبھیشن نے پھر اُسے سمجھایا "مہاراج! ایلچیوں کو مارنا سلطنت کے آئین کے خلاف ہے۔ آپ اِسے اور جو سزا چاہیں دیں مگر قتل نہ کریں۔ اس میں آپ کی بڑی بدنامی ہوگی"۔

بھبھیشن بڑا خدا ترس، سچا، با ایمان آدمی تھا۔ حق بات کہنے میں اُس کی زبان کبھی نہیں رکتی تھی۔ وہ راون کو کئی بار سمجھا چکا تھا کہ سیتا جی کو رامچندر کے پاس بھیج دیجئے۔ مگر راون اُس کی باتوں کی کب پرواہ کرتا تھا۔ اس وقت بھی بھبھیشن کی بات اُسے بُری لگی۔ مگر سلطنت کے آئین کو توڑنے کی اُسے جُرات نہ ہوئی۔

دل میں پیچ و تاب کھا کر تلوار میان میں رکھ لی اور بولا' تُو بڑا خوش قسمت ہے کہ اس وقت میرے ہاتھ سے بچ گیا - تو اگر سگریو کا ایلچی نہ ہوتا تو اسی وقت تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا - تجھ جیسے گستاخ آدمی کی یہی سزا ہے - مگر میں تجھے بالکل بے داغ نہ چھوڑونگا- ایسی سزا دُونگا کہ تو بھی یاد کرے کہ کسی سے پالا پڑا تھا'۔

راون سوچنے لگا اسے ایسی کونسی سزا دی جائے کہ اس کی جان تو نہ نکلے پر یہ خوب ذلیل اور رسوا ہو - اس کے ساتھ ہی سانست بھی ایسی ہو کہ زندگی بھر نہ بھولے- پھر ادھر آنے کا حوصلہ ہی نہ ہو - سوچتے سوچتے اُسے ایک انوکھی دل لگی سُوجھی - وہ مارے خُوشی کے اُچھل پڑا - اسے بندر بنا کر اس کی دُم میں آگ لگا دی جائے - اور اِس کا ناچ دیکھا جائے - عجیب و غریب تماشہ ہوگا - راکشسوں

نے ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ بڑی دل لگی رہیگی۔ ہزاروں آدمی اُس کے پیچھے "لینا لینا" کرتے دوڑینگے اور وہ اِدھر اُدھر اُچکتا پھریگا۔ فوراً میگھناد کو حکم دیا کہ اس آدمی کا مُنہ رنگ دو، اس کے بدن پر بھورے بھورے روئیں لگا دو اور ایک لمبی دُم لگا کر اچھا خاصا لنگور بنا دو۔ اُس دُم میں لتے باندھ کر تیل میں بھگا دو اور اُس میں آگ لگا کر چھوڑ دو۔ شہر میں ڈونڈی پٹوا دو کہ آج شام کو ایک نیا، انوکھا اور حیرت میں ڈالنے والا تماشہ ہوگا۔ سب لوگ اپنی چھتوں پر سے تماشہ دیکھیں۔

یہ حکم پاتے ہی راکشسوں نے ہنومان کو بندر بنانا شروع کر دیا۔ کوئی مُنہ رنگتا تھا، کوئی بدن پر روئیں چپکاتا تھا، کوئی دُم لگاتا تھا۔ دم کے دم میں بندر کا سوانگ بن کر کھڑا ہو گیا۔ خوب لمبی دُم تھی۔ پھر لوگ

چاروں طرف سے لتّے لا لا کر اس میں باندھنے لگے۔ ادھر شہر میں ڈونڈی پٹ گئی۔ راکشس لوگ جلدی جلدی شام کا کھانا کھا، اچھّے اچھّے کپڑے پہن، اپنی اپنی چھتوں پر ڈٹ گئے۔ راون کی سینکڑوں رانیاں تھیں۔ سب کی سب گہنے کپڑے سے آراستہ ہو کر یہ تماشہ دیکھنے کے لئے سب سے اونچی چھت پر جا بیٹھیں۔ اتنے میں شام بھی ہو گئی۔ ہنومان کی دُم پر تیل چھڑکا جانے لگا۔ منوں تیل ڈال دیا گیا۔ جب دُم خوب تیل سے تر ہو گئی تو ایک آدمی نے اُس میں آگ لگا دی۔ شعلے بھڑک اُٹھے۔ چاروں طرف تالیاں بجنے لگیں۔ تماشہ شروع ہو گیا۔

ہنومان اپنی اس ذلّت اور ہنسی پر دل میں خُوب کُڑھ رہے تھے۔ اس سے تو کہیں اچھّا ہوتا اگر ظالم نے مار ڈالا ہوتا۔ دل میں کہا۔ اِس ذِلّت کا اگر بدلہ نہ لیا تو کچھ نہ کیا۔

اَور وُہ بھی اِسی وقت۔ اَیسا تماشہ دِکھاؤں کہ عمر بھر نہ بھُولے۔ سارے شہر کی ہولی ہو جائے۔ جب دُم میں آگ لگ گئی تو وہ ایک درخت پر چڑھ گئے۔ اس فن میں اُن کا ثانی نہ تھا۔ درخت کی ایک شاخ راج محل میں جُھکی ہُوئی تھی۔ اُسی شاخ سے کُود کر وہ رنواس میں پہنچ گئے اور ایک لمحہ میں سارا راج محل جلنے لگا۔ سب لوگ چھتوں پر تھے۔ کوئی روکنے والا نہ تھا۔ بیش قیمت کپڑے اور سجاوٹ کے سامان، فرش، گدّے۔ قالین، پردے۔ پنکھے، ان میں آگ لگتے کیا دیر تھی۔ ہنومان جدھر سے اپنی آتشیں دُم لئے نِکل جاتے تھے اُدھر ہی شُعلے بھڑکنے لگتے تھے۔

راج محل میں آگ لگا کر ہنومان بستی کی طرف جُھکے۔ چھتوں سے چھتیں ملی ہُوئی تھیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر میں کود جانا مشکل نہ تھا۔ گھنٹہ بھر میں سارا شہر آگ کے

پردے میں ڈھک گیا۔ چاروں طرف کہرام مچ گیا۔ کوئی اپنا اسباب نکالتا تھا۔ کوئی پانی پانی چلاتا تھا۔ کتنے ہی آدمی جو نیچے نہ اُتر سکے جل بھُن گئے۔ اتفاق سے اسی وقت زور کی ہوا چلنے لگی۔ آگ اور بھی بھڑک اُٹھی۔ گویا ہوا اگن دیوتا کی مدد کرنے کے لئے آئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے آگ کے تختے برس رہے ہیں ؛

شہر کی ہولی بنا کر ہنومان سمندر کی طرف بھاگے اور پانی میں کود کر دُم کی آگ بجھائی۔ اُنہوں نے لنکا باسیوں کو سچ مچ عجیب و غریب تماشہ دکھا دِیا ؛

(۳) حملہ کی تیّاری

ہنومان نے راتوں رات سمندر کو پار کیا۔ اور اپنے ساتھیوں سے جا مِلے۔ یہ بیچارے گھبرا رہے تھے کہ نہ جانے ہنومان پر کیا

آفت آئی۔ اب تک نہیں لوٹے۔ اب ہم لوگ
سگریو کو کیا مُنہ دکھائینگے۔ رامچندر کے سامنے
کیسے جائینگے۔ اس سے تو یہ کہیں اچھا ہے
کہ یہیں ڈوب مریں۔ اتنے ہی میں ہنومان
جا پہنچے۔ اُنہیں دیکھتے ہی سب کے سب
خُوشی سے اچھلنے لگے۔ دوڑ دوڑ کر اُن سے
گلے مِلے اور پوچھنے لگے۔ کہو بھائی کیا کر آئے۔
سیتا جی کا کچھ سُراغ مِلا۔ راون سے کچھ بات
چیت ہوئی؟ ہم لوگ تو بہت پریشان تھے۔

ہنومان نے لنکا کا سارا حال کہ سُنایا۔
راون کے محل میں جانا، اشوک کے باغ میں
سیتا جی کے درشن پانا، باغ کو اُجاڑنا، راکشسوں
کو مارنا، میگھناد کے ہاتھوں گرفتار ہونا۔ پھر
لنکا کو جلانا، ساری باتیں مفصّل بیان کیں۔
سب نے ہنومان کی جوانمردی اور ہوشیاری کو
سراہا اور گا بجا کر سوئے۔ مُنہ اندھیرے
کِسکندھا پُوری کو روانہ ہوئے۔ سینکڑوں کوسوں کا

کا سفر تھا پر یہ لوگ اپنی کامیابی پر اتنے خوش تھے کہ نہ دن کو آرام کرتے، نہ رات کو سوتے۔ کھانے پینے کی کسی کو سُدھ نہ تھی۔ جلد سے جلد رامچندر کے پاس پہنچ کر یہ مژدۂ جانفزا سُنانے کے لئے بے قرار ہو رہے تھے۔ آخر کئی دِنوں کے بعد کِسکندھا کا پہاڑ نظر آیا۔ اُسی کے قریب راجہ سگریو کا ایک باغ تھا۔ اُس کا نام مدھوبن تھا۔ اُس میں بہت سی شہد کی مکھیاں پلی ہُوئی تھیں۔ سگریو کو جب شہد کی ضرورت پڑتی تو اُسی باغ سے لیتا تھا۔

جب یہ لوگ مدھُوبن کے پاس پہنچے تو شہد کے چھتّے دیکھ کر اُن کی رال ٹپک پڑی۔ بیچاروں نے کئی دن سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ فَورا باغ میں گھُس گئے اور شہد پینا شروع کر دیا۔ باغ کے مالیوں نے منع کیا تو اُنہیں خُوب پیٹا۔ شہد کی لُوٹ مچ گئی۔ سگریو کو جب خبر ملی کہ ہنومان، اَنگدؔ جامونت وغیرہ مدھوبن میں لُوٹ مچائے ہُوئے

ہیں تو سمجھ گیا یہ لوگ سُرخرُو ہو کر لوٹے ہیں۔ ناکام لوٹتے تو یہ شرارت کب سُوجھتی۔ فوراً اُن کی پیشوائی کرنے چل کھڑا ہُوا۔ ان لوگوں نے اُسے دیکھا تو اور بھی اُودھم مچانا شُروع کیا۔

سگریو نے ہنس کر کہا "معلوم ہوتا ہے تم لوگوں نے کئی دن سے مارے خوشی کے کھانا نہیں کھایا ہے۔ آؤ تمہیں گلے لگا لوں۔

جب سب لوگ سگریو سے گلے مل چُکے تو ہنومان نے لنکا کی ساری داستان اُس سے کہ سُنائی۔ سگریو خُوشی سے پھولا نہ سمایا۔ اُسی وقت اُن لوگوں کو ساتھ لے کر رام چندر کے پاس پہنچا۔ رام چندر بھی اُن کے بشرہ سے تاڑ گئے کہ یہ لوگ سیتا جی کا سُراغ لگا لائے۔ ادھر کئی دن سے دونو بھائی بہت مایُوس ہو رہے تھے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر اُمید کی کھیتی ہری ہو گئی۔

رامچندر نے پُوچھا۔ کہو کیا خبر لائے۔ سیتا جی

کہاں ہیں - اُن کا کیا حال ہے ؟
ہنومان نے مذاق کر کے کہا - ' مہاراج کچھ انعام
دلوائیے تو کہوں ' ۔
رام - ' شکریہ کے سوا میرے پاس اور کیا ہے
جو تمہیں دُوں - جب تک زندہ رہونگا تمہارا
اِحسان مانُونگا ' ۔
ہنومان - ' وعدہ کیجئے کہ مجھے کبھی اپنے قدموں
سے جُدا نہ کیجئے گا ' ۔
رام - ' واہ ! یہ تو میرے ہی فائدے کی بات
ہے - تم جیسے وفادار دوست کس کو نصیب
ہوتے ہیں - ہم اور تم ہمیشہ ساتھ رہیں '
اس سے بڑھ کر میرے لئے خوشی کی اَور
کیا بات ہو سکتی ہے - سیتا جی کیا لنکا
میں ہیں ' ؟
ہنومان - ' ہاں مہاراج - لنکا کے ظالم راجہ
راون نے اُنہیں ایک باغ میں قید کر رکھّا
ہے اور طرح طرح کی تکلیفیں دے رہا ہے -

کبھی دھمکاتا ہے، کبھی پُھسلاتا ہے مگر
وُہ اس کی مطلق پرواہ نہیں کرتیں۔جب
مَیں نے آپ کی انگوٹھی دی تو اُسے کلیجہ
سے لگا لیا اور دیر تک روتی رہیں۔ چلتے
وقت مجھ سے کہا کہ پران ناتھ سے کہنا
جلد ہی مجھے اس قید سے آزاد کریں کیونکہ
اب مجھ میں زیادہ سہنے کی طاقت نہیں ہے۔
یہ کہہ کر ہنومان نے سیتا جی کی بینی رامچندر
کے ہاتھ میں رکھ دی ؂

رامچندر نے اِس بینی کو دیکھا تو بے اختیار
آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اُسے بار بار
چوما اور آنکھوں سے لگایا - پھر بڑی دیر تک
سیتا جی ہی کے متعلق باتیں پوچھتے رہے۔
ان باتوں سے اُن کا جی ہی نہ بھرتا تھا۔
وہ کیسے کپڑے پہنے ہوئے تھیں؟ بہت
دُبلی تو نہیں ہو گئی ہیں؟ بہت رویا تو نہیں
کرتیں؟ ہنومان جی ہر ایک بات کا جواب

دیتے جاتے تھے اور دل میں سوچتے تھے اِس اِستری اور پُرش میں کتنا پریم ہے!

تھوڑی دیر تک کچھ سوچنے کے بعد رامچندر نے سگریو سے کہا۔ 'اب حملہ کرنے میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ تم اپنی فَوج کو کب تک تیّار کر سکو گے'؟

سگریو نے کہا۔ 'مہاراج! میری فوج تو پہلے ہی سے تیّار ہے۔ صرف آپ کے حُکم کی دیر ہے'۔

رام۔ 'جنگ کے سوا اب اَور کوئی چارہ نہیں ہے'۔

سگریو۔ 'اِیشور نے چاہا تو ہماری جیت ہوگی'۔

رام۔ 'حق کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے'۔

(۴) بِبھیشن

ہنومان کے چلے آنے کے بعد راکشسوں کو بڑی فِکر ہوئی۔ اُنہوں نے سوچا جس فوج کا

ایک سپاہی اتنا طاقتور اور بہادر ہے اُس فوج سے بھلا کون لڑیگا۔ اُس فوج کا سردار کتنا بہادر ہوگا۔ ایک آدمی نے آکر ساری لنکا میں ہلچل مچا دیا۔ اگر بہادر میگھناد خود نہ جاتا تو شاید ہماری ساری فوج مل کر بھی اُسے پکڑ نہ سکتی۔ کتنا غضب کا چالاک آدمی تھا۔ دُم تو لگائی گئی اُس کی ہنسی اُڑانے کے لئے۔ اُس کا بدلہ اُس نے یہ دیا کہ ساری لنکا جلا ڈالی۔ اور کوئی بھی اُسے نہ پکڑ سکا۔ صاف نکل گیا۔ اب رام چندر کی فوج دو چار دن میں لنکا پر چڑھ آئیگی۔ راجہ راون اور راجکمار میگھناد کتنے ہی بہادر ہوں، مگر فوج کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے۔ اس ایک عورت کے لئے راون سارے ملک کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ رامچندر کے پاس نہ بھیج دی گئی اور اُن سے معافی نہ مانگی گئی تو ضرور لنکا پر آفت آئیگی"۔

دوسرے دن شہر کے خاص خاص آدمی راون
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' مہاراج!
آپ کے راج میں ہم لوگ اب تک بڑے آرام
اور چین سے رہے۔ مگر اب ہمیں ایسا اندیشہ
ہو رہا ہے کہ اس ملک پر کوئی آفت آنے
والی ہے۔ ہماری آپ سے یہی درخواست ہے۔
کہ آپ سیتا جی کو رامچندر کے پاس پہنچا دیں۔
اور ملک کو اس آنے والی آفت سے بچالیں۔

راون بھی کل رات سے اسی فکر میں پڑا
ہُوا تھا۔ مگر اپنی رعایا کے سامنے وہ اپنے
دل کی کمزوری کو ظاہر نہ کر سکا۔ اُسے اس
کی تاب نہ تھی کہ کوئی اُس کے کاموں پر اعتراض
کرے۔ اعتراض سُنتے ہی وہ آپے سے باہر
ہو جاتا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ رعایا کا کام
ہے۔ راجہ کا حُکم ماننا' نہ کہ اُس کے کاموں
پر اعتراض کرنا۔ غصّہ سے بولا۔ "تمہیں
ایسی درخواست کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ جس

شخص نے میری بہن کی آبرو خاک میں ملائی اُس سے اس کا بدلہ نہ لوں! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ راون اتنا بے شرم اور بے غیرت نہیں ہے۔ سیتا میری ہے اور میری رہیگی۔ تم لوگ جاکر اپنا کام دیکھو۔ مُلک کی حفاظت کا میں ذمّہ وار ہوں۔ میں تم سے اس معاملہ میں کوئی صلاح نہیں لینی چاہتا۔

یہ پھٹکار سُن کر سب لوگ خاموش ہو گئے۔ سبھی راون کے غصّے سے ڈرتے تھے۔ مگر بھبھیشن رعایا کا سچّا دوست تھا اور حق بات کہنے میں اُس کی زبان کبھی نہ رُکتی تھی۔ بولا۔ مہاراج! راجہ کا دھرم ہے کہ جب رعایا کو بے راہ ہوتے دیکھے تو اُسے سزا دے۔ اُسی طرح رعایا کا بھی دھرم ہے کہ جب راجہ کو بے راہ چلتے دیکھے تو اُسے سمجھائے۔ آپ کو رامچندر سے بے عزّتی کا بدلہ لینا تھا۔ تو اُن پر حملہ کرتے۔ اُس وقت سارا مُلک آپ کا

ساتھ دینا۔ سیتا جی کو یہاں لاکر قید کر رکھنے
میں آپ نے زیادتی کی ہے اور ہمارا فرض ہے
کہ آپ کو سمجھاویں۔ اگر آپ نے سیتا جی کو نہ
واپس کیا تو لنکا پر ضرور آفت آئیگی ٭
راون نے جب دیکھا کہ اُس کا بھائی بھی رعایا
کی طرف سے وکالت کر رہا ہے تو اور بھی
جامہ سے باہر ہو کر بولا۔ بھبھیشن تم پوجا
کرنے والے۔ پوتھی پُران کے کیڑے ہو۔
ریاست کے معاملات میں زبان کھولنے کا
تمہیں حق نہیں۔ خاموش رہو۔ مَیں تم سے
زیادہ لائق ہُوں ٭
بھبھیشن۔ مَیں آپ سے یہ جتا دینا چاہتا ہوں
کہ اس لڑائی میں آپ کا ساتھ رعایا ہرگز
نہ دیگی ٭
راون کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔
گرج کر بولا۔ مَیں جو کچھ کہوں یا کروں،
رعایا کو ماننا پڑیگا ٭

بھبھیشن نے جوش میں آکر کہا۔ 'ہرگز نہیں۔ پاپ کے کام میں رعایا آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی'۔

اب راون سے ضبط نہ ہو سکا۔ اُس نے اُٹھ کر بھبھیشن کو اتنے زور سے لات ماری کہ وہ کئی قدم کے فاصلے پر جا گرا اور بولا۔ 'نکل جا میرے راج سے'۔ اِسی وقت نکل جا۔ مَیں تجھ جیسے باغی اور دغا باز کا مُنّہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ تو میرا بھائی نہیں، میرا دشمن ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ تو اپنی کُٹّی میں بیٹھا ہُوا رعایا کو میرے خلاف بھڑکاتا رہتا ہے، ورنہ آج تُو میرے سامنے زباندرازی نہ کرتا۔ پھر کبھی میرے راج میں قدم نہ رکھنا، ورنہ جان سے ہاتھ دھوئیگا'۔

بھبھیشن نے اُٹھ کر کہا۔ 'مہاراج، آپ میرے بڑے بھائی ہیں، اس لئے میں نے آپ کو سمجھانے کی جُرات کی تھی۔ اُس کی آپ نے

مجھے یہ سزا دی - آپ کا حکم سر اور آنکھوں پر - مَیں جاتا ہُوں - آپ پھر میرا منہ نہ دیکھینگے - مگر اتنا پھر کہتا ہوں کہ آپ کو ایک دن پچھتانا پڑیگا - اور اُس وقت آپ کو بد نصیب بھبھیشن کی بات یاد آئیگی' ؛

(۵) حملہ

بھبھیشن یہاں سے ذلیل ہو کر سگریو کی فوج میں پہنچا اور سگریو سے اپنا سارا حال کہا - سگریو نے رامچندر کو اُس کے آنے کی خبر دی - رامچندر کو خیال آیا کہیں یہ راون کا مخبر نہ ہو - ہماری فوج کی حالت دیکھنے کے لئے آیا ہو - اسے فوراً فوج سے نکال دینا چاہیئے - انگد' جامونت اور دوسرے سرداروں نے بھی یہی رائے دی - اُس وقت ہنومان بولے 'آپ لوگ اس آدمی کے بارے میں کسی قسم کا شبہہ نہ کریں - لنکا میں اگر کوئی سچّا اور شریف

آدمی ہے تو وہ بھبھیشن ہے - جس وقت سارا دربار میرا دشمن تھا، اُس وقت اسی آدمی نے میری جان بچائی تھی - اسے ضرور راون نے راج سے نکال دیا ہے ؛ وہ اب آپ کی سرن آیا ہے - اس سے بے مروّتی کرنا مناسب نہیں۔ آخر رام چندر کا شبہہ دُور ہو گیا - اُنہوں نے اُسی وقت بھبھیشن کو بُلایا اور بڑے تپاک سے ملے ؛

بھبھیشن بولا - مہاراج ! آپ سے ملنے کی بہت دِنوں سے تمنّا تھی، وہ آج پُوری ہُوئی - مَیں اپنے بھائی راون کے ہاتھوں بہت ذلیل ہو کر آپ کی سرن آیا ہوں - اب آپ ہی میرا بیڑا پار لگائیے - راون نے مجھے اتنی بے دردی سے نکالا ہے جیسے کوئی کُتّے کو بھی نہ نکالیگا - اب مَیں اُس کا مُنہ نہیں دیکھنا چاہتا ؛

رامچندر نے کہا - مگر بے قصور تو کوئی اپنے نوکر

کو بھی نہیں نکالتا۔ سگے بھائی کو کیسے
نکالیگا"۔

بھبھیشن۔ مہاراج! میرا قصور صرف یہی تھا کہ
مَیں نے راون سے وہ بات کہی جو اُسے
پسند نہ تھی۔ مَیں نے اُسے سمجھایا تھا کہ
سیتا جی کو رامچندر کے پاس پہنچا دو۔ یہ
بات اُسے تیر کی طرح لگ گئی۔ جو آدمی
نفس کا غلام ہو جاتا ہے اُسے نیک اور بد
کی تمیز نہیں رہتی۔ وہ اپنے بارے میں
سچی بات سُننا کبھی پسند نہیں کرتا"۔

رامچندر نے بھبھیشن کو بہت تشفّی دی اور
وعدہ کیا کہ راون کو مار کر لنکا کا راج تمہیں
دُونگا۔ اُسی وقت بھبھیشن کو راج تیلک بھی دیدیا۔
بھبھیشن نے بھی ہر حالت میں رامچندر کی مدد
کرنے کا پکّا وعدہ کیا۔

دوسرے دن سے لنکا پر چڑھائی کرنے
کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اور فوج سمندر کے

کنارے آکر سمندر کو عبور کرنے کی تدبیر سوچنے لگی - آخر یہ فیصلہ ہُوا کہ ایک پُل تعمیر کیا جاے - نل اور نیل بڑے ہوشیار انجنیئر تھے - اُنہوں نے پُل بنانا شروع کیا ؛

اُدھر راون کو جب خبر ملی کہ بھبھیشن رامچندر سے جا مِلا تو اُس نے دو جاسُوسوں کو سگریو کی فوج کا حال چال دریافت کرنے کے لئے بھیجا - ایک کا نام تھا 'شک' دوسرے کا 'سارن' دونو بھیس بدل کر سگریو کی فوج میں آئے اور ہر ایک بات کی چھان بین کرنے لگے - اتفاق سے اُن پر بھبھیشن کی نظر پڑ گئی - فوراً پہچان گئے - اُنہیں پکڑ کر رامچندر کے سامنے پیش کر دیا - دونو جاسوس مارے خوف کے کانپنے لگے - کیونکہ دستور کے موافق اُنہیں موت کی سزا مِلنی یقینی تھی - پر رام چندر کو اُن پر رحم آ گیا - اُنہیں بلا کر کہا تم لوگ ڈرو مت ، ہم تمہیں کوئی سزا نہ دینگے - تم

شوق سے ہر ایک بات کی جانچ کر لو۔ کہو اپنی فوج کی صحیح تعداد بتلا دُوں؛ اپنا رسد ساماں دکھا دُوں۔ اگر دیکھ بھال چُکے ہو تو لوٹ جاؤ۔ اور اگر ابھی دیکھنا باقی ہو تو مَیں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں خوب اچّھی طرح دیکھ بھال لو ؛

دونو بہت شرمندہ ہوئے اور جا کر راون سے بولے۔ 'مہاراج! آپ رامچندر سے لڑائی نہ کریں۔ وہ غضب کے دلیر ہیں۔ آپ اُن پر فتح نہیں پا سکتے۔ اُن کی فوج کا ایک ایک سردار ہماری ایک ایک فوج کے لئے کافی ہے'۔ مگر راون تو اپنی طاقت کے نشہ میں اندھا ہو رہا تھا۔ وہ کسی کی نصیحت کو کب خیال میں لاتا تھا۔ بولا 'تم دونو باغی ہو۔ میرے سامنے سے نکل جاؤ۔ مَیں ایسے بُزدِلوں کی صورت نہیں دیکھنی چاہتا'؛

مگر جب اُسے معلوم ہُوا کہ رامچندر نے سمندر

پر پُل باندھ لیا تو اُس کا نشہ ہرن ہو گیا۔
اُس دِن اُسے ساری رات نیند نہیں آئی ؛

لنکا کانڈ

(۱) راون کے دربار میں انگد

رام چندر نے سمندر کو پار کر کے لنکا کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ کے چاروں دروازوں پر چار بڑے بڑے سرداروں کو کھڑا کیا۔ سگریو کو ساری فوج کا سپہ سالار بنایا۔ آپ اور لکشمن سگریو کے ساتھ ہو گئے۔ تیز دَوڑنے والوں کو چُن چن کر خبریں لانے اور لے جانے کے لئے مُقرر کیا۔ جس سردار کو کوئی حکم دینا ہوتا اِنہیں آدمیوں کی معرفت کہلا بھیجتے تھے۔ شہر کے چاروں دروازے بند ہو گئے۔ راکشسوں کو باہر نِکلنا محال ہو گیا۔ رسد کا باہر کے دیہاتوں سے آنا بند ہو گیا۔ لوگ اندر بھوکوں

مرنے لگے ؛

راون نے سوچا اب تو رامچندر کی فوج لنکا پر چڑھ آئی، معلوم نہیں لڑائی کا انجام کیا ہو۔ ایک بار سیتا کو راضی کرنے کی آخری کوشش کر لینی چاہیئے۔ ابکی اُس نے دھمکی کے بجائے فریب سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ ایک ہوشیار کاریگر سے رامچندر کی شبیہ سے ملتا جلتا ایک سر بنوایا۔ ویسے ہی تیر اور کمان بنوائے اور ان چیزوں کو سیتا جی کے سامنے لے جا کر بولا۔ "یہ لو تمہارے اُس شوہر کا سر ہے جس پر تم جان دیتی تھیں۔ میری فوج کے ایک آدمی نے اُنہیں لڑائی میں مار ڈالا ہے اور اُن کا سر کاٹ لایا ہے۔ راون کی طاقت کا اندازہ تم اسی سے کر سکتی ہو۔ اب میرا کہنا مانو، میری رانی بن جاؤ"؛

سیتا دھوکے میں آ گئیں۔ سر پیٹ پیٹ کر رونے لگیں۔ دُنیا اُن کی آنکھوں میں تاریک ہو گئی۔

اِتّفاق سے بھبھیشن کی بیوی سرما اُس وقت
اشوک باٹکا میں موجود تھی۔ سیتا جی کی گریہ
و زاری سُن کر وہ دوڑی ہوئی آئی اور پوچھنے
لگی کیا ماجرا ہے؟ راون نے دیکھا اب پردہ
فاش ہُوا چاہتا ہے تو فوراً وہ بناوٹی سر
اور تیر کمان لے کر وہاں سے چل دیا۔ سیتا
جی نے رو رو کر سرما سے یہ سانحہ بیان کیا۔
سرما ہنس کر بولی۔ "بہن یہ سب راون کی
دغا بازی ہے۔ وہ سر بناوٹی ہوگا۔ تمہیں
فریب دینے کے لئے راون نے یہ چال چلی
ہے۔ رام چندر تو قلعہ کا محاصرہ کئے ہُوئے
ہیں۔ لنکا میں تہلکہ مچا ہُوا ہے۔ کوئی قلعہ کے
باہر نہیں نکل سکتا۔ یہاں کس میں اتنی طاقت
ہے جو رامچندر سے لڑ سکے۔ اُن کے ایک
معمولی قاصد نے تو لنکا والوں کے چھکّے چھُڑا دِئے۔
بھلا اُنہیں کون مار سکتا ہے۔ سرما کی باتوں سے
سیتا جی کو تسکین ہُوئی۔ سمجھ گئیں یہ راون کی

شرارت تھی ٭

اُدھر قلعہ کا محاصرہ کر کے رامچندر نے سگریو سے کہا۔ ایک بار پھر راون کو سمجھانے کی کوشش کر لینی چاہیئے۔ اگر سمجھانے سے مان جائے تو خون خرابہ کیوں ہو۔ صلاح ہوئی کہ انگد کو قاصد بنا کر بھیجا جائے۔ انگد نے بڑی خوشی سے یہ بات منظور کر لی۔ راون اپنے صلاح کاروں کے ساتھ دربار میں بیٹھا تھا کہ انگد جا دھمکے۔ اور بلند آواز سے بولے۔ اے راکشسوں کے راجہ راون۔ میں راجہ رامچندر کا قاصد ہُوں۔ میرا نام انگد ہے۔ راجہ بالی کا لڑکا ہوں۔ مجھے راجہ رامچندر نے یہ کہنے کے لئے بھیجا ہے کہ یا تو آج ہی سیتا جی کو واپس کر دو، یا قلعہ کے باہر میدان میں نکل کر جنگ کرو ٭

راون غرور سے اکڑ کر بولا۔ جا کر اپنے چھوکرے راجہ سے کہہ دے کہ راون اُن سے

لڑنے کو تیار بیٹھا ہُوا ہے۔ سینتا اب یہاں
سے نہیں جا سکتی۔ اُس کا خیال چھوڑ دیں۔
ورنہ اُن کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ راکشسوں
کی فوج جس وقت میدان میں آئیگی سگریو
اور ہنومان دُم دبا کر بھاگتے نظر آئینگے۔
راکشسوں سے ابھی رامچندر کو سابقہ نہیں
پڑا ہے۔ ہم نے اِندر تک سے اپنا لوہا
منوا لیا ہے۔ یہ پہاڑی چوہے کس شمار
و قطار میں ہیں'۔

انگد۔ جن لوگوں کو تم پہاڑی چوہے کہتے ہو۔
وہ تمہاری ایک ایک فوج کے لئے اکیلے
کافی ہیں۔ اگر اُن کی طاقت کا امتحان لینا
چاہتے ہو تو اُنہیں پہاڑی چوہوں میں سے
ایک ادنےٰ چوہا تمہارے دربار میں کھڑا
ہے اُس کا امتحان کر لو۔ افسوس ہے کہ
اس وقت قاصد ہوں اور قاصد ہتھیار سے
کام نہیں لے سکتا ورنہ اسی وقت دکھا دیتا

کہ پہاڑی چوہے کس غضب کے ہوتے ہیں۔
ہے اس دربار میں کوئی جودھا جو میرے
پیر کو زمین سے ہٹا دے۔ جسے دعوے
ہو نکل آئے"۔
انگد کی یہ للکار سُن کر کئی سُورما اُٹھے
اور انگد کا پیر اُٹھانے کے لئے ایڑی چوٹی
کا زور لگایا، مگر جو بھر بھی نہ ہٹا سکے۔ اپنا
سا منہ لے کر اپنی اپنی جگہ پر جا بیٹھے۔
تب راون خود سنگھاسن سے اُٹھا اور انگد
کے پیر پر جُھک کر اُٹھانا چاہتا تھا کہ انگد
نے پیر کھینچ لیا اور بولے "اگر پیروں پر سر
جُھکانا ہے تو رامچندر کے پیروں پر سر جھکاؤ
میرے پیر چھونے سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا"
راون شرمندہ ہو کر اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔
انگد اپنا پیغام سُنا ہی چکے تھے۔ جب اُنہیں
معلوم ہو گیا کہ راون پر کسی کے سمجھانے کا اثر نہ
ہوگا تو وہ رامچندر کے پاس لوٹ آئے اور ساری

کیفیت بیان کر دی ؛

(۲) میگھناد

آخر دونو فوجوں میں جنگ چھڑ گئی - دِن بھر تلواریں چلتی رہیں - رات کو بھی لڑنے والوں نے دم نہ لیا - لاشوں کے انبار لگ گئے - خون کی ندیاں بہ گئیں - رام چندر کی فوج اتنی بہادری سے لڑی کہ راکشسوں کی ہمّت ٹوٹ گئی - راون جس فوج کو بھیجتا وہی گھنٹہ دو گھنٹہ میں جان لے کر بھاگتی - یہاں تک کہ اُس نے جھلّا کر اپنے لڑکے میگھناد کو بھیجا - میگھناد بڑا بہادر تھا - اُسے اندرجیت کا لقب ملا ہوا تھا - راکشسوں کو اُس پر ناز تھا ؛

میگھناد کے میدان میں آتے ہی لڑائی کا رنگ بدل گیا - کہاں تو راکشس لوگ میدان سے بھاگ رہے تھے - کہاں اب رامچندر کی فوج میں بھگدڑ پڑ گئی - میگھناد نے تیروں کی ایسی

بارش کی کہ آسمان سیاہ ہو گیا۔ لکشمن نے اپنی
فوج کو دبتے دیکھا تو تیر و کمان لے کر میدان
میں نکل آئے۔ میگھناد لکشمن کو دیکھ کر اور بھی
جوش سے لڑنے لگا۔ اور للکار کر بولا۔ 'آج
تمہاری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے۔ تم سے
لڑنے کا بہت دن سے ارمان تھا۔ آج وہ پورا
ہو گیا۔' لکشمن نے جواب دیا۔ 'ہار اور جیت ایشور
کے ہاتھ ہے۔ ڈینگ مارنا جوانمردوں کا کام نہیں۔
مگر شاید تم بھی زندہ گھر نہ لوٹو گے۔' میگھناد نے
طیش میں آکر طرح طرح کے حربے کام میں لانے
شروع کئے۔ کبھی کوئی زہریلا تیر چلا دیتا، کبھی
گدا لے کر پل پڑتا۔ مگر لکشمن بھی کچھ کم بہادر
نہ تھے۔ وہ اُس کے سارے حملوں کو اپنے
تیروں سے رد کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اُنہوں
نے اُس کے رتھ۔ رتھ بان، گھوڑے، سب کو
تیروں سے چھید ڈالا۔ میگھناد پیدل لڑنے
لگا۔ اب اُسے اپنی جان بچانی مشکل ہو گئی۔

چاہتا تھا کہ ذرا دم لینے کی مُہلت ملے تو
دوسرا رتھ لاؤں مگر لکشمن اتنی تیزی سے
تیر چلاتے تھے کہ اُسے ہلنے کی بھی مُہلت
نہ ملتی تھی۔ آخر اُس نے غضناک ہو کر
شکتی بان چلا دیا۔ یہ بان اتنا قاتل تھا کہ
اس کا زخمی آناً فاناً مر جاتا تھا۔ یہ تیر لگتے
ہی لکشمن بے ہوش ہو کر زمین پہ گر پڑے
میگھناد خوشی سے متوالا ہو گیا۔ اُسی وقت
بھاگا ہُوا راون کے پاس گیا اور بولا۔ "دو
بھائیوں میں سے ایک کو تو میں نے آج
ٹھنڈا کر دیا۔ ایسا شکتی بان مارا ہے کہ بچ
نہیں سکتا۔ کل دوسرے بھائی کو مار لونگا۔
بس لڑائی کا خاتمہ ہو جائیگا۔" راون نے
بیٹے کو چھاتی سے لگا لیا۔

ادھر رامچندر کی فوج میں کہرام مچ گیا۔
ہنومان نے بیہوش لکشمن کو گود میں اُٹھایا
اور رامچندر کے پاس لائے۔ رام نے لکشمن

کی یہ کیفیت دیکھی تو بے اختیار آنکھوں سے
آنسو جاری ہو گئے۔ رو رو کر کہنے لگے: ہائے
لکشمن! تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے۔ ہائے!
مجھے کیا معلوم تھا کہ تم یوں میرا ساتھ چھوڑ دوگے،
نہیں تو میں پتا کے حُکم کو رد کر دیتا، کبھی
بن کی طرف قدم نہ اُٹھاتا۔ اب میں کون منہ
لے کر اجودھیا جاؤنگا۔ عورت کے پیچھے بھائی
کی جان گنوا کر کس کو مُنہ دکھاؤنگا۔ عورت تو
پھر بھی مِل سکتی ہے، پر بھائی کہاں ملیگا۔
ہائے! میں نے ہمیشہ کے لئے اپنے ماتھے پر
کلنک لگا لیا۔ جامونت ابھی تک کہیں لڑ رہا
تھا۔ رام کا وِلاپ سُن کر دوڑا ہوا آیا۔ اور
لکشمن کو غور سے دیکھنے لگا۔ بوڑھا، تجربہ کار
آدمی تھا۔ کتنی ہی لڑائیاں دیکھ چُکا تھا۔ بولا
مہاراج! آپ اتنے نراس کیوں ہوتے ہیں۔
لکشمن جی ابھی زندہ ہیں۔ صرف بیہوش ہوگئے
ہیں۔ زہر سارے بدن میں دوڑ گیا ہے۔ اگر

کوئی ہوشیار وید مل جاے تو ابھی زہر اُتر جاے۔
اور یہ اُٹھ بیٹھیں۔ وید کی تلاش کرنی چاہیئے۔
بھبھیشن نے کہا شہر میں سُکھین نام کا ایک وید
رہتا ہے۔ زہر کا علاج کرنے میں وہ بہت ماہر
ہے۔ اُسے کسی طرح بلانا چاہیئے۔ ہنومان نے
کہا میں جاتا ہوں اُسے لئے آتا ہوں۔ بھبھیشن
سے سکھین کے مکان کا پتہ پوچھ کر وہ بھیس
بدل کر شہر میں جا پہنچے اور سُکھین سے یہ حال
کہا۔ سکھین نے کہا۔ 'بھائی میں وید ہوں'۔
راون کے دربار سے میری پرورش ہوتی ہے۔
اُسے معلوم ہو جائیگا کہ میں نے لکشمن کا علاج
کیا ہے تو مجھے زندہ نہ چھوڑیگا'۔
ہنومان نے کہا۔ 'آپ کو ایشور نے جو کمال
بخشا ہے اُس سے ہر ایک شخص کو فائدہ
پہنچانا آپ کا فرض ہے۔ خوف کے باعث
فرض سے مُنہ موڑنا آپ جیسے بزرگ کے لئے
شایاں نہیں'۔

سکھین لاجواب ہو گیا۔ اُسی وقت ہنومان کے ساتھ چل کھڑا ہُوا۔ بڑھاپے کے باعث وُہ تیز نہ چل سکتا تھا۔ اس لئے ہنومان نے اُسے گود میں اُٹھا لیا اور بھاگے ہوئے اپنی فوج میں آ پہنچے۔ سکھین نے لکشمن کی نبض دیکھی، جسم دیکھا اور بولا۔ 'ابھی بچنے کی اُمّید ہے۔ سنجیونی بوٹی مل جائے تو بچ سکتے ہیں۔ مگر سُورج نکلنے کے پہلے بوٹی یہاں آجانی چاہئے۔ ورنہ جان نہ بچیگی'۔

جامونت نے پوچھا۔ 'سنجیونی بوٹی ملیگی کہاں'؟ سُکھین بولا۔ 'اُتّر کی طرف ایک پہاڑ ہے۔ وہیں یہ بُوٹی ملیگی'۔

بارہ گھنٹے کے اندر وہاں جانا اور بُوٹی تلاش کر کے لانا آسان کام نہ تھا۔ سب ایک دوسرے کا مُنہ تاکتے تھے۔ کسی کی ہمّت نہ پڑتی تھی کہ جانے کو تیار ہو۔ آخر رامچندر نے ہنومان سے کہا۔ 'دوست! یہ مشکل تمہیں آسان کر سکتے

ہو۔ تمہارے سوا مجھے دوسرا کوئی نظر نہیں آتا۔
ہنومان کو حکم ملنے کی دیر تھی۔ سکھین سے
بوٹی کا پتہ پوچھا اور آندھی کی طرح دوڑے۔ کئی
گھنٹوں میں وہ اُس پہاڑ پر جا پہنچے مگر رات
کے وقت بوٹی کی پہچان نہ ہو سکی۔ بہت سی
گھاس پات جمی ہوئی تھی۔ ہنومان نے اُن
سبھوں کو اکھاڑ لیا اور اُلٹے قدم لوٹے۔

ادھر سب لوگ بیٹھے ہنومان کا انتظار کر
رہے تھے۔ ایک ایک پل کا شمار کیا جا رہا
تھا۔ اب ہنومان فلاں مقام پر پہنچے ہونگے۔
اب وہاں سے چلے ہونگے۔ اب پہاڑ پر پہنچے
ہونگے۔ اس طرح اندازہ کرتے تڑکا ہو گیا۔
پر ہنومان کا کہیں پتہ نہیں۔ رامچندر گھبرانے
لگے۔ ایک گھنٹہ میں ہنومان نہ آگئے تو غضب
ہو جائیگا۔ کئی آدمی اُنہیں دیکھنے کے لئے چھوٹے۔
کئی آدمی درختوں پر چڑھ کر اُتّر کی طرف نظریں
دَوڑانے لگے۔ پر ہنومان کا کہیں نشان نہیں!

اب صرف آدھ گھنٹہ کی اور میعاد ہے۔ ادھر
لکشمن کی حالت پل پل پر خراب ہوتی جاتی
تھی۔ رامچندر مایوس ہو کر پھر رونے لگے کہ
یکایک انگد نے آ کر کہا 'مہاراج! ہنومان
دوڑا چلا آ رہا ہے۔ بس آیا ہی چاہتا ہے۔
رامچندر کا چہرہ چمک اُٹھا۔ وہ بیقرار ہو کر
خود ہنومان کی طرف دوڑے اور اُسے چھاتی
سے لگا لیا۔ ہنومان نے گھاس پات کا ایک
ڈھیر سکھین کے سامنے رکھ دیا۔ سکھین نے
اس میں سے سنجیونی بوٹی نکالی اور فوراً لکشمن
کے زخم پر اُس کا لیپ کیا۔ بوٹی نے اکسیر
کا کام کیا۔ دیکھتے دیکھتے زخم بھرنے لگا۔
لکشمن کی آنکھیں کھل گئیں۔ ایک گھنٹہ میں
وُہ اُٹھ بیٹھے اور دو پہر تک تو باتیں کرنے
لگے۔ فوج میں خوشی کے نعرے بلند
ہوئے۔

(۳) کمبھ کرن

راون نے جب سُنا کہ لکشمن چنگے ہوگئے۔ تو میگھناد سے بولا۔ لکشمن تو شکتی بان سے بھی نہ مرا۔ اب کیا تدبیر کی جاے۔ میں نے تو سمجھا تھا ایک کا کام تمام ہو گیا۔ اب ایک ہی اَور باقی ہے۔ مگر دونو کے دونو پھر سنبھل گئے ؛

میگھناد نے کہا مجھے بھی بڑا تعجّب ہو رہا ہے کہ لکشمن کیسے بچ گیا۔ شکتی بان کا زخم تو قاتل ہوتا ہے۔ ۱۲ گھنٹہ کے اندر آدمی مر جاتا ہے۔ ضرور اُن لوگوں کو سنجیونی بوٹی مِل گئی۔ خیر پھر سمجھونگا۔ جانے کہاں ہیں۔ آج ہی دونو کو ڈھیر کر دیتا لیکن کل کا تھکا ہُوا ہوں۔ میدان میں نہ جا سکُونگا۔ آج چچا کمبھ کرن کو بھیج دیجئے ؛

کمبھ کرن راون کا بھائی تھا۔ ایسے ڈیل ڈول

دوسرا سورما راکشسوں میں نہ تھا۔ اُسے دیکھ کر ہاتھی کا گمان ہوتا تھا۔ بہادر ایسا تھا کہ کوئی اُس کا مقابلہ کرنے کی جُرات نہ کر سکتا تھا۔ مگر جتنا ہی بہادر تھا اتنا ہی کاہل اور عیش پسند تھا۔ رات دن شراب کے نشہ میں مست پڑا رہتا۔ لنکا پر حملہ ہو گیا۔ ہزاروں آدمی مارے جا چُکے۔ پر اُسے اب تک کچھ خبر نہ تھی کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔ راون اُس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ اس وقت بھی بیہوش پڑا ہُوا ہے۔ شراب کی بوتلیں سامنے پڑی ہوئی تھیں۔ راون نے اُس کا شانہ پکڑ کر زور سے ہلایا۔ تب اُس کی آنکھیں کھُلیں۔ بولا۔ کیسے مزے کی نیند لے رہا تھا۔ آپ نے ناحق جگا دیا۔

راون نے کہا۔ بھیّا اب سونے کا مَوقع نہیں رہا۔ رامچندر نے لنکا کا محاصرہ کر لیا۔ ہمارے کتنے ہی آدمی کام آ چُکے۔ میگھناد کل لڑا تھا پر آج تھکا ہُوا ہے۔ اب تمہارے

سوا اور کوئی دوسرا مددگار نہیں نظر آتا"۔

یہ سُنتے ہی کمبھ کرن سنبھل کر اُٹھ بیٹھا۔ ہتھیار باندھے اور میدان کی طرف چل کھڑا ہُوا۔ اُسے میدان میں دیکھ کر ہنومان، انگد، سگریو سب کے سب دہل اُٹھے۔ آدمی کیا" خاصا دیو تھا۔ سپاہی تو اُس کی خوفناک صورت ہی دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ کتنے ہی سرداروں کو اُس نے زخمی کر دیا۔ آخر رامچندر خود اُس سے لڑنے کو تیار ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی کمبھ کرن نے بھالے کا وار کیا۔ مگر رامچندر نے وار خالی دیا اور دو تیر اتنی پھُرتی سے چلائے کہ اُس کے دونو ہاتھ کٹ گئے۔ تیسرا تیر اُس کے سینہ میں لگا۔ کام تمام ہو گیا۔ راکشس فوج نے اپنے سردار کو گرتے دیکھا تو بھاگ کھڑے ہُوئے۔ ادھر رامچندر کی فوج میں خوشی منائی جانے لگی۔

راون کو جب یہ خبر ملی تو سر پیٹ کر رونے لگا۔ کمبھ کرن سے اُسے بڑی اُمید تھی۔ وہ خاک میں

مل گئی۔ بھائی کے غم میں بڑی دیر تک ماتم کرتا رہا ؂

(۴) میگھناد کا مارا جانا

دوسرے دن میگھناد بڑے سج دھج سے میدان میں آیا۔ اُس نے دونو بھائیوں کو مار گرانے کا پکّا اِرادہ کر لیا تھا۔ ساری رات اپنی دیوی کی پوجا کرتا رہا تھا۔ اُسے اپنی طاقت اور جوانمردی کا بڑا غرّہ تھا۔ راون کی ساری اُمّیدیں آج ہی کی لڑائی پر قائم تھیں۔ لنکا میں پہلے ہی سے فتح کا جشن منانے کی تیّاریاں ہونے لگیں۔ میگھناد نے میدان میں آکر ڈنکے پر چوٹ دلوائی تو بھبھیشن نے اُس کے سامنے جا کر کہا۔ 'میگھناد میں جانتا ہوں کہ طاقت اور ہمّت میں تم اپنا ثانی نہیں رکھتے، مگر حق کی ہمیشہ جیت ہوئی ہے اور ہمیشہ ہوگی۔ میرا کہنا مانو، چل کر رامچندر سے صُلح کرلو۔

وہ تمہیں معاف کر دینگے"۔

میگھناد نے غصّہ سے آنکھیں نکال کر کہا۔ "چچا صاحب" تمہیں شرم نہیں آتی کہ مجھے سمجھانے آئے ہو۔ بغاوت سے بڑھ کر دُنیا میں دوسرا گناہ نہیں۔ جو آدمی مُدّعی سے مل کر اپنے گھر اور اپنے ملک کی بدخواہی کرتا ہے اُس کی صُورت دیکھنا بھی گناہ ہے۔ آپ میرے سامنے سے چلے جائیے"۔

بھیشن تو اُدھر شرمندہ ہو کر چلا گیا، ادھر لکشمن نے سامنے آکر میگھناد کو دعوتِ جنگ دی۔ لکشمن کو دیکھ کر میگھناد بولا۔ ابھی دو چار روز زخم کی مرہم پٹی اور کروا لیتے۔ کہیں آج زخم پھر نہ تازہ ہو جائے۔ جا کر اپنے بڑے بھائی کو بھیج دو"۔

لکشمن نے کمان پر تیر چڑھا کر کہا۔ ایسے ایسے زخموں کی جوانمرد لوگ بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ آج ایک بار پھر ہماری اور تمہاری

ہو جاے - ذرا دیکھ لو کہ شیر زخمی ہو کر کتنا خونخوار ہو جاتا ہے - بڑے بھائی صاحب کا مقابلہ تو تمہارے باپ ہی سے ہوگا"۔

دونو دلاوروں نے تیر چلانے شروع کر دئے۔ گھن گھن، تن تن کی آوازیں آنے لگیں۔ میگھناد پہلے تو غالب آیا۔ لکشمن کو اس کے واروں کا کاٹنا مشکل پڑ گیا۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا لکشمن سنبھلتے گئے۔ اور میگھناد کمزور پڑتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ لکشمن اُس پر غالب آ گئے اور ایک تیر اُس کی گردن پر ایسا مارا کہ اُس کا سر کٹ کر الگ جا گرا۔

میگھناد کے گرتے ہی راکشوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ بھگدر پڑ گئی۔ راون نے یہ خبر سُنی تو اُس کے مُنہ سے ٹھنڈی آہ نکل گئی۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ انتقام کے جوش سے پاگل ہو گیا۔ رام اور لکشمن تو اُس کے قابو سے باہر تھے۔ سیتا جی کو قتل

کر ڈالنے کے لئے تیار ہو گیا۔ تلوار لے کر دوڑتا ہُوا اشوک باٹکا میں پہنچا۔ سیتا جی نے اُس کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھی تو سہم اُٹھیں۔ مگر راون کا وزیر بڑا دانا تھا۔ وہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا گیا تھا۔ راون کو ایک بیکس عورت کی جان لینے پر آمادہ دیکھ کر بولا۔ مہاراج۔ گستاخی معاف ہو، عورت پر ہاتھ اُٹھانا آپ کی شان کے خلاف ہے۔ آپ ویدوں کے عالم ہیں۔ ہمت اور دلاوری میں آج دُنیا میں آپ کا ہمسر نہیں۔ اپنے رُتبے اور علم کا خیال کیجئے اور اس فعل سے باز آئیے۔ ان باتوں نے راون کا غُصّہ ٹھنڈا کر دِیا۔ تلوار میان میں رکھ لی۔ اور لَوٹ آیا ٭

اُسی وقت میگھناد کی عصمت مآب بیوی سلوچنا نے آ کر کہا۔ مہاراج۔ اب میں زندہ رہ کر کیا کرونگی۔ میرے پتی کا سر منگوا دیجئے۔ اُسے لے کر ستی ہو جاؤنگی ٭

راون نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔
'بیٹی - تیرے پتی کا سر تجھے اُسی وقت ملیگا
جب مَیں دونو بھائیوں کا سر کاٹ لُونگا۔
صبر کر ؛

سلوچنا اپنی ساس مندودری کے پاس آئی۔
دونو ساس بہوئیں گلے مِل کر خوب روئیں۔
تب سلوچنا بولی۔ 'ماتا جی - مَیں اب اناتھ ہوگئی۔
میرے پتی کا سر منگوا دیجئے تو ستی ہو جاؤں۔
اب جی کر کیا کرونگی - جہاں سوامی ہیں وہیں
میں بھی جاؤنگی - یہ جُدائی اب مجھ سے نہیں
سہی جاتی' ؛

مندودری نے بہو کو پیار کر کے کہا۔'بیٹی
اگر تم نے یہی فیصلہ کیا ہے تو مُبارک ہو۔
میگھناد کا سر اور تو کسی طرح نہ ملیگا - تم
خود جا کر مانگو تو البتّہ مِل سکتا ہے - رامچندر
بڑے نیک آدمی ہیں - مجھے یقین ہے کہ وہ
تمہارے سوال کو رد نہ کرینگے' ؛

سلوچنا اُسی وقت راج محل سے نکل کر رامچندر کی فوج میں آئی - اور رامچندر کے روبرو جاکر بولی ' مہاراج - ایک اناتھ بدھوا آپ سے ایک درخواست کرنے آئی ہے - اُسے قبول کیجئے - میرے پتی ویر میگھناد کا سر مجھے دے دیجئے ٭

رامچندر نے فوراً میگھناد کا سر سلوچنا کو دلوا دیا - اور اُس کے تھوڑی ہی دیر بعد سلوچنا ستی ہوگئی - چتا کی لپٹ آسمان تک پہنچی - کسی نے سلوچنا کو جاتے نہ دیکھا - پر وُہ بہشت میں داخل ہو گئی ٭

(۵) راون میدان میں

رات بھر تو راون غم اور غُصّہ سے جلتا رہا - صبح ہوتے ہی میدان کی طرف چلا - لنکا کی ساری فوج اُس کے ساتھ تھی - آج لڑائی کا فیصلہ ہو جائیگا - اس لئے دونو طرف کے لوگ اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لئے تیار

بیٹھے تھے ۔ راون کو میدان میں دیکھتے ہی رامچندر
خود تیر و کمان لئے نکل آئے ۔ اب تک اُنہوں
نے راون کا صرف نام سُنا تھا ۔ اب اُس کی
صورت دیکھی تو مارے غصّہ کے آنکھوں سے
شعلے نکلنے لگے ۔ اُدھر راون کو بھی اپنے دو
بیٹوں کے خون کا اور اپنی بہن کی بے عزّتی
کا بدلہ لینا تھا ۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ۔
راون کی برابری کرنے والا لنکا میں تو کیا،
رامچندر کی فوج میں بھی کوئی نہ تھا ۔ سگریو،
انگد، ہنومان وغیرہ دلاور اُس پر ایک ساتھ
بھالے، گرُز اور تیر چلاتے تھے ۔ نیل اور نل
اُس پر پتھر مارتے تھے ۔ پر اُس نے اِتنی
تیزی سے تیر چلائے کہ کوئی سامنے نہ ٹھیر سکا ۔
لکشمن نے دیکھا کہ رامچندر اس کے مقابلہ میں
اکیلے رہے جاتے ہیں تو وہ بھی آ کھڑے ہوئے
اور تیزوں کی بوچھار کرنے لگے ۔ مگر راون پہاڑ
کی طرح اٹل کھڑا سب کے حملوں کا جواب دے رہا

تھا۔ آخر اُس نے موقع پا کر ایک تیر ایسا چلایا
کہ لکشمن بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ دوسرا تیر
رامچندر پر پڑا۔ وہ بھی گر پڑے۔ راون نے
فوراً تلوار نکالی اور چاہتا تھا کہ رامچندر کو قتل
کر دے کہ ہنومان نے لپک کر اُس کے سینہ
میں ایک گدّا اتنے زور سے ماری کہ وہ سنبھل
نہ سکا۔ اس کا گرنا تھا کہ رام اور لکشمن اُٹھ
بیٹھے۔ راون بھی ہوش میں آ گیا۔ پھر لڑائی
ہونے لگی۔ آخر رامچندر کا ایک تیر راون کے
سینہ میں ترازو ہو گیا۔ خون کی دھار بہ نکلی
اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ رتھ بان نے سمجھا
راون کا کام تمام ہو گیا۔ رتھ کو میدان سے
بھگا کر شہر کی طرف چلا۔ راستہ میں راون کو
ہوش آ گیا۔ رتھ کو شہر کی طرف جاتے دیکھ کر
غصّہ سے آگ ہو گیا۔ اُسی وقت رتھ کو میدان
کی طرف لے چلنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے اُسی
وقت بھبھیشن سامنے آ گیا۔ راون نے اُسے

دیکھتے ہی بھالے سے وار کیا۔ چاہتا تھا۔ کہ اُس کی دغا بازی کی سزا دے دے۔ مگر لکشمن نے ایک تیر چلا کر بھالے کو کاٹ ڈالا۔ بھبھیشن کی جان بچ گئی۔ اب کی راون نے اگن بان چھوڑنے شروع کئے۔ ان تیروں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ رامچندر کی فوج میں کھلبلی پڑ گئی۔ مگر راون کے سینہ میں جو زخم لگا تھا اُس سے وہ ہر لمحہ کمزور ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اُس کے ہاتھ سے کمان چھوٹ کر گر پڑا۔ اُس وقت رامچندر نے کہا۔ "راجہ راون۔ اب تو تمہیں معلوم ہو گیا کہ ہم لوگ اتنے کمزور نہیں ہیں جتنا تم سمجھتے تھے۔ تمہارا سارا خاندان تمہاری حماقت کا شکار ہو گیا۔ کیا اب بھی تمہاری آنکھیں نہیں کھلیں۔ اب بھی اگر تم اپنی شرارت سے باز آؤ تو ہم تمہیں معاف کر دینگے"۔

راون نے سنبھل کر کمان اُٹھا لی اور بولا۔ "کیا تم سمجھتے ہو کہ کمبھکرن اور میگھناد کے

مارے جانے سے میں ڈر گیا ہوں۔ راون کو اپنی ہمّت اور قوّت کا بھروسہ ہے۔ وہ دُوسروں کے بل پر نہیں لڑتا۔ دلیروں کی اولاد لڑائی میں مرنے کے سوا اور ہوتی ہی کس لئے ہے۔ اب سنبھل جاؤ۔ میں پھر وار کرتا ہوں۔

مگر یہ محض گیدڑ بھبکی تھی۔ رامچندر نے ابکی جو تیر مارا تو وہ پھر راون کے سینہ میں لگا۔ ایک زخم پہلے لگ چُکا تھا۔ اس دوسرے زخم نے خاتمہ کر دیا۔ راون رتھ کے نیچے گر پڑا۔ اور تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ ظالم تھا۔ بے انصاف تھا۔ کمینہ تھا۔ مگر دلیر بھی تھا۔ مرتے وقت بھی کمان اُس کے ہاتھ میں تھی۔

راون کو رتھ کے نیچے گرتے دیکھ بھبھیشن دَوڑ کر اُس کے پاس آ گیا۔ دیکھا تو وُہ دم توڑ رہا تھا۔ اُس وقت بھائی کے خون نے جوش مارا۔ بھبھیشن راون کی خون آلود لاش سے لپٹ کر زار زار رونے لگا۔ اتنے میں

راون کی رانی مندودری اور دوسری رانیاں بھی آکر ماتم کرنے لگیں۔ رامچندر نے اُنہیں سمجھا کر رُخصت کیا۔ سپاہیوں نے چاہا کہ چل کر لنکا کو لوٹیں، مگر رامچندر نے اُنہیں منع کیا۔ ہارے ہوئے دشمن کے ساتھ وُہ کسی قسم کی زیادتی نہیں کرنی چاہتے تھے۔

(۶) بھبھیشن کی تاجپوشی

ایک دن وہ تھا کہ بھبھیشن ذلیل ہو کر روتا ہُوا نِکلا تھا۔ آج وہ فتحمند اور سُرخرُو ہو کر لنکا میں داخل ہُوا۔ سامنے سواروں کا ایک دستہ تھا۔ طرح طرح کے باجے بج رہے تھے۔ بھبھیشن ایک خوبصورت رتھ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لکشمن بھی اُن کے ساتھ تھے۔ پیچھے فوج کے نامی سورما اپنے اپنے رتھوں پر شان سے بیٹھے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ آج بھبھیشن کا باقاعدہ راج تیلک ہوگا۔ وُہ

لنکا کی گدّی پر بیٹھنگے - رامچندر نے اُن سے
جو وعدہ کیا تھا اُسے پورا کرنے کے لئے لکشمن
اُن کے ساتھ جا رہے ہیں - شہر میں ڈونڈی
پٹ گئی ہے کہ اب راجہ بھبھیشن لنکا کے راجہ
ہوئے - دونو طرف چھتوں سے اُن پر پھولوں
کی بارش ہو رہی ہے - امرا نذریں پیش کرنے
کی تیّاریاں کر رہے ہیں - عام معافی کا اعلان
کر دیا گیا ہے - راون کا غم کوئی نہیں کرتا -
سبھی اُس کے ظلم سے بیزار تھے - بھبھیشن کا
سبھی جَس گا رہے ہیں ٭

بھبھیشن کو گدّی پر بٹھا کر رامچندر نے
ہنومان کو سیتا جی کے پاس بھیجا - بھبھیشن پالکی
لے کر پہلے ہی سے حاضر تھے - سیتا جی کی خوشی
کا کون اندازہ کر سکتا ہے - اتنے دنوں کی قید
کے بعد آج اُنہیں آزادی ملی ہے مارے خوشی
کے اُنہیں غش آ گیا - جب ہوش آیا تو ہنومان
نے اُن کے قدموں پر سر جُھکا کر کہا - 'ماتا!

سری رامچندر جی آپ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ خود آتے مگر شہر میں آنے سے مجبور ہیں۔ سیتا جی خوشی خوشی پالکی پر بیٹھیں۔ رامچندر سے ملنے کی خوشی میں اُنہیں کپڑوں کی بھی پرواہ نہ تھی۔ مگر بھبھیشن کی رانی سرما نے اُن کے جسم پر اُبٹن ملا، سر میں تیل ڈالا، بال گوندھے۔ بیش قیمت ساڑی پہنائی اور رخصت کیا۔ سواری روانہ ہوئی۔ ہزاروں آدمی ساتھ تھے۔

رامچندر کو دیکھتے ہی سیتا جی کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے۔ وہ پالکی سے اُتر کر اُن کی طرف چلیں۔ رامچندر اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ اُن کے چہرے سے خوشی نہیں ظاہر ہو رہی تھی۔ بلکہ رنج ظاہر ہوتا تھا۔ سیتا قریب آگئیں۔ پھر بھی وہ اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ تب سیتا جی اُن کے دل کی بات سمجھ گئیں۔ وُہ اُن کے پیروں پر نہیں گریں۔ سر جُھکا کر کھڑی ہو گئیں۔ اُن کی آنکھوں سے آنسُو بہنے لگے۔

ایک منٹ کے بعد سیتا جی نے لکشمن سے کہا۔ 'بھیّا۔ کھڑے کیا دیکھتے ہو۔ میرے لئے ایک چتا تیّار کرواؤ۔ جب سوامی جی کو مجھ سے نفرت ہے تو میرے لئے آگ کی گود کے سوا اَور کہیں جگہ نہیں۔ اُن کے درشن ہو گئے۔ میرے لئے یہی خوش نصیبی کی بات ہے۔ ہائے! کیا سوچ رہی تھی۔ اور کیا ہُوا'!

یہ بات نہ تھی کہ رامچندر کو سیتا جی پر کسی قسم کا شُبہہ تھا۔ وہ خوب جانتے تھے کہ سیتا جی نے کبھی راون سے سیدھے مُنہ بات بھی نہیں کی۔ ہمیشہ اُس سے نفرت کرتی رہیں۔ لیکن دُنیا کو سیتا جی کی صاف دلی پر کیسے یقین آتا۔ سیتا جی بھی دل میں یہ بات خوب سمجھتی تھیں۔ اسی لئے اُنہوں نے اپنے بارے میں کچھ نہ کہا۔ جان دینے کے لئے تیّار ہو گئیں۔ رامچندر کا سینہ پھٹا جاتا تھا مگر مجبور تھے۔ ذرا دیر میں چتا تیار ہو گئی۔ اُس میں آگ

لگا دی گئی۔ شعلے اُٹھنے لگے۔ سیتا جی نے رام چندر کو پرنام کیا اور چتا میں کُودنے چلیں۔ وہاں ساری فوج جمع تھی۔ سیتا جی کو آگ کی طرف بڑھتے دیکھ کر چاروں طرف شور مچ گیا۔ سب لوگ چلاّ چلاّ کر کہنے لگے۔ "ہم کو سیتا جی پر کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ وہ دیوی ہیں۔ ہماری ماتا ہیں، ہم اُن کی پرستش کرتے ہیں۔ ہنومان، انگد، سگریو وغیرہ سیتا جی کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ اُس وقت رامچندر کو یقین ہُوا کہ اب سیتا جی کی پاکدامنی پر کسی کو شُبہہ نہیں۔ اُنہوں نے آگے بڑھ کر سیتا جی کو چھاتی سے لگا لیا۔ سارا میدان خوشی کے نعروں سے گونج اُٹھا۔

(۷) اجودھیا کو واپسی

رام چندر نے لنکا پر جس ارادہ سے حملہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ سیتا جی چھُڑا لی گئیں۔

راون کو سزا دی جا چکی - اب لنکا میں رہنے کی ضرورت نہ تھی - رام چندر نے چلنے کی تیاری کرنے کا حکم دیا - بھبھیشن نے سُنا کہ رامچندر جا رہے ہیں تو آ کر بولا - 'مہاراج ! مجھ سے ایسی کونسی خطا ہوئی جو آپ نے اتنی جلد چلنے کی ٹھان لی - بھلا دس پانچ دن تو مجھے خدمت کرنے کا موقع دیجئے - ابھی تو میں آپ کی کچھ مہمانی کر ہی نہ سکا'۔

رامچندر نے کہا - 'بھبھیشن ! میرے لئے اِس سے زیادہ خوشی کی اور کونسی بات ہو سکتی تھی کہ کچھ دن تمہاری صحبت کا لُطف اُٹھاؤں - تم جیسے صاف دل آدمی بڑے نصیبوں سے مِلتے ہیں - مگر بات یہ ہے کہ میں نے بھرت سے چودھویں سال کے پورے ہوتے ہی لَوٹ جانے کا وعدہ کیا تھا - اب چودہ سال پورے ہونے میں دو ہی چار دن کی کسر ہے - اگر مجھے ایک دن کی بھی دیر

ہو گئی تو بھرت کو بڑا صدمہ ہوگا۔ بشرطِ
زندگی پھر کبھی ملاقات ہوگی۔ ابھی تو اجودھیا
تک پہنچنے میں مہینوں لگینگے'۔

بھبھیشن:۔ مہاراج! اجودھیا تو آپ دو دِن میں
پہنچ جائینگے'۔

رامچندر:۔ صرف دو دن میں؟ یہ کیسے مُمکن
ہے'؟

بھبھیشن:۔ میرے بھائی راون نے اپنے لئے ایک
ہوائی تخت بنوایا تھا۔ اُسے پُشپک بمان کہتے
ہیں۔ اس کی چال ایکہزار میل روزانہ ہے۔
بڑے آرام کی چیز ہے۔ دس بارہ آدمی
آسانی سے بیٹھ سکتے ہیں۔ ایشور نے چاہا
تو آج کے تیسرے دن آپ اجودھیا میں
ہونگے۔ مگر میری اتنی عرض آپ کو قبول
کرنا پڑیگی۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلُونگا۔
جہاں آپ کے ہزاروں چاکر ہیں وہاں مجھے
بھی ایک چاکر سمجھئے'۔

اُسی دن پشپک بمان آگیا۔ عجیب و غریب چیز تھی۔ کل گھماتے ہی ہوا میں اُٹھ کر اُڑنے لگتی تھی۔ بیٹھنے کی جگہ الگ، سونے کی جگہ الگ، ہیرے و جواہرات جڑے ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اُڑنے والا محل ہے۔ رامچندر اسے دیکھ کر بہت خوش ہُوئے۔ مگر جب چلنے کو تیار ہُوئے تو ہنومان، سگریو، انگد، نیل، جامونت، سبھی سرداروں نے کہا۔ مہاراج! آپ کی خدمت میں اتنے دنوں تک رہنے کے بعد اب یہ جُدائی نہیں سہی جاتی۔ اگر آپ یہاں نہیں رہتے تو ہم لوگوں کو ہی ساتھ لیتے چلئے۔ وہاں آپ کی تاجپوشی کا جشن منائینگے۔ کوسلیا ماتا کے درشن کرینگے، گرو وشسٹ، وشوامتر، بھاردواج وغیرہ کے اُپدیش سُنینگے۔ اور آپ کی خدمت کرینگے۔

رامچندر نے پہلے تو اُنہیں سمجھایا کہ آپ لوگوں نے میرے اوپر جو احسان کئے ہیں وہی

کافی ہیں، اب اور زیادہ احسانوں کے بوجھ
سے نہ دبائیے۔ مگر جب اُن لوگوں نے بہت
اصرار کیا تو مجبوراً اُن لوگوں کو بھی ساتھ
لے لیا۔ سب کے سب بمان پر بیٹھے۔ اور
بمان ہوا میں اُڑ چلا۔ رام چند اور سیتا جی
میں باتیں ہونے لگیں۔ دونو نے اپنے
حالات بیان کئے۔ بمان ہوا میں اُڑتا چلا
جاتا تھا۔ جس راستہ سے آئے تھے۔ اُسی
راستہ سے جا رہے تھے۔ راستہ میں جو
خاص خاص مقامات آتے تھے اُنہیں رامچندر
جی سیتا کو دکھا دیتے تھے۔ پہلے سمندر نظر
آیا۔ اُس پر بندھا ہوا پُل دیکھ کر سیتا جی
کو بڑا تعجّب ہُوا۔ پھر وہ مقام آیا جہاں
رام چندر نے بالی کو مارا تھا۔ اس کے بعد
کسکندھا پوری نظر آئی۔ رام چندر نے کہا،
جس راجہ سگریو کی مدد سے ہم نے لنکا فتح
کی اُن کا مکان یہیں ہے۔ سیتا جی نے

سگریو کی رانی سے مُلاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس لئے بمان روک دیا گیا۔ اور لوگ سگریو کے گھر اُترے۔ تارا نے سیتا جی کے گلے میں پھُولوں کی مالا پہنائی اور اپنے ساتھ محل میں لے گئیں۔ سگریو نے اپنے معزّز مہمانوں کی دعوت کی اور اُنہیں دو چار دن روکنا چاہا مگر رامچندر کیسے رُک سکتے تھے۔ دوسرے دن پھر بمان روانہ ہُؤا۔ سگریو وغیرہ بھی اُس پر بیٹھ کر چلے۔ رامچندر جی سے اُن لوگوں کو اتنی محبت ہو گئی تھی کہ اُن کو چھوڑتے ہوئے ان لوگوں کو صدمہ ہوتا تھا ؛

رامچندر نے پھر سیتا جی کو خاص خاص مقامات دکھانا شروع کئے۔ دیکھو یہ وہ جنگل ہے جہاں ہم تمہیں تلاش کرتے پھرتے تھے۔ اہا دیکھو وہ چھوٹی سی جھونپڑی جو نظر آ رہی ہے وہی شبوری کا مکان ہے۔ یہاں رات بھر ہم نے جو آرام پایا اتنا کبھی اپنے گھر

بھی نہ پایا تھا۔ یہ لو وہ مقام آگیا جہاں
پاک سیرت جٹایو سے ہماری ملاقات ہوئی
تھی۔ وُہ اُس کی کُٹّی ہے۔ صرف دیواریں باقی
رہ گئی ہیں۔ جٹایو نے ہمیں تمہارا پتہ نہ بتایا
ہوتا تو خبر نہیں کہاں کہاں بھٹکتے پھرتے۔
وہ دیکھو پنچوٹی کا مقام ہے۔ وہ ہماری کُٹّی
ہے۔ جی بے اختیار چاہتا ہے کہ چل کر ایک بار
اس کُٹّی کے درشن کر لوں۔ سیتا جی اِس کُٹّی کو
دیکھ کر رونے لگیں۔ آہ! یہیں سے اُنہیں راون
ہر لے گیا تھا۔ وُہ دن، وہ گھڑی کِتنی منحوس تھی۔
کہ اتنے دنوں تک اُنہیں ایک ظالم کی قید میں
رہنا پڑا۔ راون کی وہ فقیرانہ صورت اُن کی
نظروں میں پھر گئی۔ آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے۔
بہ مُشکل رامچندر نے اُنہیں سمجھا کر چُپ کیا۔
بمان اور آگے بڑھا۔ اگست منی کا آشرم نظر
آیا۔ رامچندر نے اُن کے درشن کیئے۔ لیکن
رُکنے کا مَوقع نہ تھا۔ اس لئے تھوڑی دیر

کے بعد پھر بمان روانہ ہُوا - چترکوٹ نظر آیا-
سیتا جی اپنی کُٹی دیکھ کر بہت خُوش ہوئیں -
کچھ دیر بعد پریاگ دکھائی دیا- یہیں بھاردوّاج
مُنی کا آشرم تھا - رامچندر نے بمان کو اُتارنے
کا حُکم دیا اور مُنی جی کی خدمت میں حاضر ہوئے-
مُنی جی اُن سے مِل کر بہت خوش ہوئے -
بڑی دیر تک رامچندر اُنہیں اپنے حالات
سُناتے رہے - پھر اور باتیں ہونے لگیں -
رامچندر نے کہا: مہاراج! مجھے تو اُمید نہ تھی
کہ پھر آپ کے درشن ہونگے - مگر آپ کے
آشیرباد سے آج پھر آپ کی قدمبوسی کا موقع
مِل گیا:

بھاردوّاج بولے - بیٹا! جب تم یہاں سے
جا رہے تھے اُس وقت مجھے جتنا رنج ہُوا
تھا اُس سے کہیں زیادہ خوشی آج تمہاری
واپسی پر ہو رہی ہے:

رام - آپ کو اجودھیا کے حالات تو ملتے ہونگے؟

بھاردوّاج ۔ 'ہاں بیٹا وہاں کے حالات برابر
ملتے رہتے ہیں ۔ بھرت تو اجودھیا سے
دُور ایک گاؤں میں کُٹی بنا کر رہتے ہیں
مگر شترو ہن کی مدد سے انہوں نے بہت
اچّھی طرح راج کا کام سنبھالا ہے ۔ رعایا
خوش ہے ۔ ظلم کا نام و نشان نہیں، مگر
سب لوگ تُمہارے لئے بیقرار ہو رہے ہیں
بھرت تو اتنے بیقرار ہیں کہ اگر تُمہیں ایک
دن کی بھی دیر ہو گئی تو شاید تم اُنہیں
زندہ نہ پاؤ'۔

رامچندر نے اُسی وقت ہنومان کو بُلا کر
کہا تم ابھی بھرت کے پاس جاؤ اور اُنہیں
میرے آنے کی خبر دو ۔ وہ بہت گھبرا رہے
ہونگے ۔ میں کل سویرے یہاں سے چلونگا ۔
یہ حکم پاتے ہی ہنومان اجودھیا کی طرف
روانہ ہوئے ۔ اور بھرت کا پتہ پوچھتے ہوئے
نندی گرام پہنچے ۔ بھرت نے جونہی یہ خوشخبری

سُنی اُنہیں مارے خوشی کے غش آ گیا۔ اُسی
وقت ایک آدمی کو بھیج کر شترو ہن کو بُلوایا اور
کہا۔ بھائی آج کا دن بڑا مبارک ہے کہ
ہمارے بھائی صاحب چودہ برس کی جلاوطنی
کے بعد اجودھیا آ رہے ہیں۔ شہر میں ڈونڈی
پٹوا دو کہ لوگ اپنے اپنے گھر چراغ جلائیں۔
اور اس خوشی میں جشن منائیں۔ سویرے تم
اُن کے جلوس کا انتظام کر کے یہاں آنا۔ ہم
سب لوگ بھائی صاحب کی پیشوائی کرنے چلینگے۔

دوسرے دن سویرے رامچندر جی بھاردواج
مُنی کے آشرم سے روانہ ہوئے۔ جس اجودھیا
کی گود میں پلے اور کھیلے اُس اجودھیا کے
آج پھر درشن ہوئے۔ جب اجودھیا کے
بڑے بڑے عالی شان محل نظر آنے لگے تو
رامچندر کا چہرہ مارے خوشی کے چمک اُٹھا۔
اُس کے ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو بھی بہنے
لگے۔ ہنومان سے بولے۔ دوست مجھے دُنیا

ہیں کوئی جگہ اپنی اجودھیا سے زیادہ پیاری نہیں۔ مجھے یہاں کے کانٹے بھی دوسری جگہ کے پھولوں سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ وہ دیکھو سرجو ندّی شہر کو اپنی گود میں لئے کیسا بچّوں کی طرح کِھلا رہی ہے۔ اگر مجھے فقیر بن کر بھی یہاں رہنا پڑے تو دوسری جگہ راج کرنے سے زیادہ خوش رہونگا۔ ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ نیچے ہاتھی، گھوڑوں، رتھوں کا جلوس نظر آیا۔ سب کے آگے بھرت گیروے رنگ کی چادر اوڑھے، جٹا بڑھائے، ننگے پاؤں ایک ہاتھ میں رامچندر کی کھڑاؤں لئے چلے آ رہے تھے۔ اُن کے پیچھے شتروہن تھے۔ پالکیوں میں کوسلیا۔ سمترا۔ اور کیکئی تھیں۔ جلوس کے پیچھے اجودھیا کے لاکھوں آدمی اچھّے اچھّے کپڑے پہنے چلے آ رہے تھے۔ جلوس کو دیکھتے ہی رامچندر نے بمان نیچے اُتارا۔ نیچے کے آدمیوں کو ایسا معلوم ہُوا

کہ کوئی بڑا طائر پر جوڑے اُتر رہا ہے۔ کبھی
ایسا بمان اُن کی نظر سے نہ گزرا تھا۔ مگر جب
بمان نیچے اُتر آیا تو لوگوں نے بڑے تعجّب سے
دیکھا کہ اُس پر رامچندر، سیتا، لکشمن اور اُن
کے سردار بیٹھے ہُوئے ہیں۔ جے جے کے نعروں
سے آسمان ہل اُٹھا ؛

جونہی رامچندر بمان سے اُترے بھرت دوڑ
کر اُن کے پیروں سے لپٹ گئے۔ اُن کے
مُنہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ بس آنکھوں سے
آنسو بہ رہے تھے۔ رامچندر اُنہیں اُٹھا کر
چھاتی سے لگانا چاہتے تھے مگر بھرت اُن کے
پیروں کو نہ چھوڑتے تھے۔ کتنا پاک نظارہ تھا۔
رامچندر نے تو باپ کے حکم کو مان کر بن باس
لیا تھا۔ مگر بھرت نے راج ملنے پر بھی اُسے
قبول نہ کیا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ
رامچندر کے رہتے راج پر میرا کوئی حق نہیں
ہے۔ اُنھوں نے بادشاہت ہی نہیں چھوڑی،

فقیرانہ زندگی بسر کی۔ کیونکہ کیکئی نے انہیں کے لئے رامچندر کو بن باس دیا تھا۔ وہ فقیروں کی طرح رہ کر اپنی ماں کی بے انصافی کا بدلہ چکانا چاہتے تھے۔ رامچندر نے بڑی مشکل سے اُنہیں اُٹھایا اور اُنہیں چھاتی سے لگا لیا۔ پھر لکشمن بھی بھرت سے گلے ملے۔ اُدھر سیتا جی نے جا کر کوسلیا اور دوسری ماتاؤں کے قدموں پر سر جھکایا۔ کیکئی رانی بھی وہاں موجود تھیں۔ تینوں ساسوں نے سیتا کو دعائیں دیں۔ کیکئی اب اپنے کئے پر نادم تھی۔ اب اس کا دل رامچندر اور کوسلیا کی طرف سے صاف ہو گیا تھا۔

(۸) رام چندر کی راج گدّی

آج رام چندر کی تاج پوشی کا مُبارک دن ہے۔ ببر جو کے کنارے میدان میں ایک وسیع شامیانہ کھڑا ہے۔ اُس کی چوبیں چاندی

کی ہیں اَور رسّیاں ریشم کی۔ قیمتی غالیچے بچھے ہوئے ہیں۔ شامیانہ کے باہر خوشنما گملے رکھے ہوئے ہیں۔ شامیانہ کی چھت شیشہ کے بیش قیمت سامانوں سے سجی ہوئی ہے۔ دُور دُور سے رشی مُنی بُلائے گئے ہیں۔ دربار کے امرا اور باجگذار راجے ادب سے بیٹھے ہیں۔ سامنے ایک سونے کا جڑاؤ سنگھاسن رکھا ہُوا ہے ؛

یکایک توپیں دغیں۔ سب لوگ سنبھل گئے۔ معلوم ہو گیا کہ سری رامچندر رام بھون سے روانہ ہو گئے۔ اُن کے سامنے گھنٹہ اور سنکھ بجایا جا رہا تھا۔ لکشمن، بھرت، شترو ہن، ہنومان، سگریو وغیرہ پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ رامچندر نے آج شاہانہ لباس پہنا ہے۔ اَور سیتا جی کے بناؤ اور سنگار کی تو تعریف ہی نہیں ہو سکتی ؛

جونہی یہ لوگ شامیانہ میں پہنچے گرو وشسٹ

نے اُنہیں ہَوَن کُنڈ کے سامنے بٹھایا۔ براہمنوں نے وید منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ ہون ہونے لگا۔ اُدھر راج محل میں مبارکباد کے گیت گائے جانے لگے۔ ہون ختم ہونے پر گرو وشسٹ نے رامچندر کے ماتھے پر کیسر کا تیلک لگا دیا۔ اُسی وقت توپوں نے سلامیاں داغیں، امرا نذریں پیش کرنے لگے۔ کبیشروں نے کبت پڑھنا شروع کر دیا۔ رامچندر جی اور سیتا جی سنگھاسن پر رونق افروز ہو گئے۔ بھبھیشن مور چھل جھلنے لگا۔ سگریو نے چوبداروں کا عصا سنبھال لیا۔ اَور ہنومان پنکھا جھلنے لگا۔ وفادار ہنومان کی خوشی کی تھاہ نہ تھی۔ جس راجکمار کو بہت دن پہلے اُس نے رِشموک پہاڑ پر اِدھر اُدھر سیتا کو تلاش کرتے پایا تھا، آج اُسی کو سیتا جی کے ساتھ سنگھاسن پر بیٹھے دیکھ رہا تھا۔ اِنہیں اِس منزل مقصود تک پہنچانے میں اُس نے کتنا حِصّہ لیا تھا۔ غرور آمیز مسرّت سے وہ پھولا نہ سماتا تھا۔

بھرت بڑے بڑے تھالوں میں میوے، غلّے، بھرے ہُوئے بیٹھے تھے۔ روپیوں کا انبار اُن کے سامنے لگا ہُوا تھا۔ جونہی رامچندر اور سیتا سنگھاسن پر بیٹھے بھرت نے دان دینا شروع کر دیا۔ ان چودہ سالوں میں اُنہوں نے کفایت کر کے شاہی خزانہ میں جو کچھ جمع کیا تھا وہ سب کسی نہ کسی صورت میں پھر رعایا کے پاس پہنچ گیا۔ غریبوں کو بھی اشرفیوں کی صورت نظر آ گئی۔ ننگوں کو شال دو شالے مُیسّر ہو گئے۔ اور بھوکوں کو میوے اور مٹھائی سے سیری ہو گئی۔ چاروں طرف بھرت کی فیاضی کی دُھوم مچ گئی۔ سارے راج میں کوئی غریب نہ رہ گیا۔ کاشتکاروں کے ساتھ خاص رعایت کی گئی۔ ایک سال کا لگان معاف کر دیا گیا۔ جابجا کنوئیں کھُدوا دِئے گئے۔ قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔ صرف وہی آزاد نہ کئے گئے جو دغا اور فریب کے مجُرم تھے۔ رئیسوں اور امیروں کو خطابات دئے گئے۔ اور خلعتیں تقسیم ہوئیں۔

اُتّر کانڈ

(۱) رام کا راج

"تاجپوشی کا جشن ختم ہونے کے بعد سگریو، بھبھیشن، انگد، وغیرہ تو رُخصت ہُوئے مگر ہنومان کو رامچندر سے اتنی محبت ہو گئی تھی کہ وہ اُنہیں چھوڑ کر جانے پر راضی نہ ہوئے۔ لکشمن، بھرت وغیرہ نے اُنہیں بہت سمجھایا، مگر وہ اجودھیا سے نہ گئے۔ اُن کی ساری زندگی رامچندر کے ساتھ ہی ختم ہُوئی۔ وہ ہمیشہ رامچندر کی مدد کرنے کو تیار رہتے تھے۔ بڑے سے بڑا مُشکل کام دیکھ کر بھی اُن کا حوصلہ پست نہ ہوتا تھا۔

رام چندر کے زمانہ میں اجودھیا کے راج کو

اِتنی ترقی ہوئی، رعایا اتنی خوشحال تھی کہ
"رام راج" ایک مثل ہو گیا ہے۔ جب کسی
زمانہ کی بہت تعریف کرنا ہوتا ہے تو اُسے
"رام راج" کہتے ہیں۔ اُس زمانہ میں چھوٹے
بڑے سب خوشحال تھے۔ اس لئے کوئی چوری
نہ کرتا تھا۔ تعلیم عام تھی، بڑے بڑے رشی
لڑکوں کو پڑھاتے تھے، اس لئے بدکاریاں نہ
ہوتی تھیں۔ وِدّوان لوگ انصاف کرتے تھے،
اس لئے جھوٹی گواہیاں نہ بنائی جاتی تھیں۔
کاشتکاروں پر سختی نہ کی جاتی تھی، اس لئے
وہ دل لگا کر کھیتی کرتے تھے۔ غلہ بہ افراط پیدا
ہوتا تھا۔ ہر ایک گاؤں میں کُنوئیں اور تالاب
کھدوا دئے گئے تھے، نہریں بنا دی گئی تھیں،
اس لئے کسان لوگ آسمانی بارش کے محتاج نہ
تھے۔ صفائی کا بہت اچھا انتظام تھا۔ کھانے
پینے کی چیزوں کی کمی نہ تھی، دودھ گھی افراط
سے پیدا ہوتا تھا کیونکہ ہر ایک گاؤں میں

صاف چراگاہیں تھیں، اس لئے ملک میں بیماریاں نہ تھیں - پلیگ، ہیضہ، چیچک، وغیرہ مرضوں کے نام بھی کوئی نہ جانتا تھا - تندرست رہنے کے باعث سبھی خوبصورت تھے - بدصورت آدمی مشکل سے ملتا تھا - کیونکہ صحت ہی خوبصورتی کا راز ہے - جوان موتیں بہت کم ہوتی تھیں - اس لئے کہ لوگ اپنی پوری عمر جیتے تھے - گلی گلی یتیم خانے نہ تھے اس لئے کہ ملک میں یتیم اور بدھوائیں تھی ہی نہیں ٭

اُس زمانہ میں آدمی کی عزّت اُس کی دولت یا ثروت کے اعتبار سے نہ کی جاتی تھی بلکہ دھرم اور علم کے اعتبار سے - امیر لوگ غریبوں کا خون چوسنے کی فکر میں نہ رہتے تھے، نہ غریب لوگ امیروں کو دھوکا دیتے تھے - دھرم اور فرض کے مقابلہ میں غرض اور مطلب کو لوگ حقیر سمجھتے تھے - رامچندر رعایا کو اپنے لڑکے کی طرح مانتے تھے - رعایا بھی اُنہیں اپنا باپ

سمجھتی تھی - گھر گھر یگیہ اور ہَوَن ہوتا تھا۔
رام چندر محض اپنے صلاحکاروں ہی کی باتیں نہ سُنتے تھے - وہ خود بھی اکثر بھیس بدل کر اجودھیا اور راج کے دوسرے شہروں میں گھومتے رہتے تھے - وُہ چاہتے تھے کہ رعایا کا ٹھیک ٹھیک حال اُنہیں مِلتا رہے - جُونہی وُہ کسی سرکاری اہلکار کی بُرائی سُنتے فَوراً اُس سے جواب طلب کرتے - اور سخت سزا دیتے - مجال نہ تھی کہ رعایا پر کوئی ظلم کرنے اور رامچندر کو اُس کی خبر نہ ملے - جس برامھڑ کو دولت کی طرف جھکتے دیکھتے فَوراً اُس کا نام ویشوں میں لکھا دیتے - اُن کے راج میں یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی تو دولت اور عزّت دونو ہی لوٹے، اور کوئی دو میں سے ایک بھی نہ پائے۔

کئی سال اسی طرح گزر گئے - ایک دن رامچندر رات کو اجودھیا کی گلیوں میں بھیس بدلے گھوم رہے تھے کہ ایک دھوبی کے گھر

میں جھگڑے کی آواز سُن کر وُہ رُک گئے اور
کان لگا کر سُننے لگے ۔ معلوم ہُوا کہ دھوبن آدھی
رات کو باہر سے لوٹی ہے اور اُس کا شوہر
اُس سے پوچھ رہا ہے کہ تُو اتنی رات تک کہاں
رہی ۔ عورت کہہ رہی تھی۔ نہیں پڑوس میں تو
ایک کام سے گئی تھی ۔ کیا قیدی بن کر
تیرے گھر میں رہُوں ؟ اس پر شوہر نے
کہا ۔ میرے پاس رہیگی تو تجھے قیدی بن کر
ہی رہنا پڑیگا، نہیں کوئی دوسرا گھر ڈھونڈھ لے
میں راجہ نہیں ہوں کہ تو چاہے جو عیب کر
اُس پر پردہ پڑ جاے ۔ یہاں تو ذرا بھی
ایسی ویسی بات ہوئی تو برادری سے نکال
دیا جائیگا ۔ حُقّہ پانی بند ہو جائیگا ۔ برادری کو
بھوج دینا پڑ جائیگا ۔ اتنا کس کے گھر سے
لاؤنگا ۔ تجھے اگر سیر سپاٹا کرنا ہے تو میرے
گھر سے چلی جا ۔

اتنا سُننا تھا کہ رامچندر کے ہوش اُڑ گئے۔

ایسا معلوم ہُوا کہ زمین نیچے دھنسی جا رہی ہے - اَیسے اَیسے چھوٹے آدمی بھی میری بُرائی کر رہے ہیں ! مَیں اپنی رعایا کی نظروں میں اتنا گر گیا ہوں ! جب ایک دھوبی کے دِل میں ایسے خیالات پیدا ہو رہے ہیں تو بھلے آدمی تو شاید میرا چھُوا پانی بھی نہ پئیں - اُسی وقت رامچندر گھر کی طرف چلے - اور ساری رات اسی بات پر غور کرتے رہے - کچھ عقل کام نہ کرتی تھی کہ کیا کرنا چاہیئے - اس کے سِوا کوئی تدبیر نہ تھی کہ سیتا جی کو اپنے پاس سے الگ کر دیں - مگر اس پاکیزگی کی دیوی کے ساتھ اتنی بے رحمی کرتے ہُوئے انہیں روحانی صدمہ ہو رہا تھا ؛

سویرے رامچندر نے تینوں بھائیوں کو بُلایا اور رات کے واقعہ کا ذکر کرکے اُن کی صلاح پوچھی - لکشمن نے کہا: اُس نکمّے دھوبی کو پھانسی دے دینی چاہیئے - تاکہ پھر کسی کو

ایسی بُرائی کرنے کا حوصلہ نہ ہو'۔
شترو ہن نے کہا۔' اُسے راج سے نکال دِیا جاے۔ اُس کی بد زبانی کی یہی سزا ہے'۔
بھرت بولے۔' بکنے دیجئے۔ ان کمینے آدمیوں کے بکنے سے ہوتا ہی کیا ہے۔ سیتا جی سے زیادہ پاکیزہ دیوی دُنیا میں تو کیا دیولوک میں بھی نہ ہوگی'۔
لکشمن نے جوش سے کہا۔' آپ کیا کہتے ہیں بھائی صاحب' ان ٹکے کے آدمیوں کی اِتنی جُرات کہ سیتا جی کے بارے میں ایسی بدگمانیاں کریں۔ ایسے آدمی کو ضرور پھانسی دینی چاہیئے۔ سیتا جی نے اپنی پاکیزگی کا ثبوت اُسی وقت دے دیا جب وہ چتا میں کودنے کو تیار ہو گئیں'۔
رامچندر نے دیر تک خیال میں ڈوبے رہنے کے بعد سر اُٹھایا اور بولے:' آپ لوگوں نے سوچ کر صلاح نہیں دی۔ غصّہ میں آ گئے۔

دھوبی کو قتل کر دینے سے ہماری یہ
بدنامی دُور نہ ہوگی، بلکہ اور بھی پھیلیگی۔
بدنامی کو دُور کرنے کا صرف ایک علاج
ہے اور وہ یہ ہے کہ سیتا جی کو ترک کر دیا
جاے۔ میں جانتا ہوں کہ سیتا حیا اور
پاکیزگی کی دیوی ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے۔
کہ اُنھوں نے خواب میں بھی میرے سوائے
اور کسی کا خیال نہیں کیا۔لیکن میرا یقین
جب رعایا کے دلوں میں یقین نہیں پیدا
کر سکتا تو اس سے فائدہ ہی کیا۔ میں
اپنے خاندان میں کلنک لگتے نہیں دیکھ
سکتا۔ میرا دھرم ہے کہ رعایا کے سامنے
زندگی کا ایسا نمونہ پیش کروں جو سماج
کو اور بھی اُونچا اور پاک بنائے۔ اگر
میں ہی لوک نندا اور بدنامی سے نہ
ڈرُونگا تو رعایا اس کی کب پرواہ کریگی۔
اور اس طرح عوام کو سیدھے اور سچّے

سے ہٹ جانا آسان ہو جائیگا۔ بدنامی
سے بڑھ کر ہماری زندگی کو سُدھارنے کی
کوئی دوسری طاقت نہیں ہے۔ میں نے
جو تدبیر بتلائی اس کے سوا اور کوئی دوسری
تدبیر نہیں ہے'۔

تینوں بھائی رامچندر کی یہ گفتگو سُن کر
گم سُم ہو گئے۔ کچھ جواب نہ دے سکے۔ ہاں
دل میں اُن کی قربانی کی تعریف کرنے لگے۔ وہ
یہ جانتے ہیں کہ سیتا جی بے قصور ہیں' پھر بھی
سماج کی بھلائی کے خیال سے اپنے دل پر
اتنا جبر کر رہے ہیں۔ فرض کے سامنے' رعایا
کی بھلائی کے مقابلہ میں اِنہیں اُس کی بھی
پرواہ نہیں ہے جو اِنہیں دُنیا میں سب سے
عزیز ہے۔ شاید اپنی بُرائی سُن کر یہ اتنی ہی
مستعدی سے اپنی جان دے دیتے۔

رامچندر نے ایک لمحہ کے بعد پھر کہا۔ 'ہاں
اس کے سوا اب کوئی دوسری تدبیر نہیں ہے۔

آج مجھے ایک دھوبی سے شرمندہ ہونا
پڑ رہا ہے۔ میں اسے برداشت نہیں
کر سکتا۔ بھیّا لکشمن، تم نے بڑے نازک
موقعوں پر میری مدد کی ہے۔ یہ کام بھی
تمہیں کو کرنا ہوگا۔ مجھ میں سیتا سے بات
کرنے کی ہمّت نہیں ہے۔ مَیں اُن کے
سامنے جانے کی جُرات نہیں کر سکتا۔ اُن
کے سامنے جاکر مَیں اپنے قومی فرض سے
ہٹ جاؤنگا۔ اس لئے تم آج ہی سیتاجی
کو کسی بہانے سے لے کر چلے جاؤ۔ میں جانتا
ہوں کہ یہ بیرحمی کرتے ہوئے تمہارا دل
تم کو کوسیگا، مگر یاد رکھو فرض کا راستہ کٹھن
ہے۔ جو آدمی تلوار کی دھار پر چل سکے وہی
فرض کے راستہ پر چل سکتا ہے"۔

یہ حُکم دے کر رامچندر دربار میں چلے گئے۔
لکشمن جانتے تھے کہ اگر آج ہی رام چندر کے حُکم
کی تعمیل نہ کی گئی تو وہ ضرور خودکشی کر لینگے،

وہ اپنی بدنامی ہرگز نہیں سہہ سکتے - سیتا جی
کے ساتھ دغا کرتے ہوئے اُن کا دل اُن کو
ملامت کر رہا تھا مگر مجبور تھے - جا کر سیتا جی
سے بولے، بھابھی! آپ جنگلوں کی سیر کا
کئی بار تقاضا کر چکی ہیں - میں آج سیر کرنے
جا رہا ہوں - چلئے آپ کو بھی لیتا چلوں،
غریب سیتا کیا جانتی تھیں کہ آج یہ گھر
مجھ سے ہمیشہ کے لئے چھوٹ رہا ہے - میرے
سوامی مجھے ہمیشہ کے لئے بن باس دے رہے
ہیں - بڑی خوشی سے چلنے کو تیّار ہو گئیں -
اُسی وقت رتھ تیّار ہُوا، لکشمن اور سیتا اُس
پر بیٹھ کر چلے - سیتا جی بہت خوش تھیں - ہر
ایک نئی چیز کو دیکھ کر سوال کرنے لگتی تھیں -
یہ کیا ہے، وہ کیا چیز ہے؟ مگر لکشمن اتنے
غمگین تھے کہ ہوں ہاں کر کے ٹال دیتے تھے -
اُن کے مُنہ سے آواز نہ نِکلتی تھی - باتیں کرتے
تو فوراً پردہ کھُل جاتا - کیونکہ اُن کی آنکھوں میں

بار بار آنسو بھر آتے تھے۔ آخر رتھ گنگا کے
کنارے جا پہنچا۔
سیتا جی بولیں "تو کیا ہم لوگ آج جنگلوں
ہی میں رہینگے۔ شام ہونے آئی۔ ابھی تو
کسی رشی مُنی کے آشرم میں بھی نہیں گئی۔
لوٹینگے کب تک"؟
لکشمن نے مُنہ پھیرے ہوئے جواب دیا۔ "دیکھئے
کب تک لوٹتے ہیں"۔
مانجھی کو جُونہی رانی سیتا کے آنے کی خبر ملی۔
وہ شاہی کشتی کھیتا ہُوا آیا۔ سیتا رتھ سے اُتر
کر کشتی میں جا بیٹھیں۔ اور پانی سے کھیلنے لگیں۔
جنگل کی تازہ ہوا نے اُنہیں بشّاش کر دیا تھا۔

(۲) سیتا بن باس

ندّی کے پار پہنچ کر سیتا جی کی نگاہ یکایک
لکشمن کے چہرے پر پڑی تو دیکھا کہ اُن کی
آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں۔ دیر لکشمن نے

اب تک تو ضبط کیا تھا۔ پر اب آنسو نہ رُک سکے۔ میدان میں تیروں کو روکنا آسان ہے۔ آنسوؤں کو کون دیر روک سکتا ہے!

سیتا جی تعجّب سے بولیں۔ 'لکشمن تم رو کیوں رہے ہو؟ کیا آج جنگل کو دیکھ کر پھر بن باس کے دن یاد آ رہے ہیں؟

لکشمن اور بھی پھُوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے سیتا جی کے پیروں پر گر پڑے اور بولے۔ 'نہیں دیوی! اس لئے کہ آج مجھ سے زیادہ بدنصیب، بے رحم آدمی دُنیا میں نہیں۔ کاش مجھے موت آ جاتی۔ میگھناد کی شکتی ہی نے کام تمام کر دیا ہوتا تو آج یہ دن تو نہ دیکھنا پڑتا۔ جس دیوی کے درشنوں سے زندگی پاک ہو جاتی ہے اُسے آج میں بن باس دینے آیا ہوں۔ ہائے ہمیشہ کے لئے۔

سیتا جی اب بھی کچھ صاف صاف نہ سمجھ سکیں۔ گھبرا کر بولیں۔ 'بھیّا تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری

سمجھ میں نہیں آتا۔ تمہاری طبیعت تو اچّھی
ہے۔ آج تم راستہ بھر اداس رہے۔ بخار
تو نہیں ہو آیا ہے'؟
لکشمن نے سیتا جی کے پیروں پر سر رگڑتے
ہوئے کہا۔ 'ماتا۔ ماتا! میرا قصور معاف
کرو۔ میں بالکل بے خطا ہوں۔ بھائی
صاحب نے جو حکم دیا ہے اُس کی تعمیل
کر رہا ہوں'۔ شاید اسی دِن کے لئے میں
اب تک زندہ تھا۔ مجھ سے ایشور کو یہی
جلّاد کا کام لینا تھا۔ ہائے'!
سیتا جی اب صورت حال سمجھ گئیں۔ غرور سے
گردن اُٹھا کر بولیں 'تو کیا سوامی جی نے
مجھے بن باس دے دیا ہے؟ میری کوئی
خطا، کوئی قصور، ابھی رات کو شہر میں
گشت کرنے کے پہلے وہ میرے ہی پاس
تھے۔ اُن کے چہرے پر غصّے کا نشان
تک نہ تھا۔ پھر کیا بات ہو گئی۔

صاف صاف کہو - میں سُننا چاہتی ہُوں۔
اور اگر کوئی سُننے والا ہو تو اُس کا جواب
بھی دینا چاہتی ہوں'۔
لکشمن نے مجرموں کی طرح سر جُھکا کر کہا -
'ماتا! کیا بتلاؤں' ایسی بات ہے جو
میرے مُنہ سے نکل نہیں سکتی - اجودھیا
میں آپ کے بارے میں لوگ طرح طرح
کی باتیں کر رہے ہیں - بھائی صاحب کو
آپ جانتی ہیں بدنامی سے کتنا ڈرتے
ہیں - اَور میں آپ سے کیا کہوں'۔
سیتا جی کی آنکھوں میں نہ آنسو تھے' نہ
گھبراہٹ - وہ خاموش ٹکٹکی لگائے گنگا
کی طرف دیکھ رہی تھیں - پھر بولیں -
'کیا سوامی کو بھی مجھ پر شک ہے'؟
لکشمن نے زبان کو دانتوں سے دبا کر کہا -
'نہیں بھابھی جی - ہرگز نہیں - اُنہیں
آپ کے اُوپر ذرّہ برابر بھی شک نہیں

ہے۔ اُنہیں آپ کی پاکیزگی کا اُتنا ہی
یقین ہے جتنا اپنی ہستی کا۔ یہ یقین
کسی طرح نہیں مٹ سکتا چاہے ساری
دُنیا آپ پر اُنگلی اُٹھائے۔ لیکن عوام کی
زبان کو وہ کیسے روک سکتے ہیں۔ اُن
کے دِل میں آپ کی جتنی محبت ہے وہ
مَیں دیکھ چُکا ہوں۔ جس وقت اُنہوں
نے مجھے یہ حُکم دیا ہے اُن کا چہرہ زرد
ہو گیا تھا، آنکھوں سے آنسو بہ رہے
تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی اُن
کے سینہ کے اندر بیٹھا ہُوا چھُریاں مار
رہا ہے۔ بدنامی کے سوا انہیں اور کوئی
خیال نہیں ہے، نہ ہو سکتا ہے،"
سیتا جی کی آنکھوں سے آنسو کی دو بڑی
بڑی بوندیں ٹپ ٹپ گر پڑیں۔ مگر اُنہوں
نے ضبط کیا اَور بولیں۔ "پیارے لکشمن۔
اگر یہ سوامی کا حُکم ہے تو مَیں اُس کے

سامنے سر جُھکاتی ہوں - مَیں اُنہیں کچھ
نہیں کہتی - میرے لئے یہی خیال کافی ہے
کہ اُن کا دل میری طرف سے صاف ہے -
میں اور کسی بات کی پرواہ نہیں کرتی -
تم نہ رؤو بھیّا، تمہارا کوئی قصور نہیں،
تم کیا کر سکتے ہو - میں مر کر بھی تمہارے
احسانوں کو نہیں بھول سکتی - یہ سب
برے کرموں کا پھل ہے - نہیں تو جس
آدمی نے کبھی کسی جانور کے ساتھ بھی
بے انصافی نہیں کی، جو مُروّت اور رحم
کا دیوتا ہے، جس کی ایک ایک بات
میرے دل میں پریم کی لہریں پیدا کر دیتی
تھی اُس کے ہاتھوں میری یہ دُرگت ہوتی -
جس کے لئے میں نے چودہ سال رو رو
کر کاٹے وہ آج مجھے تیاگ دیتا - یہ سب
میرے کھوٹے کرموں کا بھوگ ہے - تمہاری
کوئی خطا نہیں - مگر تمہیں دل میں سوچو

کیا یہ میرے ساتھ انصاف ہُوا ہے؟ کیا
بدنامی سے بچنے کے لئے کسی بے گناہ کا
خُون کر دینا انصاف ہے؟ اب اور کچھ
نہ کہونگی - بھیّا - اس غم اور غصہ کی حالت
میں مُمکن ہے زبان سے کوئی ایسا لفظ
مُنہ سے نکل جاے - جو نہ نِکلنا چاہیئے -
اُف! کیسے ضبط کروں - ایسا جی چاہتا
ہے کہ اسی وقت جا کر گنگا میں ڈوب
مروں - ہاے! کیسے دل کو سمجھاؤں -
کس اُمید پر زندہ رہوں - کس لئے
زندہ رہوں؟ یہ پہاڑ سی زندگی کیا
رو رو کر ہی کاٹوں؟ عورت کیا محبت
کے بغیر زندہ رہ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں -
سیتا آج سے مر گئی'

گنگا کے کنارے کے لمبے لمبے درخت سر
دُھن رہے تھے - گنگا کی لہریں گویا رو رہی
تھیں - اندھیرا بھیانک صورت بنائے دوڑا

چلا آتا تھا۔ لکشمن پتّھر کی مورت بنے بے حس
و حرکت کھڑے تھے۔ گویا بدن میں جان ہی
نہیں۔ سیتا دو تین منٹ تک کسی خیال میں
ڈوبی رہیں۔ پھر بولیں۔ "نہیں ویر لکشمن۔
ابھی جان نہ دُونگی۔ مجھے ابھی ایک بہت بڑا
فرض پورا کرنا ہے۔ میں اپنے بچّے کے لئے
جیونگی۔ وہ تمہارے بھائی کی امانت ہے۔
اُسے اُن کو سپرد کرکے ہی میرا فرض پُورا
ہوگا۔ اب وہی میرے جیون کا آدھار ہوگا۔
سوامی نہیں ہیں تو اُن کی یادگار ہی سے
دل کو تسکین دُونگی۔ مجھے کسی سے کوئی
شکایت نہیں ہے۔ اپنے بھائی صاحب
سے کہ دینا میرے دل میں اُن کی طرف
سے کوئی ملال نہیں ہے۔ جب تک جیونگی
اُن کی محبّت کو یاد کرتی رہونگی۔ بھیّا!
دل بہت کمزور ہو رہا ہے کتنا ہی ضبط
کرتی ہوں پر رہا نہیں جاتا۔ بہری سمجھ

میں نہیں آتا کہ جب اس پتو بن کے
رشی منی مجھ سے پوچھینگے تیرے سوامی نے
تجھے کیوں بن باس دیا ہے تو کیا کہونگی؟
کم سے کم تمہارے بھائی صاحب کو اتنا تو
بتلا ہی دینا چاہیئے تھا۔ ایشور کی بھی کیسی
عجیب لیلا ہے کہ وہ بعضے آدمیوں کو محض
رونے کے لئے پیدا کرتا ہے! ایک بار کے
آنسو ابھی سوکھنے بھی نہ پائے تھے کہ رونے
کا یہ نیا سامان پیدا ہو گیا۔ ہائے! اِنہیں
جنگلوں میں زندگی کے کتنے دن آرام سے
گزرے۔ مگر اب رونا ہے اور ہمیشہ کے
لئے رونا ہے۔ بھیّا تم اب جاؤ۔ میرا
ولاپ کب تک سنتے رہوگے۔ یہ تو زندگی
بھر ختم نہ ہوگا۔ ماتاؤں سے میرا نمسکار
کہ دینا۔ مجھ سے جو کچھ بے ادبی ہوئی ہو
اُسے معاف کریں۔ ہاں میرے پالے ہوئے
ہرن کے بچّوں کی کھوج خبر لیتے رہنا +

پنجرے میں میرا ہیرامن طوطا پڑا ہُوا ہے۔
اُس کے دانہ پانی کی فکر رکھنا۔ اور کیا
کہوں۔ ایشور تمہیں ہمیشہ خیریت سے
رکھیں۔ میرے رونے دھونے کا ذکر اپنے
بھائی صاحب سے نہ کرنا نہیں شاید اُنہیں
رنج ہو، اب تم جاؤ۔ اندھیرا ہُوا جاتا ہے۔
ابھی تمہیں بہت دُور جانا ہے"۔
لکشمن یہاں سے چلے تو اُنہیں ایسا معلوم
ہو رہا تھا کہ دل کے اندر آگ سی جل رہی
ہے۔ یہی جی چاہتا تھا کہ سیتا جی کے ساتھ
رہ کر ساری زندگی اُن کی سیوا کرتا رہوں۔
قدم قدم پر مُڑ مُڑ کر سیتا جی کو دیکھ لیتے
تھے۔ وہ اب تک وہیں سر جُھکائے بیٹھی
ہوئی تھیں۔ جب تاریکی نے اُنہیں اپنے پردے
میں چُھپا لیا تو لکشمن زمین پر بیٹھ گئے اور
بڑی دیر تک زار زار روتے رہے۔ یکایک
مایوسی میں اُنہیں اُمید کی ایک کرن دکھائی دی

شاید رام چندر نے اس سوال پر پھر غور کیا ہو اور وہ سیتا جی کو واپس لینے کو تیار ہوں - شاید وہ پھر اُنہیں کل ہی یہ حکم دیں کہ جا کر سیتا کو لوا لاؤ - اس اُمید نے دل شکستہ اور مایوس لکشمن کو بڑی تسکین دی - وہ تیزی سے قدم اُٹھاتے ہوئے کشتی کی طرف چلے ؛

(۳) لو اور کُش

جہاں سیتا جی مایوسی اور غم میں ڈوبی ہوئی بیٹھی رو رہی تھیں اس سے تھوڑی ہی دُور پر رشی والمیک کا آشرم تھا - اُس وقت رشی سندھیا کرنے کے لئے گنگا کی طرف جایا کرتے تھے - آج بھی وہ حسب معمول چلے تو راستہ میں کسی عورت کے سسکنے کی آواز کان میں آئی - تعجب ہوا کہ اس وقت کون عورت رو رہی ہے - سمجھے شاید کوئی لکڑی بٹورنے والی عورت راستہ بھول گئی ہو - سسکیوں کی آہٹ لیتے

ہُوئے قریب آئے تو دیکھا کہ ایک عورت نہایت
بیش قیمت کپڑے اور زیور پہنے اکیلی بیٹھی
رو رہی ہے۔ پوچھا۔ 'بیٹی تو کون ہے اور
یہاں بیٹھی کیوں رو رہی ہے'؟
سیتا رشی والمیک کو پہچانتی تھیں۔ اُنہیں
دیکھتے ہی اُٹھ کر اُن کے قدموں سے
لپٹ گئیں اور بولیں۔ 'بھگون! مَیں
اجودھیا کی ابھاگنی رانی سیتا ہوں۔
سوامی نے بدنامی کے خوف سے مجھے
تیاگ دیا ہے۔ لکشمن مجھے یہاں چھوڑ
گئے ہیں'۔
والمیک نے محبت سے سیتا کو اپنے پیروں
سے اُٹھا لیا اور بولے۔ 'بیٹی اپنے کو
ابھاگنی نہ کہو۔ تم اُس راجہ کی بیٹی ہو
جس کے اُپدیشوں سے ہم نے گیان سیکھا
ہے۔ تمہارے پتا میرے دوست تھے۔
جب تک میں جیتا ہوں یہاں تمہیں کسی

بات کی تکلیف نہ ہوگی - چل کر میرے
آشرم میں رہو - رامچندر نے تمہاری
پاکیزگی پر یقین رکھتے ہوئے بھی محض
بدنامی کے خوف سے تمہیں تیاگ دیا'
یہ اُن کی بے انصافی ہے - سراسر بے
اِنصافی ہے - لیکن اس کا غم نہ کرو -
سب سے سُکھی وہی آدمی ہے جو ہمیشہ
اور ہر حالت میں اپنے فرض کو پورا کرتا
رہے - یہ بڑی فضا کی جگہ ہے - یہاں
تمہاری طبیعت خوش ہوگی - رشیوں کی
لڑکیوں کے ساتھ رہ کر تم اپنے سب
دُکھ بھول جاؤگی - راج محل میں تمہیں
وہی چیزیں مل سکتی تھیں جن سے جسم
کو آرام پہنچتا ہے - یہاں تمہیں وہ چیزیں
ملینگی جن سے رُوح کو سکون اور سرور
حاصل ہوتا ہے - اُٹھو' میرے ساتھ چلو -
کاش مجھے پہلے معلوم ہو جاتا تو تمہیں اِتنی

تکلیف نہ ہوتی ؛

سیتا جی کو رشی والمیک کی ان باتوں سے بڑی تسکین ہوئی - اُٹھ کر ان کے ساتھ اُن کی کٹیا میں آئیں - وہاں اور بھی کئی رشیوں کی کُٹیاں تھیں - سیتا اُن کی عورتوں اور لڑکیوں کے ساتھ رہنے لگیں - اس طرح کئی مہینے کے بعد اُن کے دو بچے پیدا ہوئے - رشی والمیک نے بڑے کا نام لو اور چھوٹے کا نام کُش رکھا - دونو ہی بچے رامچندر سے بہت ملتے تھے - ذہین اور تیز اتنے تھے کہ جو بات ایک بار سُن لیتے ہمیشہ کے لئے دل پر نقش ہو جاتی - وہ اپنی بھولی بھولی، توتلی باتوں سے سیتا کو خوش کیا کرتے تھے - رشی والمیک دونو بچوں کو بہت پیار کرتے تھے - ان دونو بچّوں کے پالنے پوسنے میں سیتا اپنا غم بھول گئیں ؛

جب دونو بچّے ذرا بڑے ہوئے تو رشی والمیک نے اُنہیں پڑھانا شروع کیا - اپنے

ساتھ جنگل میں لے جاتے اور طرح طرح کے پھل پھول دکھاتے۔ بچپن ہی سے سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت کرنا سکھایا۔ لڑائی کے فن بھی خوب دل لگا کر سکھائے۔ دونو اتنے بہادر تھے کہ بڑے بڑے خوفناک جانوروں کو بھی مار گراتے تھے۔ اُن کا گلا بہت اچھا تھا۔ اُن کا گانا سُن کر رشی لوگ بھی مست ہو جاتے تھے۔ والمیک نے رامچندر کی زندگی کے حالات نظم میں لکھ کر دونو راجکماروں کو یاد کرا دیا تھا۔ جب دونو اس نظم کو گا گا کر سُناتے تو سیتا جی غرور اور مسرت کی لہروں میں بہنے لگتی تھیں ؂

(۴) اشومیدھ یگیہ

سیتا کو تیاگ دینے کے بعد رامچندر بہت رنجیدہ اور غمگین رہنے لگے۔ سیتا کی یاد انہیں ہمیشہ ستاتی رہتی تھی۔ سوچتے بچاری نہ جانے

کہاں ہوگی - نہ جانے اُس پر کیا گزر رہی ہوگی - اُس زمانہ کو یاد کر کے جو اُنہوں نے سیتا جی کے ساتھ بسر کیا تھا وہ اکثر رونے لگتے تھے - گھر کی ہر ایک چیز اُنہیں سیتا کی یاد دلا دیتی تھی - اُن کے کمرے کی تصویریں سیتا جی ہی کی بنائی ہوئی تھیں - باغ کے کتنے ہی پودے سیتا جی کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے تھے - کبھی سیتا کے سوئمبر کے زمانے کی یاد کرتے، کبھی سیتا کے ساتھ جنگلوں کی زندگی کا خیال کرتے - اُن باتوں کو یاد کر کے وہ تڑپنے لگتے تھے - خوشی کے جلسوں میں شریک ہونا اُنہوں نے بالکل چھوڑ دیا - بالکل تپسّیوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگے - دربار کے امیروں اور وزیروں نے سمجھایا کہ آپ دوسری شادی کر لیں، کسی طرح نام تو چلے - کب تک اس طرح تپسّیا کیجئے گا - مگر رامچندر شادی کرنے پر راضی نہ ہوئے - یہاں تک

کہ کئی سال گزر گئے ۔

اُس زمانہ میں کئی طرح کے یگیہ ہوتے تھے۔ اُسی میں ایک اشومیدھ یگیہ بھی تھا۔ اشو گھوڑے کو کہتے ہیں۔ جو راجہ یہ حوصلہ رکھتا تھا کہ وہ سارے ملک کا مہاراجہ ہو جائے، اور سبھی راجے اُس کے فرمانگزار بن جائیں، وہ ایک گھوڑے کو چھوڑ دیتا تھا۔ گھوڑا چاروں طرف گھومتا تھا۔ اگر کوئی راجہ اُس گھوڑے کو پکڑ لیتا تھا تو اس کے معنی یہ ہوتے تھے کہ اُسے اُس راجہ کا تابعدار بننا منظور نہیں۔ تب لڑائی سے اس کا فیصلہ ہوتا تھا۔ راجہ رامچندر کی طاقت اور سلطنت اتنی بڑھ گئی کہ اُنہوں نے اشومیدھ یگیہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ دور دور کے راجاؤں، رِشیوں، عالموں کے پاس نوید بھیجے گئے۔ سگریو، بھبھیشن، انگد، سب اُس یگیہ میں شریک ہونے کے لئے آ پہنچے۔ رِشی والمیک کو بھی نوید مِلا۔ وہ لَو اور کُش کے

ساتھ آ گئے۔ بیگیہ کی بڑی دھوم دھام سے
تیاریاں ہونے لگیں۔ مہمانوں کی تفریح کے لئے
طرح طرح کے سامان کئے گئے تھے۔ کہیں
پہلوانوں کے دنگل تھے، کہیں راگ رنگ کی
مجلسیں۔ مگر جو لطف لوگوں کو لو اور کش کے
منہ سے رام چندر کی چرچا سننے میں آتا تھا
وہ اور کسی بات میں نہ آتا تھا۔ دونو لڑکے
سُر ملا کر اتنے پیارے انداز سے یہ نظم
گاتے تھے کہ سننے والے محو ہو جاتے تھے۔
چاروں طرف اُن کی واہ واہ مچی ہوئی تھی۔
رفتہ رفتہ رانیوں کو بھی اُن کا گانا سننے کا
شوق پیدا ہوا۔ ایک آدمی دونو برہمچاریوں
کو رنواس میں لے گیا۔ وہاں تینوں بڑی رانیاں،
اُن کی تینوں بہوئیں۔ اور بہت سی عورتیں
بیٹھی ہوئی تھیں۔ رام چندر بھی موجود تھے۔
ان لڑکوں کی لمبی لمبی زلفیں، جنگل کی
صحت بخش ہوا سے نکھرا ہوا سُرخ رنگ اور

خوبصورت چہرہ دیکھ کر سب کے سب دنگ ہو گئے۔ دونو کی صورت رامچندر سے بہت ملتی تھی۔ وہی اونچی پیشانی تھی، وہی لمبی ناک، وہی چوڑا سینہ۔ جنگل میں ایسے لڑکے کہاں سے آ گئے، سب کو یہی تعجّب ہو رہا تھا۔ کوسلیا دل میں سوچ رہی تھیں رام چندر کے لڑکے ہوتے تو وہ بھی ایسے ہی ہوتے۔ جب لڑکوں نے نظم گانا شروع کیا تو سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لڑکوں کا لہجہ جتنا پیارا تھا اُتنی ہی پیاری اور دل کو ہلا دینے والی نظم تھی۔ گانا سُننے کے بعد رامچندر نے بہت چاہا کہ ان لڑکوں کو کچھ انعام دیں۔ مگر اُنھوں نے لینا قبول نہ کیا۔ آخر اُنھوں نے پُوچھا۔ تم دونو کو گانا کِس نے سِکھایا اور تم کہاں رہتے ہو؟

لو نے کہا۔ ہم لوگ رشی والمیک کے آشرم میں رہتے ہیں۔ اُنہیں نے ہمیں گانا سِکھایا۔

ہے'۔

رام چندر نے پھر پوچھا 'اور یہ نظم کس نے بنائی'؟

لو نے جواب دیا۔ 'رشی والمیک نے ہی نظم بھی بنائی ہے'۔

رام چندر کو اُن دونو لڑکوں سے اتنی محبت ہو گئی تھی کہ وہ اُسی وقت رشی والمیک کے پاس گئے اور اُن سے کہا۔ 'مہاراج! آپ سے ایک سوال کرنے آیا ہوں۔ دیا کیجئے گا'۔

رشی نے مسکرا کر کہا۔ 'راجہ رنک سے سوال کرنے آیا ہے؟ تعجّب ہے۔ کہئے'۔

رام چندر نے کہا۔ 'میں چاہتا ہُوں کہ ان دونو لڑکوں کو جنھوں نے آپ کے رچے ہوئے پد سُنائے ہیں اپنے پاس رکھ لوں۔ میرے کوئی لڑکا نہیں ہے یہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ یہ میرے اندھیرے گھر کے چراغ ہونگے۔ ہیں تو کِسی اچّھے خاندان کے لڑکے'؟

والمیک نے کہا۔ 'ہاں بہت اونچے خاندان کے ہیں۔ ایسا خاندان بھارت ورش میں دوسرا نہیں ہے'!

رام۔ 'تب تو اور بھی اچھا ہے۔ میرے بعد وہی میرے جانشین ہونگے۔ اُن کے ماں باپ کو اس میں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا'؟

والمیک۔ 'کہہ نہیں سکتا۔ ممکن ہے اعتراض ہو۔ باپ کو تو مطلق نہ ہوگا۔ لیکن ماں کی بابت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اپنی عزّت پر جان دینے والی عورت ہے'۔

رام۔ 'اگر آپ اُس دیوی کو کسی طرح راضی کر سکیں تو مجھ پر بڑی عنایت ہوگی'۔

والمیک۔ 'کوشش کرونگا۔ میں نے ایسی شریف، حیادار اور ستی عورت نہیں دیکھی۔ حالانکہ اُس کے شوہر نے اُسے بے گناہ، بے سبب تیاگ دیا ہے مگر وہ ہمیشہ اُسی

شوہر کی پرستش کرتی ہے'۔

رام چندر کی چھاتی دھڑکنے لگی۔ کہیں یہ میری سیتا ہی نہ ہو۔ آہ! کاش یہ دونو لڑکے میرے ہوتے۔ تب تو تقدیر ہی کھُل جاتی۔

والمیک پھر بولے۔ 'بیٹا! اب تو تم سمجھ گئے ہوگے کہ میں کس طرف اشارہ کر رہا ہوں'۔

رام چندر کا چہرہ مسرّت سے کھل گیا۔ بولے۔ 'ہاں مہاراج! سمجھ گیا'۔

والمیک۔ 'جب سے تم نے سیتا کو تیاگ دیا ہے وہ میرے ہی آشرم میں ہے۔ میرے آشرم میں آنے کے دو تین مہینے بعد یہ لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ یہ تمہارے لڑکے ہیں۔ اُن کا چہرہ آپ کہہ رہا ہے۔ کیا اب بھی تم سیتا کو اپنے گھر نہ لاؤ گے؟ تم نے اُس کے ساتھ بڑی بے انصافی کی ہے۔ میں اُس دیوی کو آج پندرہ سالوں سے دیکھ رہا ہوں۔ ایسی پاکیزہ عورت

دُنیا میں مشکل سے ملیگی۔ تمہارے خلاف
کبھی ایک لفظ بھی اُس کے مُنہ سے
نہیں سُنا۔ تمہارا ذکر ہمیشہ عزّت اور
محبت سے کرتی ہے۔ اُس کی حالت دیکھ
کر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ بہت رُلا
چُکے۔ اب اُسے اپنے گھر لاؤ۔ وہ لکشمی
ہے"۔

رام چندر بولے۔ "منی جی! مجھے تو سیتا جی
پر کسی قسم کا شک کبھی نہیں ہُوا۔ میں
اُن کو اب بھی پاک سمجھتا ہوں۔ لیکن
اپنی رعایا کو کیا کروں۔ اُن کی زبان
کیسے بند کروں۔ رامچندر کی بیوی کو
شُبہہ سے پاک ہونا چاہیئے۔ اگر سیتا
میری رعایا کو اپنی بابت یقین دلا دیں
تو وہ اب بھی میری رانی بن سکتی ہیں۔
یہ میرے لئے عین خوشی کی بات ہوگی"۔
والمیک نے فوراً اپنے دو چیلوں کو حکم دیا۔

کہ جا کر سیتا جی کو ساتھ لاؤ۔ رامچندر نے
اُنہیں اپنے پشپک بمان پر بھیجا تا کہ وہ جلد
لوٹ آئیں۔ دونو چیلے دوسرے دن سیتا جی
کو لے کر آ پہنچے۔ سارے شہر میں یہ خبر
مشہور ہو گئی تھی کہ سیتا جی آ رہی ہیں۔
راج بھون کے سامنے، یگیہ شالا کے قریب
لاکھوں آدمی جمع تھے۔ سیتا جی کے آنے کی
خبر پاتے ہی رامچندر بھی بھائیوں کے ساتھ
آ گئے۔ ایک لمحہ میں سیتا جی بھی آئیں۔ وہ
بہت دُبلی ہو گئی تھیں۔ ایک سُرخ ساڑھی کے
سوا اُن کے بدن پر اَور کوئی زیور نہ تھا۔ مگر
اُن کے زرد مُرجھائے ہوئے چہرہ سے روشنی
کی کرنیں سی نکل رہی تھیں۔ وہ سر جُھکائے
ہُوئے رشی والمیک کے پیچھے پیچھے آ کر مجمع
کے بیچ میں کھڑی ہو گئیں ؛

مہرشی ایک کُش کے آسن پر بیٹھ گئے
اور بڑے متین انداز سے بولے۔ "دیوی،